قال اللہ تعالیٰ

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً

چون نص مزبور مشعر ست از توقف حیوۃ طیبہ بر عقائد صحیحہ و اعمال

صالحہ مطابقۃ و از احتیاج مسلمین باں حیات التزاماً و رسالہ

حیوۃ المسلمین سنہ ۱۳۵۹ھ

کہ جزو یست از تالیفات

حضرت حکیم الامۃ مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب دام فیوضہم

کافل بود تبیین مہمات چنیں عقائد و اعمال

بنا بر علیہ حضر محمد عثمان تاجر کتب جامع مسجد اردو بازار دھلی

مع حواشی مفیدہ و اضافہ جدیدہ باہتمام خود

در مطبع انصاری پریس دھلی طبع کنانید

فہرست مضامین حیٰوۃ المسلمین

تمہید طبع ثانی۔ مع حواشی مفیدہ وضمیمۂ اضافۂ جدیدہ ۳

روح اول۔ اسلام وایمان کے بیان میں ۲۷

روح دوم۔ تحصیل وتعلیم علم دین ۲۹

روح سوم۔ قرآن مجید کا پڑھنا پڑھانا۔ ۳۳

روح چہارم۔ اللہ تعالیٰ سے محبت رکھنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھنا۔ ۳۷

روح پنجم۔ اعتقاد تقدیر وعمل توکل یعنی تقدیر پر یقین لانا اور خدا تعالیٰ پر بھروسہ رکھنا۔ ۴۱

روح ششم۔ دعا مانگنا ۴۵

روح ہفتم۔ نیک لوگوں کے پاس بیٹھنا۔ ۴۹

روح ہشتم۔ سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم۔ ۵۳

روح نہم۔ بھائی مسلمانوں کے حقوق کا خاص خیال رکھ کر ادا کرنا۔ ۵۷

روح دہم۔ اپنی جان کے حقوق ادا کرنا۔ ۶۱

روح یازدہم۔ نماز کی پابندی کرنا۔ ۶۵

روح دوازدہم۔ مسجد بنانا۔ ۶۹

روح سیزدہم۔ کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا۔ ۷۳

روح چہاردہم۔ مالداروں کو زکوٰۃ دینا۔ ۷۷

روح پانزدہم۔ علاوہ زکوٰۃ نیک کاموں میں خرچ کرنا۔ ۸۱

روح شانزدہم۔ روزے رکھنا۔ ۸۵

روح ہفتدہم۔ حج کرنا۔ ۸۹

روح ہشتدہم۔ قربانی کرنا۔ ۹۳

روح نوزدہم۔ آمدنی اور خرچ کا انتظام رکھنا۔ ۹۷

روح بستم۔ نکاح کرنا اور نسل بڑھانا۔ ۱۰۱

روح بست ویکم۔ دنیا سے دل نہ لگانا۔ ۱۰۵

روح بست ودوم۔ گناہوں سے بچنا۔ ۱۰۹

روح بست وسوم۔ صبر وشکر کرنا۔ ۱۱۳

روح بست وچہارم۔ مشورہ کے قابل امور میں مشورہ لینا اور باہمی محبت ہمدردی واتفاق رکھنا۔ ۱۱۷

روح بست وپنجم۔ امتیاز قومی یعنی اپنا لباس اپنی وضع اپنی بول چال اپنا برتاؤ وغیرہ۔ ۱۲۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

تمہید طبع ثانی

بعد حمد وصلوٰۃ التماس آنکہ اس کتاب مستطاب کا دیباچہ چونکہ بیحد مفید ہے اور یک بے نظیر مضمون ہے اس واسطے دل چاہا کہ اس کو بھی حتی الوسع اصل کتاب کی طرح عام فہم بنادیا جاوے تاکہ سب طالبین کو پورا نفع ہو اور اسکی مناسب صورت یہ سمجھ میں آئی کہ مشکل الفاظ کا ترجمہ تو بین السطور لکھدیا جاوے اور آیات واشعار کے ترجمہ کو اور اسکے علاوہ کوئی ضروری تشریح ہو تو اسکو بھی حاشیہ پر لکھدیا جاوے۔ اور دیباچہ ہذا کے حاشیہ پر جو سو آیات حضرت والا مدفیوضہم نے تحریر فرمائی ہیں ان کا ترجمہ حاشیہ پر لکھنے کی گنجایش نہیں لہذا اس کو دیباچہ کے ختم پر بطور ضمیمہ کے شامل کردیا گیا۔ حق تعالیٰ شانہ اس کو بھی حضرت مولانا دامت برکاتہم کی برکت سے اصل کتاب کیساتھ مقبول ونافع فرماوے۔ آمین ثم آمین

حیوٰۃ المسلمین

الحمد للہ الذی انزل فی کتابہ اومن[1] کان میتا فاحییناہ وجعلنا لہ نورا یمشی بہ فی الناس کمن مثلہ فی الظلمات لیس بخارج منہا والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الذی شرفہ بخطاب[2] وکذلک اوحینا الیک روحا من امرنا ودعا امتہ الی جبریل تو امرہ فی قولہ یا[3] ایہا الذین امنوا استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم وقادہم الی رفیع جنابہ فی قولہ اولٰئک[4] کتب فی

---

[1] حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص کہ پہلے مردہ تھا پھر ہم نے اسکو زندہ بنادیا اور ہم نے اس کو ایک ایسا نور دیدیا کہ وہ اس کو لئے ہوئے لوگوں میں چلتا پھرتا ہے کیا ایسا شخص اس شخص کی طرح ہوسکتا ہے جس کی حالت یہ ہو کہ وہ تاریکیوں میں ہے ان سے نکلنے ہی نہیں پاتا ۱۲ [2] اور اسی طرح ہمنے آپ کے پاس روح (یعنی وحی) بھیجی ہے اپنے حکم سے ۱۲ [3] اے ایمان والو تم اللہ ورسول کے حکم کو بجالایا کرو جبکہ رسول تم کو تمہاری زندگی بخش چیز کی طرف بلاتے ہوں ۱۲ [4] ان لوگوں کے دلوں میں اللہ نے ایمان ثبت کردیا ہے اور ان کو اپنی روح (یعنی اپنے فیض) سے قوت دی ہے۔

قلوبہم الایمان وایدہم بروح منہ۔ وبعد فقد قال تعالیٰ[1] من عمل صالحا من ذکر او انثیٰ وھو
مؤمن فلنحیینہ حیوۃ طیبۃ ولنجزینہم اجرہم باحسن ما کانوا یعملون وقال تعالیٰ[2] ومن اعرض عن
ذکری فان لہ معیشۃ ضنکا ونحشرہ یوم القیمۃ اعمیٰ۔ ان آیات کیساتھ ایک اور آیت جو اہل جہنم
کے حق میں ہے یعنی ثم لا یموت[3] فیہا ولا یحییٰ اگر بطور مقدمہ کے ملائی جاوے (جسکا حاصل یہ ہے
کہ جس حیوۃ میں راحت وحلاوت نہ ہو وہ حیوۃ گو صورۃً[4] غیر موت ہو مگر معنیً غیر حیوۃ ہی ہے) تو اس انضمام
کے بعد مثل نصوص صحیحہ کثیرہ شہیرہ کے خطبہ[5] کی آیات میں حیوۃ باطنی واخروی کا اور مابعد الخطبہ کی آیات[6] میں

(زندگی) (سند ۱۲ آیتیں ۱۲ بہت ۱۲ مشہور ۱۲)

عـ۵ ولنسر ولبعضا منہا یدل علی العاجل من الاختصاص الذی حقیقتہ اثبات حکم لشئ ونفیہ عن غیرہ ومجموع ہذہ الآیات یفید
مجموع الامرین وقید بالعاجل لانہ ہو الخفی کما سیاتی فی آخر الحواشی للتمہید ومنہا قولہ تعالیٰ (عـ۱) فتوبوا الی بارئکم فاقتلوا انفسکم ومنہ
قولہ تعالیٰ (عـ۲) فبدل الذین ظلموا الی قولہ تعالیٰ یفسقون ومنہا قولہ تعالیٰ (عـ۳) وضربت علیہم الذلۃ الی قولہ تعالیٰ یعتدون و (عـ۴)
فما جزاء من یفعل الی اشد العذاب و (عـ۵) ومن اظلم ممن منع مسجد اللہ الی عذاب عظیم (الم) و (عـ۶) ومنہم من یقول ربنا الی
سریع الحساب (سیقول) و (عـ۷) فی من آمن فی من کفر بعیسیٰ قولہ تعالیٰ وجاعل الذین اتبعوک الی من نصرین (تلک الرسل)
و (عـ۸) ولا تہنوا الی مؤمنین و (عـ۹) فاتہم اللہ ثواب الدنیا الی المحسنین و (عـ۱۰) سنلقی فی قلوب الذین کفروا الی الظلمین
و (عـ۱۱) ان الذین تولوا منکم الی ما کسبوا و (عـ۱۲) فانقلبوا بنعمۃ الی فضل عظیم (لن تنالوا) و (عـ۱۳) ومن یہاجر الی سعۃ
(والمحصنت) و (عـ۱۴) فبظلم من الذین ہادوا الی بالباطل و (عـ۱۵) فی قطاع الطریق قولہ تعالیٰ ذلک لہم خزی فی الدنیا
الی عظیم و (عـ۱۶) ومن یتول اللہ ورسولہ الی الغلبون و (عـ۱۷) قل بل انتم بشر الی سبیل و (عـ۱۸) والقینا بینہم العداوۃ
الی المفسدین و (عـ۱۹) ولو انہم اقاموا التوراۃ الی یعملون (لا یحب اللہ) و (عـ۲۰) الم یروا کم اہلکنا الی آخرین (واذا سمعوا)
و (عـ۲۱) فی نوح وقومہ قولہ تعالیٰ فانجیناہ والذین معہ الی عمین و (عـ۲۲) فی ہود وقومہ قولہ تعالیٰ فانجیناہ والذین معہ
الی مؤمنین و (عـ۲۳) فی صالح وقومہ قولہ تعالیٰ فاخذتہم الرجفۃ الی الناصحین و (عـ۲۴) فی لوط وقومہ قولہ تعالیٰ فانجیناہ
واہلہ الی المجرمین و (عـ۲۵) فی شعیب وقومہ قولہ تعالیٰ فاخذتہم الی الخسرین (ولو اننا) و (عـ۲۶) ولو ان اہل القریٰ آمنوا
الی یکسبون و (عـ۲۷) فارسلنا علیہم الطوفان الی یعرشون و (عـ۲۸) ان الذین اتخذوا العجل الی المفترین و (عـ۲۹) ثم انسوا

---

[1] جو کوئی نیک کام کرے خواہ وہ مرد ہو یا عورت ہو بشرطیکہ صاحب ایمان ہو تو ہم اس شخص کو (دنیا میں) بالطف زندگی دینگے اور (آخرت میں) انکے اچھے کاموں کے عوض میں انکو بدلہ دینگے ۱۲ [2] جو شخص میری اس نصیحت سے اعراض کریگا تو اسکے لئے (قیامت سے پہلے دنیا اور قبر میں) تنگی کا جینا ہوگا اور قیامت کے دن ہم اسکو اندھا کرکے (قبر سے) اٹھا دیں گے ۱۲ [3] پھر نہ اس (دوزخ) میں مر ہی جاویگا اور نہ (آرام کی زندگی) جئے گا ۱۲ [4] یعنی بے لطف زندگی گو ظاہر میں موت نہیں ہے مگر حقیقت میں زندگی بھی نہیں ہے ۱۲ [5] یعنی اول کی چار آیتیں ہیں جو کہ لفظ وبعد سے پہلے ہیں یہ ثابت ہے کہ اصل زندگی (یعنی باطنی اور آخرت میں ہونے والی) فقط انہی لوگوں کو حاصل ہے جو خدا کے تابعدار ہیں اور نافرمان درحقیقت اس سے محروم ہیں ۱۲ [6] خطبہ کے بعد کی آیتوں سے مراد آیت عـ۵ و عـ۶ ہیں جو کہ لفظ وبعد کے بعد ہیں ۱۲

علی تفسیر المحققین حیوٰۃ ظاہری و دنیوی کا بھی اختصاص صرف مطیعین ہی کیساتھ نہایت واضح اور

(بقیہ صفحہ گذشتہ) ماذکرو به انجینا الذین ینہون الی سوء العذاب و (۳۱) اذ یوحی ربک الی الملئکۃ الی العقاب و (۳۱)
وان اللہ موہن کید الکفرین و (۳۲) یا ایہا الذین آمنوا ان تتقوا اللہ الی العظیم و (۳۳) و ما لہم الا یعذبہم
اللہ الی لا یعلمون (قال الملا الذین) و (۳۴) ذلک بان اللہ لم یک مغیرا الی الظلمین و (۳۵) یا ایہا النبی قل لمن فی
ایدیکم الی رحیم (وعلموا) و (۳۶) لہم البشری الی العظیم و (۳۷) ان اللہ لا یصلح عمل المفسدین و (۳۸) فی قوم یونس
قولہ تعالی لما آمنوا الی حین و (۳۹) وان استغفروا ربکم الی فضلہ (یعتذرون) و (۴۰) ویقوم استغفروا ربکم الی مجرمین
و (۴۱) وما کان ربک لیہلک القری الی مصلحون و (۴۲) فی یوسف قولہ تعالی ولما بلغ اشدہ الی المحسنین (وما من دابۃ)
و (۴۳) فی یوسف قولہ تعالی وکذلک مکنا لیوسف الی یتقون و (۴۴) ولا یزال الذین کفروا الی المیعاد و (۴۵)
لہم عذاب فی الحیوٰۃ الدنیا الی واق و (۴۶) اولم یروا انا نأتی الارض الی الحساب و (۴۷) واذ تاذن ربکم الی لشدید و
(۴۸) فاوحی الیہم ربہم الی وعید (وما ابرئ نفسی) و (۴۹) وان کان اصحاب الایکۃ الی مبین و (۵۰) قد مکر الذین من قبلہم
الی لا یشعرون و (۵۱) والذین ہاجروا فی اللہ الی اکبر و (۵۲) افامن الذین مکروا السیئات الی تخوف و (۵۳) من عمل صالحا
من ذکر الی یعملون و (۵۴) وضرب اللہ مثلا قریۃ الی یظلمون (ربما) و (۵۵) واذا اردنا ان نہلک الی تدمیرا و (۵۶) فعسی
ربی ان یؤتین الی عقبا (سبحان الذی) و (۵۷) ان الذین امنوا وعملوا الصلحت سیجعل لہم الرحمن ودا و (۵۸) قال فاذہب فان
لک فی الحیوٰۃ ان تقول لا مساس (قال الم اقل لک) و (۵۹) کم قصمنا من قریۃ الی خامدین و (۶۰) وارادوا بہ کیدا
فجعلنٰہم الاخسرین و (۶۱) فاستجبنا لہ ونجینٰہ من الغم وکذلک ننجی المومنین و (۶۲) ولقد کتبنا فی الزبور الی الصلحون و
(۶۳) فکاین من قریۃ اہلکنٰہا الی المصیر (اقترب للناس) و (۶۴) وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنہم الی ہم الفسقون
قد افلح المومنون) و (۶۵) والذین یقولون ربنا الی اماما (وقال الذین لا یرجون) و (۶۶) قال سنشد عضدک الی الغالبون۔
و (۶۷) وکم اہلکنا من قریۃ بطرت الی الظالمون و (۶۸) فخسفنا بہ الی المنتصرین و (۶۹) فکلا اخذنا الی یظلمون (امن خلق) و
(۷۰) ظہر الفساد الی مشرکین و (۷۱) انزل الذین ظاہروہم الی قدیر (اتل ما اوحی) و (۷۲) لئن لم ینتہ المنافقون الی
تبدیلا (۷۳) لقد کان لسبا الی الا الکفور و (۷۴) فلما جاءہم نذیر الی آخر السورۃ (ومن یقنت) و (۷۵) فلولا انہ کان من
المسبحین للبث فی بطنہ الی یوم یبعثون و (۷۶) قل یعباد الذین آمنوا اتقوا ربکم الی حساب (ومالی) و (۷۷) فوقاہ
اللہ سیات ما مکروا و (۷۸) انا لننصر رسلنا الی الاشہاد و (۷۹) ان الذین قالوا ربنا اللہ الی فی الآخرۃ (فمن اظلم) و (۸۰)
وما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم و (۸۱) یوم نبطش البطشۃ الکبری انا منتقمون (الیہ یرد) و (۸۲) یا ایہا الذین آمنوا
ان تنصروا اللہ ینصرکم ویثبت اقدامکم و (۸۳) فلا تہنوا الی آخر السورۃ و (۸۴) لقد رضی اللہ عن المومنین الی قدیرا و (۸۵)

سلہ محققین کے نزدیک حیوٰۃ طیبہ اور معیشۃ ضنک سے مراد دنیوی زندگی ہے یعنی دنیا کی اصل زندگی (یعنی چین و راحت) بھی صرف انہی لوگوں کو حاصل ہے جو خدا کے مطیع و فرمانبردار ہیں اور نافرمان لوگوں کو جس طرح باطنی حیات نصیب نہیں اسی طرح وہ درحقیقت ظاہری حیات کی لذت سے بھی محروم ہیں اور گو بعض علماء نے حیوٰۃ طیبہ سے مراد آخرت کی زندگی اور معیشت ضنک سے برزخ کی زندگی مراد لی ہے مگر بہت سے بہت اس اختلاف کا حاصل یہ ہوگا کہ ان دو آیتوں سے یہ مدعا ثابت نہو لیکن دوسری آیتوں میں اس مقصود پر صاف صاف نصوص موجود ہیں جیسا کہ ضمیمہ سے معلوم ہو جاویگا اس اختلاف سے اصل مقصود میں کوئی حرج واقع نہیں ہوتا ۱۲

مصرع ہے مگر باوجود اسقدر وضاحت وصراحت کے ہمارے اسلامی بھائی اس مسئلہ سے اسقدر غافل ہیں کہ گویا اس مسئلہ کے دلائل کو کبھی نہ ان کی آنکھوں نے دیکھا نہ اُن کے کانوں نے سنا اور نہ ان کے قلب پران کا گذر ہوا اور حیوٰۃ کی ان دونوں قسموں میں سے بھی حیوٰۃ اخروی کا اختصاص[۱] مذکورا نکے اذہان سے اتنا بعید نہیں جتنا حیوٰۃ دنیوی کا اختصاص بعید ہے اور یہی وجہ ہے کہ اسوقت مسلمانوں پر عالم میں عموماً اور کشور ہند میں خصوصاً مصیبتوں پر مصیبتیں اور بلاؤں پر بلائیں نازل ہوتی چلی جاتی ہیں مگر نہ انکے ذہن کو مطلق اس طرف التفات ہوتا ہے نہ ان کی زبان پر اسکا نام آتا ہے نہ انکے قلم سے یہ مضمون نکلتا ہے اگر کسی کو علاج و تدبیر کی طرف توجہ ہوتی بھی ہے تو وہ نسخے استعمال کئے جاتے ہیں جن کی نسبت بے تکلف یہ کہنا یقیناً صحیح ہے کہ سے گفت[۲] ہر دارو کہ ایشاں کردہ اند + آں عمارت نیست ویراں کردہ اند + بے[۳] خبر بودند از حالِ درون + استعیذ اللہ مما یفترون + رنجش[۴] از صفرا و از سودا نبود + بوئے ہر ہیزم پدید آید زدود + اور اسی بے اصول علاج کا لازمی نتیجہ ہوگا کہ ہر[۵] چہ کردند از علاج و از دوا + رنج افزوں گشت و حاجت ناروا + از ہلیلہ قبض شد اطلاق رفت

(بقیہ صفحہ گذشتہ) ہو الذی ارسل رسولہ الی شہیدا و (۸۶) کذبت قبلہم قوم نوح الی وعید (حم الاحقاف) و (۸۷) ام یقولو الی الدبر (قال فما خطبکم) و (۸۸) اولئک کتب فی قلوبہم الایمان وایدہم بروح منہ (۸۹) فاتاہم اللہ من حیث لم یحتسبوا الی شدید العقاب و (۹۰) الم تر الی الذین نافقوا الی لا یعقلون و (۹۱) عسی اللہ ان یجعل بینکم و بین الذین عادیتم منہم مودۃ و (۹۲) اخری تحبونہا نصر من اللہ و فتح قریب (۹۳) وللہ خزائن السموت الی یعلمون و (۹۴) ما اصابکم من مصیبۃ الی یہد قلبہ و (۹۵) من یتق اللہ الی قدرا و (۹۶) وکاین من قریۃ عتت الی خسرا (قد سمع اللہ) و (۹۷) انا بلونا ہم الی لو کانو یعلمون و (۹۸) فقلت استغفروا ربکم الی انہارا و (۹۹) لو استقاموا علی الطریقۃ لاسقیناہم ماءً غدقا (تبارک الذی) و (۱۰۰) الم یجعل کیدہم فی تضلیل (عم)، فہذہ مائۃ آیۃ فی الباب ولم نذکر کثیرا منہا لعدم قصدنا الاستیعاب ۱۲ منہ

[۱] قولہ حیات اخروی الیٰ قولہ بعید ہے یعنی آخرت کا صرف اللہ کے فرمانبرداروں کے لئے خاص ہونیکو تو لوگ کسیقدر سمجھتے بھی ہیں مگر یہ کہ دنیوی زندگی بھی بدون اسکے راحت سے میسر نہیں ہوتی اسطرف کسیکو خیال بھی نہیں ہوتا ۱۲ [۲] یہ اشعار مولانا رومی نے ایک قصہ میں فرمائے ہیں اور مطلب یہ ہے کہ جب طبیبوں کے علاج سے کنیزک کو نفع نہ ہوا تو بادشاہ کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے ایک اہل باطن کو بھیجا اسنے نبض دیکھکر یہ کہا کہ طبیبوں نے نہیں پہچانا اسلئے علاج مرض کے خلاف ہو جیسے مزاج میں بجائے درستی کے نادرستی بڑھ گئی ۱۲ [۳] اسکا مطلب کہ جن طبیبوں نے علاج کیا ہے ان کو اندرونی حالت کا پتہ نہیں لگا مصرعہ عربی کے یہ معنی ہیں کہ پناہ مانگتا ہوں اللہ تعالیٰ کی اس بات سے جسکو وہ طبیب لوگ اپنی طرف سے گھڑتے ہیں گھڑتا یہی ہے کہ مرض تھا کچھ بتایا کچھ ۱۲ [۴] کہ بیماری اسکی کسی خلط صفراوی سوداوی کے سبب نہیں ہے بلکہ عشق کی بیماری ہے اور جس طرح دھوئیں سے لکڑی کی بو آتی ہے اور اس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ فلاں لکڑی ہے اسیطرح علامتوں سے اسکا پتہ چلتا ہے ۱۲ [۵] جتنا علاج اور دوا کی کچھ نفع نہیں ہوا بلکہ اور بیماری بڑھتی گئی ۱۲

آب آتش را مدد شد ہمچو نفت ۔ سستی دل شد فزون و خواب کم ۔ سوزش چشم و دل پر درد و غم
مگر باوجود اس ناکامی پر ناکامی کے ان عطائی اطبا کی حالت اس عطائی طبیب کی سی ہے جس نے
کسی کو بے موقع مسہل دیا تھا اور برابر زیادتی حال کی خبر اسکو پہونچ رہی تھی مگر وہ ہر اطلاع کے جواب
میں یہی کہتا تھا کہ مادہ فاسد ہی نکلنے دو حتی کہ وہ مریض مر گیا مگر یہ اسکا مرنا سکو بھی اپنی اسی رائے کو
صحیح سمجھا گئے اور یہ فرمایا کہ بڑے مادی جسکے نکلنے سے مرگیا نہ نکلتا تو نہ معلوم کیا ہو جاتا اس جہل
عملی کی وجہ صرف یہی جہل علمی ہے کہ ان مصائب کے منشا کی تعیین میں انکو نصوص الٰہیہ و نبویہ کی پوری
تصدیق نہیں ۔ ای صاحب حسب الله و رسول پر ایمان ہے جس کے معنے ہیں ہر امر اور ہر خبر میں
ان کی تصدیق کرنا اور انکو سچا سمجھنا پھر یہ کیسی تصدیق ہے کسی میں تصدیق کسی میں عدم تصدیق
افتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض اس لئے سخت ضرورت محسوس ہوئی کہ اس تخبط اہل
زمانہ پر از سر نو تنبیہ عـــہ کیجاوے تاکہ مرض کے سبب کا تعین پھر علاج صحیح کا تیقن ہو اور اس تعین و تیقن کے

عـــہ وانما قال از سر نو لان الشریعۃ طالما نبہت علیہم بترجمۃ الشریعۃ نبہ علیہ العلماء ومنہا رسالۃ جزاء الاعمال التی کتبتہا قبل ذلک بقلیل
من الزمن فہی اذا تنبیہ جدید واوحرکنی علی ذلک ما لحقنی من القلق الشدید علی سوء حال المسلمین منذ ایام بحیث ازعجنی
واضنانی فاخذ اللطف الالہی بیدی والقی فی روعی اثناء صلوۃ الفجر لعشرین من جمادی الاولی سنہ ۱۳۲۶ھ فلینبہ بعض
الاعمال بخصوصہا فی کشف بعض الغمۃ التی لا طاقۃ لہم بہا یرفع بعض منہا للجہل وبعض منہا للافلاس وبعض منہا
للتشویش وہذہ ہی امہات جمیع البلایا والرزایا وان اکتب شیئا من ذلک ابلغ المسلمین من دون التعرض لوجہ
المدخلیۃ المذکورۃ لان المقصود والنافع للعامۃ ہی المسائل لا الدلائل ورجائی کونہ نافعا وللاوراد التامۃ دافعا فاراح
ذلک جاشی وازاح منہ الغواشی فشرعت فیہ راجیا من الله فیہ النفع وہو ولی کل وضع ورفع ۱۲ منہ اس حاشیہ کا ترجمہ
یہ ہے کہ متن میں جو تنبیہ کیساتھ از سر نو کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ درحقیقت یہ کوئی نئی تنبیہ نہیں ہے کیونکہ مدت
دراز ہوئی کہ شریعت مقدسہ نے متنبہ کیا تھا پھر ہمیشہ علمائے کرام اسکو بیان فرماتے رہے ہیں اور قسم قسم کی کتابیں
تصنیف فرمائیں چنانچہ ان میں سے ایک جزاء الاعمال ہے جس کو کچھ عرصہ ہوا مولانا مدظلہم نے تالیف فرمایا تھا
اور اس جدید تنبیہ کیطرف متوجہ ہونے کی وجہ حضرت مولانا صاحب نے یہ بیان فرمائی ہے کہ مجھے اس

سلہ ہلیلہ سے دست آیا کرتے ہیں مگر اس سے قبض ہوگیا پانی سے آگ بجھ جاتی ہے مگر یہاں پر پانی سے آگ اور بھڑک اٹھی جیسے نفت
ایک روغن ہے آگ پر چھڑکنے سے آگ بھڑک اٹھتی ہے خلاصہ یہ کہ ہر دوا نے الٹا اثر کیا اسواسطے کہ علاج بے قاعدہ تھا ۱۲ سلہ دل
کی سستی اور آنکھ کی سوزش زیادہ ہوگئی اور نیند اڑ گئی اور دل درد و غم سے بھر گیا ۱۲ سلہ یعنی حدیث و قرآن کی ۔ سلہ یعنی
کیا تم بعض کتاب پر ایمان لاتے ہو اور بعض کے ساتھ کفر کرتے ہو یعنی بعض احکام مانتے ہو اور بعض نہیں مانتے ۱۲

بعد اسباب کے ازالہ اور علاج کی تحصیل کا اہتمام کریں اور براہین عقلیہ ونقلیہ ونیز مشاہدہ وتجربہ سے متحقق وثابت ہو چکا ہے کہ دور حاضر[1] میں ان اسباب معالجات کی تعلیم وتفہیم منحصر ہو گئی[2] ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک میں پس بلا خوف منازع حضور کی شان عالی میں یہ دعوے بالکل بجا ودرست ہے[3] ذات پاک کاملے پُر مایہ + آفتابے درمیان سایہ + حاذقش گو حکیم حاذق ہست[4] + صادقش دان کو امین صادق ہست + در علاجش سحر مطلق را ببین[5] + در مزاجش قدرت حق را ببین + جو شخص آپ کی صحت تشخیص کا اعتقاد کرکے آپ کی تجویز پر عمل کریگا وہ بیساختہ کہنے لگیگا[6] + مطلع نور حق و دفع حرج + معنی الصبر مفتاح الفرج + از[7] لقای تو جواب ہر سوال + مشکل از تو حل شود بے قیل وقال + ترجمان[8] ہر چہ ما را در دل است + دستگیر ہر کہ پایش در گل است + مرحبا[9] یا مجتبی یا مرتضی + ان تغب جاء القضا ضاق الفضا + انت[10] مولی القوم من لا یشتہی + قد ردی کلا لئن لم ینتہ + اور اگر یہ شخص آپ کی کسی تجویز کی لم بھی نہ سمجھیگا تب بھی جیسا کہ لوازم اعتقاد سے ہے کہیگا

(بقیہ صفحہ گذشتہ) جدید کے لکھنے کی طرف اسوجہ سے توجہ ہوئی کہ چند دنوں سے مسلمانوں کی بدحالی سے مجھے سخت قلق ہوا جسنے مجھے بیقرار اور لاغر کر دیا پس لطف الٰہی نے یہ بات بیکر ۲۸ اور ۲۰ جمادی الاولی ۱۳۴۸ھ کو نماز صبح میں میرے دل میں اسلئے ڈالا کہ بعض اعمال کو بعض مصیبتوں سے جن کے برداشت کی لوگوں کو طاقت نہیں ہے دور کرنے میں خاص دخل ہے ان میں سے بعضے اعمال سے تو جہل رفع ہوتا ہے اور بعض سے افلاس اور بعض سے تشویش وپریشانی اور یہی تینوں یعنی جہل وافلاس وتشویش ہی تمام بلاؤں اور مصیبتوں کی جڑ ہیں پس ان تینوں کی اصلاح سے اور تمام

[1] دور حاضر سے مراد حضرت خاتم الانبیا کے مبعوث ہونے سے قیامت تک کا زمانہ ہے ۱۲ [2] یعنی فقط حضور کی تعلیمات ہی اسکا علاج ہیں ۱۲ [3] آپ کی ذات پاک ہے آپ کامل ہیں صاحب کمالات آفتاب ہیں درمیان سایہ کے یعنی جیسے سایہ کے درمیان آفتاب ہوتا ہے ایسے ہی آپ ہمارے لئے آفتاب ہیں ۱۲ [4] ماہر آپ کو سمجھو کیونکہ آپ طبیب ماہر ہیں سچا آپ کو یقین کرو کیونکہ آپ سچے اور امین ہیں ۱۲ [5] آپ کے علاج میں سحر مطلق کو دیکھو یعنی بہت جلد اثر کرنے والا کہ کبھی مخالف ہوتا ہی نہیں آپ کے مزاج میں قدرت حق کو دیکھوگے ۱۲ [6] نور حق کے آپ مطلع ہیں یعنی نور حق آپ میں روشن ہے اور آپ حرج وتنگی کے دفع اور دور کرنیکے سبب ہیں آپ الصبر مفتاح الفرج کے معنے ہیں جیسے صبر میں یہ خاصیت ہے کہ اس سے وہ بلا آسان ہو جاتی ہے اسی طرح آپ کی تعلیمات پر عمل کرنے سے آسانی وراحت نصیب ہوتی ہے ۱۲ [7] مطلب یہ ہے کہ آپ ایسے بابرکت ہیں کہ آپ کے دیدار ہی سے ہر سوال حل ہو جاتا ہے اور ہر مشکل آسان ہو جاتی ہے ۱۲ [8] جو بات ہمارے دل میں ہے آپ اس کے بیان کرنے والے ہیں اور جو کسی مصیبت میں مبتلا ہو آپ اس کے دستگیر ہیں ۱۲ [9] آپ کو مرحبا ہے اے برگزیدہ وپسندیدہ اگر آپ غائب یعنی دور ہوں تو موت آجائے اور فضا یعنی دنیا تنگ (وتاریک) ہو جائے ۱۲ [10] معنی یہ ہیں کہ آپ مددگار وخیر خواہ ہیں لوگوں کے جو آپ کی طرف رغبت نہیں کرتا وہ ہلاک ہو جاوے گا جیسا اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ اگر ابوجہل مخالفت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے باز نہ آوے گا تو ہم اس کے بال پکڑ کر جہنم کی طرف گھسیٹیں گے ۱۲

آنکہ[1] از حق یابد او وحی و خطاب + ہرچہ فرماید بود عین صواب + آنکہ[2] جاں بخشد اگر بکشد رواست +
نائب ست و دست او دست خداست + ہمچو[3] اسمعیل پیشش سر بنہ + شاد و خنداں پیش تیغش جاں بدہ +
تا بماند جانت خنداں تا ابد + ہمچو[4] جان پاک احمد با احد + عاشقان[5] جام فرح آنگہ کشند +
کہ بدست خویش خوباں شاں کشند + آں[6] کسے را کش چنیں شاہے کشد + سوئے تخت و بہترین جاہے کشد

اور آپ نے نہایت شفقت و غایت رحمت سے اپنا پورا مطلب بے دریغ عام خلائق کو روبرو پیش فرمایا اگر استعمال کرنیوالوں یا استعمال نہ کرنیوالوں کی سعادت و شقاوت جس نے جب کبھی بھی استعمال کیا صلاح و فلاح اسکے پیش پیش رہی اور جسنے ادنیٰ اہمال کیا اگر اس کو کچھ حصہ عقیدت و محبت کا حاصل ہے اس عقیدت و محبت کی برکت سے اسپر عنایت اس طرح متوجہ ہوتی ہے کہ صلاح و فلاح سے اسکو حرمان عاجل نصیب کیا جاتا ہے تاکہ اس فوری تنبیہ سے وہ اپنی اصلاح کر سکے اور جو عقیدت و محبت سے خالی ہیں اس خلو کی شامت سے ان کے ساتھ یہ معاملہ کیا جاتا ہے کہ بطور استدراج کے انکو صورۃً و دنیا چلا کامیابی عطا کر دی جاتی ہے اور حقیقۃً و آجلاً حرمان

(بقیہ صفحہ گذشتہ) باتوں کی بھی اصلاح ہوجاویگی اور یہ بات بھی منجانب اللہ اسیوقت دل میں آئی کہ ان اعمال میں سے کچھ لکھوا کر مسلمانوں کو پہونچاؤ اور دلائل کی وجہ لکھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ عام لوگوں کے لئے نافع اور مقصود مسائل ہیں نہ کہ ان کی دلیلیں اور خدا نے مجھے امید دلائی کہ اس سے یہ بلا ٹل جاویگی اور لوگوں کو نفع ہوگا پس خدا سے نفع کی امید کر کے میں نے اس کو شروع کر دیا اور وہی بلند کرنے اور پست کر دینے والا ہے ۱۲

سلہ جس ذات کو کہ حق تعالیٰ کی جانب سے وحی و خطاب ہوتا ہے وہ جو کچھ فرماوے بالکل ٹھیک ہوگا کیونکہ وہ درحقیقت اللہ کا حکم دار شاد ہے انکی اسمیں یہ شان ہوگی ع گفتہ او گفتۂ اللہ بود + گرچہ از حلقوم عبداللہ بود + یعنی آپ کا ارشاد اللہ کا ارشاد ہے گو زبان سے عبداللہ کے صادر ہوا ہے ۱۲ سلہ جو کہ جان دینے والا ہے (یعنی اللہ تعالیٰ) وہ اگر مار ڈالے تو جائز ہے (جیسے اللہ تعالیٰ کے لئے یہ فعل جائز ہے اور فعل جائز کو کبھی خود کیا کرتے ہیں کبھی نائب سے کرا سکتے ہیں پس آپ نائب ہیں خدا کے آپ کا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہے ۱۲ سلہ اسمعیل علیہ السلام کی طرح آپ کے سامنے سر رکھدو خوشی خوشی آپکی تلوار کے سامنے سر جھکا دو (جان دینے سے مراد راحت و ہوائے نفسانی کا ترک کرنا ہے مطلب یہ ہے کہ جو ریاضت و مجاہدہ اصلاح ظاہر و باطن کے متعلق تم کو تعلیم کریں اسکو خوشی سے قبول کرو اور اسپر عمل کرو) تاکہ ابدالآباد نجات و قرب الٰہی سے خوش رہو جسطرح احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے احکام الٰہی پر رضا و تسلیم سے عمل فرمایا اور قرب خاص سے مسرور ہیں ۱۲ سلہ اور عشاق تو اسوقت خوش ہوتے ہیں کہ ان کے معشوق انکو ہاتھ سے ان کو قتل کر ڈالیں ۱۲ سلہ جس شخص کو کہ ایسا بادشاہ مار ڈالے (درحقیقت وہ مارتا نہیں ہے بلکہ) تخت اور بہترین مرتبہ (یعنی بہشت) کی طرف کھینچ رہا ہے ف یہ بیس شعر مثنوی شریف کے ہیں صرف بعض میں مناسبت مقام سے کچھ الفاظ کا تغیر کر دیا گیا ہے ۱۲ سلہ یعنی مسلمان ہو کر جو لوگ احکام خداوندی پر عمل نہیں کرتے ان کو بطور تنبیہ دنیا سے محرومی نصیب ہوتی ہے تاکہ وہ اس تنبیہ سے اپنی حالت کی اصلاح کرلیں اور جو مسلمان نہیں ہیں انکے ساتھ یہ معاملہ کیا جاتا ہے کہ ظاہراً دنیاوی ترقی ان کو خوب دیجاتی ہے اور ظاہراً اسلئے کہا کہ حقیقۃً حقیقی و روحانی چین اسمیں انکو نصیب نہیں ہوتا کیونکہ وہ فقط خدا کی اطاعت ہی میں ہے اور ان کی اندرونی حالت سے بھی اس کا پتہ چلتا ہے کہ خالص چین و آرام کو وہ اپنے اندر نہیں پاتے اور رہا آخرت میں ان کے لئے کچھ ہونا یہ تو ظاہر ہی ہے اس معاملہ کو استدراج کہتے ہیں اور اسی ظاہری ترقی اور آخرت و حقیقی محرومی کا بیان ذیل کی آیتوں میں ہے ۱۲

ع الابیات العشرون المذکورۃ فی الخطبۃ من المثنوی المعنوی بتغیر یسیری فی بعضھا ۱۲ منہ

ہی ان کے نصیب حال ہوتا ہے چنانچہ حرمان آجل تو ظاہر ہی ہے اور حرمان حقیقی کا شاہد ان کی اندرونی حالت ہے کہ خالص راحت و حلاوت کو وہ خود اپنے اندر مفقود پاتے ہیں اسی فلاح عاجل و صوری و حرمان آجل و حقیقی کا ذکر ان آیات میں ہے قولہ تعالےٰ ایحسبون انما نمدھم بہ من مال وبنین نسارع لھم فی الخیرات بل لا یشعرون وقولہ تعالیٰ فلا تعجبک اموالھم ولا اولادھم انما یرید اللہ لیعذبھم بھا فی الحیوۃ الدنیا وتزھق انفسھم وھم کافرون۔ جب عیاناً و برہاناً صلاح و فلاح کا انحصار مطب نبوی ہی کے نسخوں میں ثابت ہو چکا تو برادران اسلامی پر جن کو مرض کی خبر اور اسکے سبب اور نسخہ سے بیخبری ہے واجب و لازم ہوا کہ اب اس علمی تغافل و تجاہل یا عملی تکاسل و تثاقل کو ہمیشہ کیلئے خیرباد کہیں اور ان حکمی و حتمی نسخوں کا استعمال کریں اور عاجلاً و آجلاً و صورۃً و حقیقۃً صلاح و فلاح کا ثمرہ ابداً و سرمداً حاصل کریں تنبیہ کلی ہی جلب منافع و دفع مضار کے طریق صحیح پر اور تنبیہ جزئی و تفصیلی و طریق تام شریعت مطہرہ ہے لیکن تنبیہ کلی و اجمالی تو اس کیلئے کافی نہیں کہ عمل بدون تفصیل متعذر ہے اور تنبیہ جزئی و تفصیلی پر مختصر وقت میں مطلع ہونا متعسر ہے اس لئے ضرورت اسکی ہے کہ اسلامی بھائیوں کی حالت حاضرہ غیر محتملۃ التاخیر فی المعالجۃ کے اعتبار سے جو اجزاء تفصیل میں ایک بناء خاص پر مستحق تقدیم فی التعلیم ہیں ان سے

عـہ قید بہا لان الآخرۃ لا یرتاب احد ممن یعتقد الاسلام فی تسبیب الاعمال لجزاءہا ایضاً اصلاح ہذہ الاعمال تحتمل فیہ التاخیر الی آخر الآجال بخلاف الحالۃ الحاضرۃ فلاجل ہذین الفرقین مست الحاجۃ الی تخصیص الحاضرۃ بالتعیین والتبیین ۱۲ منہ

اس حاشیہ عربیہ کا یہ مطلب ہے کہ حالت حاضرہ غیر محتملۃ التاخیر کی تخصیص اس لئے کی گئی ہے کہ جتنے مسلمان ہیں ان میں کسی کو شک نہیں ہے کہ آخرت میں اعمال کا بدلہ ملے گا پس اور اعمال کو بیان کرنے کی چنداں ضرورت نہیں اور دوسرے اور اعمال میں موت تک اصلاح کی گنجائش ہے بخلاف اس حالت کے کہ اس میں تاخیر کی گنجائش نہیں ہے لہذا اس کے اصلاح کی طرف خاص طور پر توجہ کرنیکی ضرورت محسوس ہوئی ۱۲

سلہ یعنی کیا یہ لوگ گمان کر رہے ہیں کہ ہم ان کو جو کچھ مال و اولاد دیتے چلے جاتے ہیں تو ہم ان کو جلدی جلدی فائدے پہونچا رہے ہیں (یہ بات ہرگز نہیں) بلکہ یہ لوگ (اس کی وجہ) نہیں جانتے ۱۲

سلہ ان کے اموال و اولاد آپ کو تعجب میں نہ ڈالیں اللہ کو صرف یہ منظور ہے کہ ان (مذکورہ) چیزوں سے دنیوی زندگی میں (بھی) ان کو گرفتار عذاب رکھے اور ان کی جان کفر ہی کی حالت میں نکل جائے ۱۲

انکی تعیین و تبیین بقدر ضرورت کردیجاوے اور وہ بناء خاص یہ ہے کہ جس طرح ادویہ حسیہ میں بعض ادویہ ازالہ امراض میں مؤثر بالخاصہ ہیں اور بعض مؤثر بالکیفیت پھر ان میں بعض مؤثر بلا واسطہ ہیں مثلاً اس طرح کہ مرض حرارت سادج سے تھا کسی جزو بارد سے اسکا علاج کیا گیا اور بعض مؤثر بواسطہ مثلاً اسطرح کہ وہ حرارت کسی خلط سے تھی اسکا علاج ایسے جزو سے کیا گیا جو بالذات اُس خلط کی مقلل یا معدل ہے اور بواسطہ اس تقلیل یا تعدیل کے مزیل حرارت۔ اسی طرح حکماء امت و اطباء ملت کو کہ بصیران آثار و ماہران اسرار ہیں اپنے ذوق نورانی و ادراک وجدانی سے منکشف ہوا ہے کہ اعمال مؤثر بالخاصہ بھی ہیں اور یہ حکم تو دست مستمر ہے کہ عام ہے اور اعمال میں سے بعض مؤثر بالکیفیت بھی ہیں پھر انمیں بعض مؤثر قریب ہیں اور بعض مؤثر بالواسطہ بالمعنی المذکور اسوقت میں نے بہ نیت حصول منفعت و تسہیل قبول دعوت کی مصلحت سے یہ تجویز کیا ہے کہ احکام میں سے قسم دوم کی بھی قسم دوم سے بعض ان اجزاء کی فہرست جو علماً و عملاً ہر طرح سہل ہیں اپنے بھائیوں کے روبرو پیش کروں اور زیادت تسہیل کے لئے تدریجاً ایک ایک دو دو جزو پیش کروں چند مدت میں وہ سب خود جمع بھی ہو جاویں گے اور وہ اجزاء اس قسم کے ہونگے۔ اسلام۔ علم دین۔ نماز۔ زکوٰۃ۔ قرآن۔ خوش اخلاقی۔ خوش معاملگی۔ کسب حلال۔ ترک اسراف۔ حکایات اولیاء۔ دعاء و اشتغال اور اجزاء کی خاصیت پر کہ وہی موضوع ہے اس عجالہ کا جو کہ شروع تمہید میں مذکور ہے نظر کر کے اس فہرست کا نام حیوٰۃ المسلمین قرار دیتا ہوں اور ان اجزاء کو ارواح سے ملقب کرتا ہوں جو اساس حیوٰۃ ہے اور ان ارواح کا تعدد ہر مسلم کے لئے تعدد آثار کے اعتبار سے ایسا ہی جیسا ہر حی کے لئے ارواح طبیہ حیوانی و نفسانی و طبعی کا تعدد۔ واللہ ولی الہدایۃ۔ وبیدہ الرعایۃ والحمایۃ (اور اس کے قبضہ میں نگہبانی اور حفاظت ہے ۱۲)

کتبہ اشرف علی لغرۃ جمادی الاخریٰ ۱۳۴۶ھ

سلہ بعض دواؤں میں حق تعالیٰ نے ایسی تاثیر رکھدی ہے کہ ان کے استعمال سے وہ امراض جاتے رہتے ہیں جن کی وہ دوائیں ہیں اس تاثیر کو خاصیت کہتے ہیں اور ایسی دوائیں مؤثر بالخاصیت کہلاتی ہیں جیسے کہربا کا دل پر لٹکانا کہ اسکی تاثیر نہیں بجز اسکے یہ معلوم ہوا کہ یہ علاج قلب میں نافع ہوتا ہے باقی کوئی خاص بات نہ جسکو اسکے نافع ہونیکا سبب بنایا جائے معلوم نہیں اور جن دواؤں میں علاوہ خاصیت کے کوئی سبب معین معلوم ہو مثلاً مرض اگر گرمی کا ہو تو سرد سے علاج کیا جاتا ہے تو یہاں عقل سے اسکا پتہ چلتا ہے کہ اس دوا کی سردی نے اس مرض کی گرمی کو دور کردیا کیونکہ ایک ضد سے دوسری ضد رفع ہو جاتی ہے ایسی دوائیں مؤثر بالکیفیت کہلاتی ہیں ۱۲ سلہ یعنی جو دوائیں مؤثر بالکیفیت ہیں ان میں سے بعض تو براہ راست مفید ہیں مثلاً اگر کسی شخص کو گرمی سادہ ہو جسمیں کسی خلط کا میل نہ ہو تو اسوقت ٹھنڈی دوا اپنا براہ راست اثر گرمی دور کر دیگی اور بعض مرتبہ کسی درمیانی واسطہ سے نفع ہوتا ہے مثلاً حرارت کسی خلط کے باعث تھی اب اسکو ایسی دوا دیجائے جس سے وہ خلط کم ہو جاوے یا اسکی اصلاح ہو جاوے تو اس صورت میں گرمی کو براہ راست دور کرنے کی دوا نہیں دیگئی بلکہ اس خلط کی اصلاح یا کمی کی وجہ سے وہ حرارت خود بخود دور ہوگئی تو یہ دوا بواسطہ مزیل حرارت ہے ۱۲ سلہ یعنی جیسے ہر جاندار کے لئے طبی روحیں کئی ہیں حیوانی و نفسانی و طبعی اور ہر ایک روح کا اثر اس جاندار میں علیحدہ ہے روح حیوانی کا اور اثر ہے اور نفسانی و طبعی کا جدا اثر اسی طرح ہر مسلمان کے لئے ان سب روحوں کا جدا جدا اثر ہے ۱۲

ضمیمہ دیباچہ حیوۃ المسلمین

بعد حمد و صلوٰۃ ناظرین کی خدمت میں التماس ہے کہ حیات المسلمین بظاہر ایک چھوٹا سا رسالہ ہے لیکن ادنیٰ غور سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اس پر دریا کو کوزہ میں بند کرنیکی مثل پوری طرح صادق آتی ہے اور اسکا دیباچہ تو ایک ایسا بے بہا خزینہ ہے کہ اسکی تعریف کیواسطے الفاظ ملنا دشوار ہے یہ پوری کتاب حرز جان بنانیکے قابل ہے اور خصوصًا دیباچہ تو ہر وقت پیش نظر رکھنا لازم ہے اور چونکہ یہ کتاب باوجود نہایت آسان ہونے کے اپنے ایک ایک لفظ میں بہت بہت خوبیوں کو لئے ہوئی ہے اسکی تالیف میں حضرت مولف سلمہ اللہ کو اپنا بہت کچھ قیمتی وقت صرف کرنا پڑا ہے اور بڑی بڑی رعایتیں اسمیں رکھی گئی ہیں اور یہ مولانا مدظلہم العالی ہی کی خداداد قابلیت کا کام ہے کہ اسقدر مشکل اور پیچیدہ باتوں کو ایسی آسان عبارت میں ادا فرمایا کہ ہر شخص اسکو پوری طرح سمجھ سکے اسواسطے ضرورت تو اسکی ہے کہ تمام کتاب کی مفصل شرح لکھی جاوے (خدا کرے یہ آرزو بھی جلدی برآوے) لیکن دیباچہ کی عبارت ہی کسیقدر مشکل تھی اسواسطے سردست دیباچہ کا حاشیہ لکھا گیا ہے اور دیباچہ کے حاشیہ پر تائید کیلئے سو آیتیں حضرت والا نے تحریر فرمائی تھیں ان کے ترجمہ وغیرہ کی حاشیہ میں گنجایش نہ تھی اور ان کا ترجمہ تھا ضروری کیونکہ مقصود رسالہ گو نہایت درجہ یقینی ہے مگر اس زمانہ میں اس سے ازحد غفلت بڑھگئی ہے بلکہ غفلت سے آگے انکار ہونے لگا ہے اسواسطے تاکید اور تائید کی سخت ضرورت ہے بنا بریں ان آیات کے ترجمہ کو بطور تتمہ دیباچہ کیساتھ ملحق کر دیا گیا۔ فقط والسلام

ترجمہ آیات

(۱) سو تم اب اپنے خالق کی طرف متوجہ ہو جاؤ پھر بعض آدمی بعض آدمیوں کو قتل کرو (یہ حکم موسیٰ علیہ السلام کی قوم کو ہوا تھا جب انھوں نے بچھڑے کو معبود بنالیا تھا)۱۲

(۲) سو بدلڈالا ان ظالموں نے ایک اور کلمہ جو خلاف تھا اس کلمہ کے جس (کے کہنے) کی ان سے فرمایش کیگئی تھی اسپر ہمنے نازل کی ان ظالموں پر ایک آفت سماوی اسوجہ سے کہ وہ عدول حکمی کرتے تھے ۱۲

(۳) اور جم گئی انپر ذلت اور پستی (کہ دوسروں کی نگاہ میں قدر ہو خود انمیں اولوالعزمی نرہی) اور مستحق ہوگئے غضب الٰہی کے (اور) یہ اسوجہ سے (ہوا) کہ وہ لوگ منکر ہو جاتے تھے احکام الٰہیہ کے اور قتل کر دیا کرتے تھے پیغمبروں کو (کہ وہ قتل و دان کے نزدیک بھی) ناحق (ہوتا تھا) اور (نیز) یہ اسوجہ سے (ہوا) کہ ان لوگوں نے اطاعت نہ کی اور دائرہ (اطاعت) سے نکل نکل جاتے تھے ۱۲

(ع۴) سو اور کیا سزا ہو (نا چاہیئے) ایسے شخص کی جو تم لوگوں میں سے ایسی حرکت بجز (اس کے کہ) رسوائی ہو دنیوی زندگانی میں اور روز قیامت کو بڑے سخت عذاب میں ڈالدیئے جاویں۔

(ع۵) اور اس شخص سے زیادہ اور کون ظالم ہوگا جو خدا تعالیٰ کی مسجدوں میں ان کا ذکر (اور عبادت) کئے جانے سے بندش کرے اور انکے ویران ہونے (کے بارہ) میں کوشش کرے ان لوگوں کو کبھی بے ہیبت (اور بیباک ہو کر) ان میں قدم بھی نہ رکھنا چاہیئے تھا (بلکہ جب جاتے ہیبت و ادب سے جاتے) ان لوگوں کو دنیا میں بھی رسوائی (نصیب) ہوگی اور (ان کو) آخرت میں بھی سزائے عظیم ہوگی۔

(ع۶) اور بعضے آدمی (جو کہ مومن ہیں) ایسے ہیں جو (دعا میں یوں) کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو دنیا میں بہتری عنایت کیجئے اور آخرت میں بھی بہتری دیجئے اور ہمکو عذاب دوزخ سے بچائیے ایسے لوگوں کو (دونوں جہان میں) بڑا حصہ ملیگا بدولت انکے اس عمل (یعنی طلب دارین) اور اللہ تعالیٰ جلدی ہی حساب لینے والے ہیں

(ع۷) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ان لوگوں کی بارہ میں جنہوں نے عیسے علیہ السلام کیساتھ کفر کیا تھا اور جو عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے تھے اور جو لوگ تمہارا کہنا ماننے والے ہیں ان کو غالب رکھنے والا ہوں ان لوگوں پر جو کہ (تمہارے) منکر ہیں روز قیامت تک پھر میری طرف ہوگی سب کی واپسی سو میں (اسوقت) تمہارے درمیان (عملی) فیصلہ کردوں گا ان امور میں جنمیں تم باہم اختلاف کرتے تھے تفصیل (فیصلہ کی) یہ ہے کہ جو لوگ (ان اختلاف کرنیوالوں میں) کافر تھے سو ان کو سخت عذاب دوں گا (دونوں جہان میں) دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اور ان لوگوں کا کوئی حامی (طرفدار) نہ ہوگا (تلک الرسل)

(ع۸) اور تم ہمت مت ہارو اور رنج مت کرو اور (آخر کو) غالب تم ہی رہوگے اگر تم پوری مومن رہے

(ع۹) انکو اللہ تعالیٰ نے دنیا کا بھی بدلہ دیا اور آخرت کا بھی عمدہ بدلہ دیا اور اللہ کو ایسے نیکوکاروں سے محبت ہے

(ع۱۰) ہم ابھی ڈالے دیتے ہیں ہول (و ہیبت) کافروں کے دلوں میں بسبب اسکے کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کا شریک ایسی چیز کو ٹھہرا دیا ہے جسپر کوئی دلیل اللہ تعالیٰ نے نازل نہیں فرمائی اور انکی جگہ جہنم ہے اور وہ بری جگہ ہے بے انصافوں کی۔

(ع۱۱) یقیناً تم میں جن لوگوں نے پشت پھیر دی تھی جس روز کہ دونوں جماعتیں (مسلمانوں اور کفار کی) باہم مقابل ہوئیں اسکے سوا اور کوئی بات نہیں ہوئی کہ انکو شیطان نے لغزش دیدی انکے بعض اعمال کے سبب

(ع۱۲) پس یہ لوگ خدا کی نعمت اور فضل سے بھرے ہوئے واپس آئے کہ ان کو کوئی ناگواری ذرا پیش نہیں آئی اور وہ لوگ (اس واقعہ میں) رضائے حق کے تابع رہے اور اللہ تعالےٰ بڑا فضل والا ہے۔

(ع۱۳) اور جو شخص اللہ کی راہ میں ہجرت کریگا تو اس کو روئے زمین پر جانیکی بہت جگہ ملیگی اور (اظہار دین کی)

بہت گنجایش۔

(۱۴) سو یہود کے ان ہی بڑی بڑی جرائم کے سبب ہم نے بہت سی پاکیزہ چیزیں جو انکے لئے حلال تہیں ان پر حرام کر دیں اور بسبب اسکے کہ وہ بہت آدمیوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ سے مانع بنجاتے تھے اور بسبب اسکے کہ وہ سود لیا کرتے تھے حالانکہ ان کو (توریت میں) اس سے ممانعت کی گئی تہی اور بسبب اسکے کہ وہ لوگوں کے مال ناحق طریقہ سے کھا جاتے تھے۔

(۱۵) ڈاکوؤں کے بارہ میں یہ (سزا تو) ان کے لئے دنیا میں سخت رسوائی ہے اور ان کو آخرت میں (جو) عذاب عظیم ہوگا (سو الگ)

(۱۶) اور جو شخص (اس طرح) اللہ سے دوستی رکھیگا اور اسکے رسول سے اور ایماندار لوگوں سے سو اللہ کا گروہ بیشک غالب ہے۔

(۱۷) آپ کہئے کہ کیا میں تم کو ایسا طریقہ بتلاؤں جو اس سے خدا کے یہاں پاداش ملنے میں زیادہ برا ہو وہ ان اشخاص کا طریقہ ہے جنکو اللہ تعالیٰ نے دور کر دیا ہو اور ان پر غضب فرمایا ہو اور انکو بندر اور سور بنا دیا ہو اور انھوں نے شیطان کی پرستش کی ہو (اب دیکہہ لو کہ کونسا طریقہ برا ہے) ایسے اشخاص مکان کے اعتبار سے بہت برے ہیں اور راہ راست سے بہی بہت دور ہیں۔

(۱۸) اور ہم نے ان میں باہم قیامت تک عداوت و بغض ڈالدیا جب کبہی (مسلمانوں کے ساتھہ) لڑائی کی آگ بھڑکانا چاہتے ہیں حق تعالیٰ اسکو فرو کر دیتے ہیں اور ملک میں (خفیہ) فساد کرتے پہرتے رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فساد کرنیوالوں کو محبوب نہیں رکھتے۔

(۱۹) اور اگر یہ لوگ توریت کی اور انجیل اور جو کتاب انکے پروردگار کیطرف سے (اب) انکے پاس بھیجی گئی ہے (یعنی قرآن) اسکی پوری پابندی کرتے تو یہ لوگ اوپر سے اور نیچے سے خوب فراغت سے کھاتے ان میں ایک جماعت راہ راست پر چلنے والی (بہی) ہے اور زیادہ انمیں ایسے ہی ہیں کہ انکے کردار بہت برے ہیں

(۲۰) کیا انھوں نے دیکھا نہیں کہ ہم ان سے پہلے کتنی جماعتوں کو ہلاک کر چکے ہیں جنکو ہمنے دنیا میں ایسی قوت (جسمانی اور مالی) دی تہی کہ تم کو وہ فوقیت نہیں دی اور ہمنے انپر خوب بارشیں برسائیں اور ہمنے ان کے (مکانات اور باغوں کے) نیچے سے نہریں جاری کیں پھر ہمنے انکو ان کے گناہوں کے سبب ہلاک کر ڈالا اور ان کے بعد دوسری جماعتوں کو پیدا کر دیا۔

(۲۱) نوح علیہ السلام اور انکی قوم کے بارہ میں ہے تو ہمنے نوح کو اور جو لوگ انکے ساتھہ کشتی میں تھے ان کو بچا لیا اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تہا انکو ہم نے غرق کر دیا بیشک وہ لوگ اندھے ہو رہے تھے۔

(۲۲ع) ہودؑ علیہ السلام اور ان کی قوم کے بارہ میں ہے غرض ہم نے ان کو اور ان کے ساتھیوں کو اپنی رحمت سے بچا لیا اور ان لوگوں کی جڑ (تک) کاٹ دی جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تہا اور وہ ایمان والے نہ تھے۔

(۲۳ع) صالح علیہ السلام اور انکی قوم کے بارہ میں ہے پس آپکڑا ان کو زلزلے نے سو اپنے گھر میں اوندھے کے اوندھے پڑے رہ گئے۔

(۲۴ع) لوط علیہ السلام اور انکی قوم کے بارہ میں ہے سو ہم نے لوط کو اور انکے متعلقین کو بچا لیا بجز انکی بیوی کے کہ وہ ان ہی لوگوں میں رہی جو عذاب میں رہ گئے تھے اور ہم نے انپر ایک نئی طرح کا مینھ برسایا (کہ وہ پتھروں کا تھا) سو دیکھہ تو سہی کہ ان مجرموں کا انجام کیسا ہوا۔

(۲۵ع) شعیب علیہ السلام اور ان کی قوم کے بارہ میں ہے پس انکو زلزلے نے آپکڑا سو اپنے گھر میں اوندھے کے اوندھے پڑے رہگئے جنھوں نے شعیب کی تکذیب کی تہی ان کی یہ حالت ہو گئی جیسے ان گھروں میں کبھی بسے ہی نہ تھے جنھوں نے شعیب کی تکذیب کی تہی (خود) وہی خسارہ میں پڑ گئے۔

(۲۶ع) اور اگر ان بستیوں کے رہنے والے ایمان لے آتے اور پرہیز کرتے تو ہم انپر آسمان اور زمین کی برکتیں کھولدیتے لیکن انھوں نے تو (پیغمبروں کی) تکذیب کی تو ہم نے (بہی) انکے اعمال (بد) کیوجہ سے ان کو پکڑ لیا۔

(۲۷ع) پھر ہم نے ان پر طوفان بھیجا اور گھن کا کیڑا اور مینڈک اور خون کہ یہ سب کھلے کھلے معجزے تھے سو وہ تکبر کرتے تھے اور وہ لوگ کچہہ تھے ہی جرائم پیشہ اور جب ان پر کوئی عذاب واقع ہوتا تو یوں کہتے اے موسیٰ ہمارے لئے اپنے رب سے اسبات کی دعا کر دیجئے جسکا اس نے آپسے عہد کر رکھا ہے اگر آپ اس عذاب کو ہم سے اٹھا دیں تو ہم ضرور ضرور آپکے کہنے سے ایمان لے آویں گے اور ہم بنی اسرائیل کو بہی رہا کر کے آپکے ہمراہ کر دیں گے پھر جب ان سے اس عذاب کو ایک وقت خاص تک کہ اس تک انکو پہنچنا تہا ہٹا دیتے تو وہ فوراً ہی عہد شکنی کرنے لگتے پھر ہم نے انسے بدلہ لیا یعنی انکو دریا میں غرق کر دیا اس سبب سے کہ وہ ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے اور ان سے بالکل ہی بے توجہی کرتے تھے اور ہم نے ان لوگوں کو جو کہ بالکل کمزور شمار کیے جاتے تھے اس زمین کے پورب پچھم کا مالک بنا دیا جس میں ہم نے برکت رکھی ہے اور آپکے رب کا نیک وعدہ بنی اسرائیل کے حق میں ان کے صبر کی وجہ سے پورا ہو گیا اور ہم نے فرعون اور اسکی قوم کے ساختہ پرداختہ کارخانوں کو اور جو کچہہ وہ اونچی اونچی عمارتیں بنواتے تھے سب کو درہم برہم کر دیا۔

(۲۸ع) جن لوگوں نے گوسالہ پرستی کی ہے (اگر اب بہی توبہ نہ کریں گے تو) انپر بہت جلد انکے رب

کی طرف سے غضب اور ذلت اس دنیوی زندگی ہی میں پڑے گی (اور ان ہی کی کیا تخصیص ہے) ہم (توسب) افترا پردازوں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں۔

(عـ۲۹) سو (آخر) جب وہ اس امر کے تارک ہی رہے جو انکو سمجھایا جاتا تھا (یعنی نہ مانا) تو ہم نے ان لوگوں کو تو بچا لیا جو اس بری بات سے منع کیا کرتے تھے اور ان لوگوں کو جو (حکم مذکور میں) زیادتی کرتے تھی ایک سخت عذاب میں پکڑ لیا یعنی جب وہ جسکام سے انکو منع کیا گیا تھا اس میں حد سے نکل گئے تو ہم نے ان کو (براہ قہر) کہدیا کہ تم بندر ذلیل بنجاؤ۔ اور وہ وقت یاد کرنا چاہیئے کہ جب آپکے رب نے یہ بات بتلا دی کہ وہ ان یہود پر قیامت (کے قریب) تک ایسے (کسی نہ کسی) شخص کو ضرور مسلط کرتا رہیگا جو ان کو سزائے شدید کی تکلیف پہنچاتا رہے گا۔

(عـ۳۰) اسوقت کو یاد کرو جب کہ آپ کا رب (اُن) فرشتوں کو حکم دیتا تھا کہ میں تمہارا ساتھی (ومددگار) ہوں سو (مجھکو مددگار سمجھکر) تم ایمان والوں کی ہمت بڑھاؤ میں ابھی کفار کے قلوب میں رعب ڈالے دیتا ہوں سو تم (کفار کی) گردنوں پر مارو یہ اس بات کی سزا ہے کہ انھوں نے اللہ کی اور اسکے رسول کی مخالفت کی اور جو اللہ کی اور اسکے رسول کی مخالفت کرتا ہے سو اللہ تعالیٰ (اسکو) سخت سزا دیتے ہیں۔

(عـ۳۱) اور اللہ تعالیٰ کو کافروں کی تدبیر کا کمزور کرنا تھا۔

(عـ۳۲) اے ایمان والو اگر تم اللہ سے ڈرتے رہو گے تو اللہ تعالیٰ تم کو ایک فیصلہ کی چیز دیگا اور تم سے تمہارے گناہ دور کر دیگا اور تم کو بخشدیگا اور اللہ تعالےٰ بڑے فضل والا ہے۔

(عـ۳۳) اور ان کا کیا استحقاق ہے کہ ان کو اللہ تعالیٰ (بالکل ہی معمولی) سزا (بھی) نہ دے حالانکہ وہ لوگ مسجد حرام سے روکتے ہیں حالانکہ وہ لوگ اس مسجد کے متولی (بننے کے بھی لائق نہیں) اسکے متولی تو سوا متقیوں کے اور کوئی بھی اشخاص نہیں لیکن انمیں اکثر لوگ علم (اپنی نالائقی کا) نہیں رکھتے۔

(عـ۳۴) یہ بات (یعنی بے جرم سزا نہ دینا) اس سبب سے ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی ایسی نعمت کو جو کسی قوم کو عطا فرمائی ہو نہیں بدلتے جب تک کہ وہ ہی لوگ اپنے ذاتی اعمال کو نہیں بدل ڈالتے اور یہ امر ثابت ہی ہے کہ اللہ تعالےٰ بڑے سننے والے بڑے جاننے والے ہیں ان کی حالت فرعون والوں اور ان کے پہلے والوں کی سی حالت ہے انھوں نے اپنے رب کی آیات کو جھٹلایا اسپر ہم نے ان کو ان کے گناہوں کے سبب ہلاک کر دیا اور فرعون والوں کو غرق کر دیا اور وہ سب ظالم تھے۔

(عـ۳۵) اے پیغمبر آپ مومنین کو جہاد کی ترغیب دیجئے (اور یہ قانون سنا دیجئے کہ) اگر تم میں کے بیس آدمی ثابت قدم رہنے والے ہونگے تو دو سو پر غالب آجاوینگے اور (اسی طرح) اگر تم میں کے سو آدمی ہونگے

تو ایک ہزار کفار پر غالب آجاویں گے اس وجہ سے کہ وہ ایسے لوگ ہیں جو (دین کو) کچھہ نہیں سمجھتے اب اللہ تعالیٰ نے تم پر تخفیف کردی اور معلوم کر لیا کہ تم میں ہمت کی کمی ہے سو اگر تم میں کے سو آدمی ثابت قدم رہنے والے ہوں گے تو دو سو پر غالب آجاویں گے اور اگر تم میں کے ہزار ہونگے تو دو ہزار پر اللہ کے حکم سے غالب آجاوینگے اور اللہ تعالیٰ صابرین کے ساتھ ہیں نبی کی شان کے لائق نہیں کہ ان کے قیدی باقی رہیں (بلکہ قتل کردیئے جاویں) جب تک وہ زمین میں خونریزی نہ کرلیں تم تو دنیا کا مال سباب چاہتے ہو اور اللہ تعالیٰ آخرت (کی مصلحت) کو چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بڑے زبردست بڑی حکمت والے ہیں اگر خدا تعالیٰ کا ایک نوشتہ مقدر نہ ہوچکتا تو جو امر تم نے اختیار کیا ہے اسکے بارہ میں تم پر کوئی بڑی سزا واقع ہوتی سو جو کچھہ تم نے لیا ہے اسکو حلال پاک سمجھکر کھاؤ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ تعالیٰ بڑے بخشنے والے بڑی رحمت والے ہیں۔

(۳۶) ان کے لئے دنیوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی (منجانب اللہ خوف وحزن سے بچنے کی) خوشخبری ہے (اور) اللہ کی باتوں میں (یعنی وعدوں میں) کچھہ فرق ہوا نہیں کرتا یہ (بشارت جو مذکور ہوئی) بڑی کامیابی ہے۔

(۳۷) اللہ تعالیٰ ایسے فسادیوں کا کام بننے نہیں دیتا۔

(۳۸) یونس علیہ السلام کی قوم کے بارہ میں ارشاد ہے جب وہ ایمان لے آئے تو ہم نے رسوائی کے عذاب کو دنیوی زندگی میں ان پر سے ٹالدیا اور ان کو ایک وقت خاص (یعنی وقت موت) تک (خیر و خوبی کے ساتھہ) عیش دیا۔

(۳۹) اور یہ (بھی ہے) کہ تم لوگ اپنے گناہ (شرک و کفر وغیرہ) اپنے رب سے معاف کراؤ پھر (ایمان لاکر) اس کی طرف (عبادت سے) متوجہ رہو وہ تم کو وقت مقررہ (یعنی وقت موت) تک (دنیا میں) خوش عیشی دیگا اور (آخرت میں) ہر زیادہ عمل کرنے والے کو زیادہ ثواب دے گا۔

(۴۰) اور اے میری قوم تم اپنے گناہ (کفر و شرک وغیرہ) اپنے رب سے معاف کراؤ (یعنی ایمان لاؤ اور پھر (ایمان لاکر) اسکی طرف متوجہ ہو وہ تم پر خوب بارشیں برساویگا اور (ایمان و عمل کی برکت سے) تمکو اور قوت دیکر تمہاری قوت (موجودہ) میں ترقی دیگا (پس ایمان لے آؤ) اور مجرم رہکر (ایمان سے) اعراض مت کرو۔

(۴۱) اور آپ کا رب ایسا نہیں کہ بستیوں کو کفر کے سبب ہلاک کردے اور ان کے رہنے والے (اپنی اور دوسروں کی) اصلاح میں لگے ہوں۔

(ﮧ۲۲) اور جب وہ اپنی جوانی کو پہونچے ہم نے ان کو حکمت اور علم عطا فرمایا اور ہم نیک لوگونکو اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں۔

(ﮧ۴۳) اور ہم نے ایسے (عجیب) طور پر یوسف (علیہ السلام) کو با اختیار بنا دیا کہ اس میں جہاں چاہیں رہیں سہیں ہم جسپر چاہیں اپنی عنایت کو متوجہ کر دیں اور ہم نیکی کرنیوالونکا اجر ضائع نہیں کرتے اور آخرت کا اجر کہیں زیادہ بڑھکر ہے ایمان والوں اور تقویٰ والوں کے لئے۔

(ﮧ۴۴) اور یہ کافر تو ہمیشہ (آئے دن) اس حالت میں رہتے ہیں کہ ان کے (بد) کرداروں کے سبب انپر کوئی نہ کوئی حادثہ پڑتا رہتا ہے یا ان کی بستی کے قریب نازل ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ (اسی حالت میں) اللہ کا وعدہ آجاوے گا یقیناً اللہ تعالیٰ وعدہ خلاف نہیں کرتے۔

(ﮧ۴۵) اُن کے لئے دنیوی زندگانی میں (بھی) عذاب ہے اور آخرت کا عذاب اس سے بدرجہا زیادہ سخت ہے اور اللہ (کے عذاب) سے ان کا کوئی بچانے والا نہیں ہوگا۔

(ﮧ۴۶) کیا یہ اس امر کو نہیں دیکھ رہے ہیں کہ ہم زمین کو ہر چہار طرف سے برابر کم کرتے چلے آتے ہیں اور اللہ (جو چاہتا ہے) حکم کرتا ہے اس کے حکم کو کوئی ہٹانے والا نہیں اور وہ بڑی جلدی حساب لینے والا ہے۔

(ﮧ۴۷) وہ وقت یاد کرو جبکہ تمہارے رب نے (میرے ذریعہ سے) تم کو اطلاع فرمادی کہ اگر تم شکر کرو گے تو تم کو زیادہ نعمت دوں گا اور اگر تم ناشکری کرو گے (تو یہ سمجھ رکھو کہ) میرا عذاب بڑا سخت ہے۔

(ﮧ۴۸) پس اُن رسولوں پر ان کے رب نے (تسلی کیلئے) وحی نازل فرمائی کہ ہم (ہی) ان ظالموں کو ضرور ہلاک کر دیں گے اور انکے (ہلاک کرنیکے) بعد تم کو اس سرزمین میں آباد رکھیں گے (اور) یہ (وعدہ) ہر اس شخص کے لئے ہے جو خدا کے روبرو کھڑے ہونے سے ڈرے اور میری وعید سے ڈرے۔

(ﮧ۴۹) اور دین والے (یعنی شعیب علیہ السلام کی امت بھی) بڑے ظالم تھے سو ہم نے ان سے (بھی) بدلہ لیا اور دونوں (قوموں کی) بستیاں صاف سڑک پر (واقع) ہیں

(ﮧ۵۰) جو لوگ ان سے پہلے ہو گذرے ہیں انھوں نے (بھی انبیاء کے مقابلہ میں) بڑی بڑی تدبیریں کیں سو اللہ تعالےٰ نے ان (کی تدبیروں) کا بنا بنایا گھر جڑ بنیاد سے ڈھا دیا پھر (وہ ایسے ناکام ہوئے کہ گویا) اوپر سے انپر چھت آپڑی اور (علاوہ ناکامی کے) انپر (خدا کا) عذاب ایسی طرح آیا کہ ان کو خیال بھی نہ تھا۔

(ﮧ۵۱) اور جن لوگوں نے اللہ کیواسطے اپنا وطن (مکہ) چھوڑ دیا بعد اس کے کہ انپر (کفار کی طرف سے) ظلم کیا گیا

ہم اُن کو دنیا میں ضرور اچھا ٹھکانا دینگے اور آخرت کا ثواب (اس سے) بدرجہا بڑا ہے۔

(۵۲ھ) جو لوگ (دین حق کے باطل کرنیکو) بری بری تدبیریں کرتے ہیں کیا ایسے لوگ (یہ کارروائیاں کرکے) پھر بھی اس بات سے بیفکر (بیٹھے) ہیں کہ اللہ تعالےٰ ان کو (کفر کے وبال میں) زمین میں دھنسا دے یا ان پر ایسے موقع سے عذاب آپڑے جہاں ان کو گمان بھی نہ ہو یا ان کو چلتے پھرتے (کسی آفت میں) پکڑ لے سو (اگر ان میں سے کوئی سی بات ہو جائے تو) یہ لوگ خدا کو ہرگز نہیں ہرا سکتے یا اُن کو گھٹاتے گھٹاتے پکڑ لے۔

(۵۳ھ) جو شخص کوئی نیک کام کریگا خواہ وہ مرد ہو یا عورت ہو بشرطیکہ صاحب ایمان ہو تو ہم اس شخص کو (دنیا میں) بالطف زندگی دینگے اور (آخرت میں) انکے اچھے کاموں کے عوض میں ان کا اجر دینگے

(۵۴ھ) اور اللہ تعالیٰ (وبال کفر سے ڈرانے کیلئے) ایک بستی والوں کی حالت عجیب بیان فرماتے ہیں کہ وہ (بڑے) امن و اطمینان سے (رہتے) تھے اور) انکے کھانے پینے کی چیزیں بڑی فراغت سے ہر چہار طرف سے ان کے پاس پہونچا کرتی تھیں سو انھوں نے خدا کی نعمتوں کی بیقدری کی اس پر اللہ تعالےٰ نے ان کو ان حرکات کے سبب ایک محیط قحط اور خوف کا مزہ چکھایا اور اُن کے ان ہی میں کا ایک رسول بھی (منجانب اللہ) آیا سو اس (رسول) کو (بھی) انھوں نے جھوٹا بتایا تب ان کو عذاب (الٰہی) نے پکڑا جب کہ وہ بالکل ہی ظلم پر کمر باندھنے لگے سو جو چیزیں اللہ نے تمکو حلال اور پاک دی ہیں ان کو کھاؤ اور اللہ کی نعمت کا شکر کرو اگر تم (واقع میں یا بزعم خود) اُسی کی عبادت کرتے ہو تمپر تو خدا نے صرف مردار کو حرام کیا ہے اور خون کو اور خنزیر کے گوشت (وغیرہ) کو اور جس چیز کو غیر اللہ کے نامزد کردیا گیا ہو پھر جو شخص (فاقہ سے) بالکل بیقرار ہو جاوے بشرطیکہ طالب لذت نہ ہو اور نہ (ضرورت) سے تجاوز کرنیوالا ہو تو اللہ تعالیٰ بخشدینے والا مہربانی کرنیوالا ہے اور جن چیزوں کے بارہ میں محض تمہاری زبانی جھوٹا دعوٰی ہے ان کی نسبت یوں مت کہدیا کرو کہ فلانی چیز حلال ہے اور فلانی چیز حرام ہے جس کا حاصل یہ ہوگا کہ اللہ پر جھوٹی تہمت لگادوگے بلاشبہ جو لوگ اللہ پر جھوٹ لگاتے ہیں وہ فلاح پاوینگے یہ (دنیا میں) چندروزہ عیش ہے اور (مرنے کے بعد) ان کیلئے دردناک سزا ہے اور صرف یہودیوں پر ہم نے وہ چیزیں حرام کردی تھیں جن کا بیان ہم اس کے قبل (سورۂ انعام میں) آپسے کرچکے ہیں اور (انکے حرام کرنے میں بھی) ہم نے انپر کوئی زیادتی نہیں کی لیکن وہ خود ہی اپنے اوپر زیادتی کیا کرتے تھے۔

(۵۵ھ) اور جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو اس کے خوش عیش لوگوں کو حکم دیتے ہیں پھر (جب) وہ لوگ (کہنا نہیں مانتے بلکہ) وہاں شرارت مچاتے ہیں تب ان پر حجت تمام ہو جاتی ہے

پھر اس بستی کو تباہ اور غارت کر ڈالتے ہیں۔

(ع ۵۶) (ایک بددین شخص اپنے باغ وغیرہ پر اکڑ رہا تھا اس سے ایک دیندار نے کہا کہ) اگر تو مجھکو مال و اولاد میں کمتر دیکھتا ہے تو مجھکو وہ وقت نزدیک معلوم ہوتا ہے کہ میرا رب مجھکو تیری باغ سے اچھا باغ دیدے اور اس (تیرے باغ) پر کوئی تقدیری آفت آسمان سے بھیجدے جس سے وہ دفعۃً ایک صاف (چٹیل) میدان ہو کر رہجاوے یا اس سے اسکا پانی بالکل اندر (زمین میں) اتر جاوے پھر تو اس (کے لانے) کی کوشش بھی نہ کر سکے (اور اس گفتگو کے بعد یہ واقعہ ہوا کہ) اس شخص کے سامان تمول کو آفت نے آگھیرا پس اُس نے جو کچھہ اس باغ پر خرچ کیا تھا اسپر ہاتھ ملتا رہگیا اور وہ باغ اپنی ٹٹیوں پر گرا ہوا پڑا تھا اور کہنے لگا کیا خوب ہوتا میں اپنے رب کے ساتھ شریک نہ ٹھہراتا اور اُس (شخص) کے پاس کوئی مجمع نہ ہوا کہ خدا کے سوا اسکی مدد کرتا اور نہ وہ خود بدلہ لے سکا ایسے موقع پر مدد کرنا اللہ برحق ہی کا کام ہے اُسی کا ثواب سب سے اچھا ہے اور اسی کا نتیجہ سب سے اچھا ہے۔

(ط ۵۷) بلاشبہ جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے اچھے کام کئے اللہ تعالیٰ انکے لئے (خلائق کے دلمیں) محبت پیدا کر دیگا

(م ۵۸) موسیٰ نے (سامری سے) فرمایا تو بس تیری لئے اس (دنیوی) زندگی میں یہ سزا ہے تو یہ کہتا پھر یگا کہ مجھکو کوئی ہاتھ نہ لگانا

(م ۵۹) اور ہم نے بہت سی بستیاں جہاں کے رہنے والے ظالم تھے غارت کر دیں اور انکے بعد دوسری قوم پیدا کر دی سو جب اُن ظالموں نے ہمارا عذاب آتا دیکھا تو اس بستی سے بھاگنا شروع کیا (کہ عذاب سے بچ جاویں حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ) بھاگو مت اور اپنے سامان عیش کی طرف اور اپنے مکانوں کی طرف واپس چلو شاید تم سے کوئی پوچھے پاچھے (کہ کیا گذری) وہ لوگ کہنے لگے کہ ہائے ہماری کمبختی بیشک ہم لوگ ظالم تھے سو ان کی یہی غل پکار رہی حتیٰ کہ ہم نے ان کو ایسا کر دیا جیسے کھیتی کٹ گئی ہو اور آگ ٹھنڈی ہو گئی ہو ف چونکہ اپنے ظلم کا اقرار بعد مشاہدۂ عذاب کے تھا اس لئے نافع نہ ہوا واللہ اعلم۔

(ع ۶۰) اور ان لوگوں نے ان کے ساتھ (یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ) برائی کرنا چاہا تھا سو ہم نے انھیں لوگوں کو ناکام کر دیا

(م ۶۱) سو ہم نے ان کی دعا قبول کی اور ان کو اس گھٹن سے نجات دی اور ہم اسی طرح ایمان والوں کو نجات دیا کرتے ہیں۔

(ع ۶۲) اور ہم کتابوں میں لوح محفوظ کے بعد لکھہ چکے ہیں کہ اس زمین کے مالک میرے نیک بندے ہوں گے۔

(۶۳) غرض کتنی بستیاں ہیں جن کو ہم نے ہلاک کیا جن کی یہ حالت تھی کہ وہ نافرمانی کرتی تھیں سو وہ چھتوں پر گری پڑی ہیں اور بہت سے بیکار کنوئیں اور بہت سے قلعی چونے کے محل سو کیا یہ لوگ ملک میں چلے پھرے نہیں جس سے ان کے دل ایسے ہوجاویں کہ اس سے سمجھنے لگیں یا ان کے کان ایسے ہوجاویں جس سے سننے لگیں بات یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوجایا کرتیں بلکہ جو سینوں میں ہیں وہ اندھے ہوجایا کرتے ہیں اور یہ لوگ آپ سے عذاب کا تقاضا کرتے ہیں حالانکہ اللہ تعالےٰ کبھی اپنا وعدہ خلاف نہ کریگا اور آپ کے رب کے پاس کا ایک دن ایک ہزار سال کے برابر ہے تم لوگوں کی شمار کے موافق اور بہت سی بستیاں ہیں جن کو میں نے مہلت دی تھی اور وہ نافرمانی کرتی تھیں پھر میں نے ان کو پکڑ لیا اور میری ہی طرف لوٹنا ہوگا۔

(۶۴) تم میں جو لوگ ایمان لاویں اور نیک عمل کریں اُن سے اللہ تعالیٰ وعدہ فرماتا ہے کہ انکو زمین میں حکومت عطا فرماویگا جیسا ان سے پہلے لوگوں کو حکومت دی تھی اور جس دین کو ان کے لئے پسند کیا ہے اسکو اُن کے لئے قوت دیگا اور ان کے اس خوف کے بعد مبدل بامن کردیگا بشرطیکہ میری عبادت کرتے رہیں میرے ساتھ کسی قسم کا شرک نکریں اور جو شخص اس کے بعد ناشکری کریگا تو یہ لوگ بے حکم ہیں۔

(۶۵) اور وہ (رحمان کے بندے) ایسے ہیں کہ دعا کرتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو ہماری بیبیوں اور ہماری اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہم کو متقیوں کا افسر بنا دے۔

(۶۶) (موسیٰ علیہ السلام کو خدا کا) ارشاد ہوا کہ ہم ابھی تمہارے بھائی کو تمہارا قوت بازو بنائے دیتے ہیں اور ہم تم دونوں کو ایک خاص شوکت عطا کرتے ہیں جس سے ان لوگوں کو تم پر دسترس نہ ہوگی ہمارے معجزے لیکر جاؤ تم دونوں اور جو تمہارا پیرو ہوگا غالب رہوگے

(۶۷) اور ہم بہت سی بستیاں ہلاک کرچکے ہیں جو اپنے سامان عیش پر نازاں تھے سو یہ ان کے گھر ہیں کہ اُن کے بعد آباد ہی نہ ہوئے مگر تھوڑی دیر کے لئے اور آخرکار ہم ہی مالک رہے اور آپ کا رب بستیوں کو ہلاک نہیں کیا کرتا جب تک اُن کے صدر مقام میں کسی پیغمبر کو نہ بھیج لے اور ہم ان بستیوں کو ہلاک نہیں کیا کرتے مگر اسی حالت میں کہ وہاں کے باشندے بہت ہی شرارت کرنے لگیں۔

(ع۶۸) اور ہم نے اس قارون کو اور اس کے محل سرائے کو زمین میں دھنسا دیا سو کوئی ایسی جماعت نہ ہوئی جو اس کو اللہ سے بچا لیتی اور نہ وہ خود ہی اپنے کو بچا سکا۔

(ع۶۹) تو ہم نے ہر ایک کو اس کے گناہ کی سزا میں پکڑ لیا سو ان میں بعضوں پر تو ہم نے تند ہوا بھیجی اور ان میں بعضوں کو ہولناک آواز نے آدبایا اور ان میں بعض کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا اور ان میں بعض کو ہم نے ڈبو دیا اور اللہ ایسا نہ تھا کہ ان پر ظلم کرتا و لیکن یہی لوگ اپنے اوپر ظلم کیا کرتے تھے

(ع۷۰) خشکی اور تری میں لوگوں کے اعمال کے سبب بلائیں پھیل رہی ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ اُن کے بعضے اعمال کا مزہ انکو چکھا دے تاکہ وہ باز آجاویں آپ فرما دیجئے کہ ملک میں چلو پھرو پھر دیکھو کہ جو لوگ پہلے ہو گذرے ہیں اُن کا اخیر کیسا ہوا اُن میں اکثر مشرک ہی تھے۔

(ع۷۱) اور جن اہل کتاب نے ان (مشرکین) کی مدد کی تہی ان کو انکے قلعوں سے نیچے اتار دیا اور انکے دلونمیں تمہارا رعب بٹھلا دیا بعض کو تم قتل کرنے لگے اور بعض کو قید کر لیا اور انکی زمین اور انکے گھروں اور انکے مالوں کا تمکو مالک بنا دیا اور ایسی زمین کا بھی جسپر تمنے قدم نہیں رکھا اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے

(ع۷۲) یہ منافقین اور وہ لوگ جنکے دلوں میں خرابی ہے اور وہ لوگ جو مدینہ میں افواہیں اڑایا کرتے ہیں اگر باز نہ آئے تو ضرور ہم آپکو انپر مسلط کر دینگے پھر یہ لوگ آپکے پاس مدینہ میں بہت ہی کم رہنے پاوینگے وہ بھی پھٹکارے ہوئے جہاں ملیں گے پکڑ دھکڑ اور مار دھاڑ کیجاویگی اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں میں بھی یہی دستور رکھا ہے جو پہلے ہو گذرے ہیں اور آپ خدا کے دستور میں ردوبدل نہ پاویں گے۔

(ع۷۳) سبا کے لئے اُن کے وطن میں نشانیاں موجود تھیں دو قطاریں باغ کی داہنے اور بائیں (اور ہمنے ان کو حکم دیا تہا کہ) اپنے رب کا رزق کہاؤ اور اسکا شکر کرو عمدہ شہر اور بخشنے والا پروردگار سو انھوں نے سرتابی کی تو ہمنے انپر بند کا سیلاب چھوڑ دیا اور ہمنے اُن کے دو رویہ باغوں کے بدلے اور دو باغ دیدیئے جنمیں یہ چیزیں رہ گئیں بدمزہ پھل اور جھاؤ اور قدرے قلیل بیری اُن کو یہ سزا ہمنے انکی ناسپاسی کے سبب دی اور ہم ایسی سزا بڑے ناسپاس ہی کو دیا کرتے ہیں۔

(ع۷۴) پھر جب ان (کفار قریش) کے پاس ایک پیغمبر (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپہنچے تو بس انکی نفرت ہی کو ترقی ہوئی دنیا میں اپنے کو بڑا سمجھنے کی وجہ سے اور انکی بری تدبیروں کو (بھی ترقی ہوئی) اور بری تدبیروں کا وبال اُن تدبیر والوں ہی پر پڑتا ہے سو کیا یہ اسی دستور کے منتظر ہیں جو اگلے (کافر) لوگوں کیساتھ ہوتا رہا ہے سو آپ خدا کے دستور کو بدلتا ہوا نہ پاوینگے اور کیا یہ لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں جسمیں دیکھتے بھالتے کہ جو لوگ ان سے پہلے ہو گذرے ہیں ان کا کیا انجام ہوا حالانکہ وہ قوت میں انسے بڑھے ہوئے

تھے اور خدا ایسا نہیں ہے کہ کوئی چیز اس کو ہرا دے نہ آسمان میں اور نہ زمین میں وہ بڑی علم والا بڑی قدرت والا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ لوگوں پر اُن کے اعمال کے سبب دارو گیر فرمانے لگتا تو روئے زمین پر ایک متنفس نہ چھوڑتا لیکن اللہ تعالیٰ ان کو ایک میعاد معین تک مہلت دے رہا ہے سو جب انکی وہ میعاد آ پہنچے گی تو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو آپ دیکھ لیگا۔

(۷۵) سو اگر وہ (یعنی یونسؑ) تسبیح کرنے والوں میں سے ہوتے تو قیامت تک اسی کے پیٹ میں رہتے۔

(۷۶) آپ کہئے کہ اے ایمان والے بندو تم اپنے پروردگار سے ڈرتے رہو جو لوگ اس دنیا میں نیکی کرتے ہیں ان کے لئے نیک صلہ ہے اور اللہ کی زمین فراخ ہے (دین میں) مستقل رہنے والوں کو ان کا صلہ بیشمار ہی ملیگا۔

(۷۷) پھر خدا نے اس (مومن) کو ان لوگو (یعنی قوم فرعون) کی مضر تدبیروں سے محفوظ رکھا۔

(۷۸) بلاشبہ ہم اپنے پیغمبروں کی اور ایمان والوں کی دنیوی زندگی میں بھی مدد کرتے ہیں اور اس روز بھی جسمیں کہ گواہی دینے والے کھڑے ہوں گے۔

(۷۹) جن لوگوں نے اقرار کر لیا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر مستقیم رہے ان پر فرشتے اترینگے کہ تم نہ اندیشہ کرو اور نہ رنج کرو اور تم جنت پر خوش رہو جس کا تم سے وعدہ کیا جایا کرتا تھا ہم تمہارے رفیق تھے دنیوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی رہیں گے۔

(۸۰) اور تم کو جو کچھ مصیبت پہنچتی ہے تو وہ تمہاری ہی ہاتھوں کے کئے ہوئے کاموں سے (پہنچتی ہے)

(۸۱) جس روز ہم بڑی سخت پکڑ پکڑیں گے ہم بدلہ لے لیں گے۔

(۸۲) اے ایمان والو اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کریگا اور تمہارے قدم جما دیگا

(۸۳) تو تم ہمت مت ہارو اور (ہمت ہار کر) صلح کی طرف مت بلاؤ اور تم ہی غالب ہوگے اور اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے اور تمہارے اعمال ہرگز کمی کریگا یہ دنیوی زندگانی تو محض ایک لہو ولعب ہے اور اگر تم ایمان تقویٰ اختیار کرو تو تم کو تمہارے اجر عطا کریگا اور تم سے تمہارے مال طلب کریگا اگر تم سے تمہارے مال طلب کرے پھر انتہا درجہ تک طلب کرتا رہے تو تم بخل کرنے لگو اور اللہ تعالیٰ تمہاری ناگواری ظاہر کردے ہاں تم لوگ ایسے ہو کہ تمکو اللہ کی راہ میں خرچ کرنیکے لئے بلایا جاتا ہے سو (اسپر بھی) بعضے تم میں سے وہ ہیں جو بخل کرتے ہیں اور جو شخص بخل کرتا ہے تو وہ خود اپنے سے بخل کرتا ہے اور اللہ تو کسی کا محتاج نہیں اور تم سب (اس کے محتاج ہو اور اگر تم روگردانی کروگے تو خدا تعالیٰ تمہاری جگہ دوسری قوم پیدا کر دیگا پھر وہ تم جیسی نہ ہوگی

(۸۴) بالتحقیق اللہ تعالیٰ ان مسلمانوں سے خوش ہو جبکہ یہ لوگ آپ سے درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے

اوران کے دلوں میں جو کچھ (اخلاص وغیرہ) تھا اللہ کو وہ بھی معلوم تھا اور اللہ تعالیٰ نے انمیں اطمینان
پیدا کر دیا اور انکو ایک لگتے ہاتھ فتح دیدی اور بہت سی غنیمتیں بھی جنکو یہ لوگ لے رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ
بڑا زبردست بڑا حکمت والا ہے اللہ تعالیٰ نے تمسے بہت سی غنیمتوں کا وعدہ کر رکھا ہے جن کو تم لوگے سو
سردست تمکو یہ دیدی اور لوگوں کے ہاتھ تم سے روکدیئے اور تاکہ یہ اہل یمان کیلئے ایک نمونہ ہو جاوے
اور تاکہ تم کو ایک سیدھی سڑک پر ڈالدے اور ایک فتح اور بھی ہے جو (ابھی) تمہارے قابو میں نہیں آئی
خداتعالیٰ اسکو احاطہ میں لئے ہوئے ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

(۸۵) وہ اللہ ایسا ہے کہ اسنے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دیکر بھیجا ہے تاکہ اس کو تمام دینوں پہ
غالب کردے اور اللہ کافی گواہ ہے۔

(۸۶) انسے پہلے قوم نوح اور اصحاب الرس اور ثمود اور عاد اور فرعون اور قوم لوط اور اصحاب ایکہ
اور قوم تبع تکذیب کر چکے ہیں سب نے پیغمبروں کو جھٹلایا سو میری وعید (ان سب پر) محقق ہوگئی

(۸۷) یا یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہماری جماعت ایسی ہے جو غالب ہی رہیگی عنقریب جماعت شکست
کھاویگی اور پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے۔

(۸۸) ان لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان ثبت کر دیا ہے اور انکو اپنے فیض سے قوت دی ہے

(۸۹) سو انپر خدا کا عذاب) ایسی جگہ سے پہنچا کہ انکو خیال بھی نہ تھا اور انکے دلوں میں رعب ڈالدیا
کہ اپنے گھروں کو خود اپنے ہاتھوں سے بھی اور مسلمانوں کے ہاتھوں سے بھی اجاڑ رہے تھے سو اے دانشمند و
عبرت حاصل کرو اور اگر اللہ تعالیٰ انکی قسمت میں جلاوطن ہونا نہ لکھ چکتا تو انکو دنیا ہی میں سزا دیتا
اور ان کے لئے آخرت میں دوزخ کا عذاب ہے یہ اسی سبب سے ہے کہ ان لوگوں نے اللہ کی اور اسکے
رسول کی مخالفت کی اور جو شخص اللہ کی مخالفت کرتا ہے تو اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔

(۹۰) کیا آپ نے ان منافقین کی حالت نہیں دیکھی کہ اپنے بھائیوں سے کہ کفار اہل کتاب ہیں کہتے ہیں
کہ واللہ اگر تم نکالے گئے تو ہم تمہارے ساتھ نکلجاوینگے اور تمہارے معاملہ میں ہم کبھی کسی کا کہنا نہ مانیں گے
اور اگر تمسے کسی کی لڑائی ہوئی تو ہم تمہاری مدد کرینگے اور اللہ گواہ ہے کہ وہ بالکل جھوٹے ہیں واللہ اگر اہل
کتاب نکالے گئے تو یہ ان کے ساتھ نہ نکلیں گے اور اگر ان سے لڑائی ہوئی تو یہ ان کی مدد نکرینگے اور اگر انکی
مدد بھی کی تو پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے پھر ان کی کوئی مدد نہ ہوگی بیشک تم لوگوں کا خوف انکے دلوں میں اللہ
سے بھی زیادہ ہے یہ اسی سبب سے ہے کہ وہ ایسے لوگ ہیں کہ سمجھتے نہیں یہ لوگ سب ملکر بھی تم سے نہ لڑینگے
مگر حفاظت والی بستیوں میں یا دیوار کی آڑ میں انکی لڑائی آپسمیں بڑی تیز ہے اے مخاطب تو انکو متفق

خیال کرتا ہے حالانکہ ان کے قلوب غیر متفق ہیں یہ اسوجہ سے کہ وہ ایسے لوگ ہیں جو عقل نہیں رکھتے
(۹۱) اللہ تعالی سے امید ہے کہ تم میں اور ان لوگوں میں جن سے تمہاری عداوت ہے دوستی کردے
(۹۲) اور ایک اور ثمرہ بھی ہے کہ تم اسکو پسند کرتے ہو (یعنی) اللہ کیطرف سے مدد اور جلد ہی فتحیابی۔
(۹۳) اور اللہ ہی کے ہیں سب خزانے آسمانوں اور زمین کے و لیکن منافقین سمجھتے نہیں ہیں منافق
یوں کہتے ہیں کہ اگر ہم اب مدینہ میں لوٹ کر جاویں گے تو عزت والا وہاں سے ذلت والے کو باہر
نکالدیگا اور اللہ ہی کی ہے عزت اور اسکے رسول کی اور مسلمانوں کی و لیکن منافقین جانتے نہیں۔
(۹۴) کوئی مصیبت بدون خدا کے حکم کے نہیں آتی اور جو شخص اللہ پر ایمان رکھتا ہے اللہ
تعالی اس کے قلب کو راہ دکھا دیتا ہے۔
(۹۵) اور جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ تعالے اُس کے لئے نجات کی شکل نکالدیتا ہے اور اُسکو
ایسی جگہ سے رزق پہنچاتا ہے جہاں اس کا گمان بھی نہیں ہوتا اور جو شخص اللہ پر توکل کریگا تو اللہ
تعالی اس کے لئے کافی ہے اللہ تعالی اپنا کام پورا کر کے رہتا ہے اللہ نے ہر شئے کا ایک اندازہ
مقرر کر رکھا ہے۔
(۹۶) اور بہت سی بستیاں تھیں جنھوں نے اپنے رب کے حکم سے اور اس کے رسولوں سے
سرتابی کی سو ہم نے ان کا سخت حساب کیا اور ہم نے ان کو بڑی بھاری سزا دی غرض
انھوں نے اپنے اعمال کا وبال چکھا اور ان کا انجام کار خسارہ ہی ہوا۔
(۹۷) ہمنے ان کی آزمائش کر رکھی ہے جیسا کہ ہمنے باغ والوں کی آزمائش کی تھی جبکہ ان لوگو
نے قسم کھائی کہ اس (باغ) کا پھل ضرور صبح چلکر توڑ لیں گے اور انشاء اللہ بھی نہ کہا۔ واس باغ پر آپکے
رب کیطرف سے ایک پھرنیوالا پھر گیا اور وہ سو رہے تھے پھر صبح کو وہ باغ ایسا رہ گیا جیسے کٹا ہوا
کھیت سو صبح کے وقت ایک دوسرے کو پکارنے لگے کہ اپنے کھیت پر سویرے چلو اگر تم کو پھل توڑنا
ہے پھر وہ لوگ آپسمیں چپکے چپکے باتیں کرتے چلے کہ آج تم تک کوئی محتاج نہ آنے پاوے۔
اور اپنے کو اس کے نہ دینے پر قادر سمجھکر چلے پھر جب اس باغ کو دیکھا تو کہنے لگے کہ بیشک ہم
رستہ بھول گئے بلکہ ہماری قسمت پھوٹ گئی ان میں جو (کسیقدر) اچھا تھا وہ کہنے لگا
کہ کیوں ہم نے تم کو کہا نہ تھا اب تسبیح کیوں نہیں کرتے سب کہنے لگے کہ ہمارا پروردگار پاک
ہے بیشک ہم قصوروار ہیں پھر ایک دوسرے کو مخاطب بنا کر باہم الزام دینے لگے کہنے لگے کہ بیشک
ہم حد سے نکلنے والے ہیں شاید ہمارا پروردگار ہم کو اس سے اچھا باغ بدلے میں دیدے ہم اپنے

رب کی طرف رجوع ہوتے ہیں اسی طرح عذاب ہوا کرتا ہے اور آخرت کا عذاب اس سے بھی بڑھکر ہے کیا خوب ہوتا کہ یہ لوگ جان لیتے۔

(۹۸) (حضرت نوح علیہ السلام کا قول ہے کہ اے میرے رب) میں نے ان سے کہا کہ تم اپنے پروردگار سے گناہ بخشواؤ بے شک وہ بڑا بخشنے والا ہے کثرت سے تم پر بارش بھیجے گا اور تمہارے مال اور اولاد میں ترقی دے گا اور تمہارے لئے باغ لگادے گا اور تمہارے لئے نہریں بہادے گا۔

(۹۹) اور اگر یہ لوگ رستہ پر قائم ہو جاتے تو ہم ان کو فراغت کے پانی سے سیراب کرتے۔

(۱۰۰) کیا (تیرے رب نے) اُن (اصحاب فیل) کی تدبیر کو سر تا پا غلط نہیں کر دیا۔

ان سو آیتوں میں سے بعض سے تو یہ ثابت ہوا کہ نیک بندوں کے واسطے چین اور راحت ہے اور بعض سے یہ ثابت ہوا کہ بدوں کے واسطے تکلیف اور ہلاکت وغیرہ ہے پس مدعا اچھی طرح ثابت ہوگیا اور طول دینا نہیں چاہا ورنہ ان آیتوں کے علاوہ اور بہت آیتیں ہیں جن سے یہ مدعا ثابت ہوتا ہے پس مسلمانوں پر لازم ہے کہ فلاح دارین کو اتباع دین ہی میں منحصر جانیں (وما علینا الا البلاغ)

کمترین خدام احقر وصی اللہ عفی عنہ
اعظم گڈھی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

روح اوّل اسلام وایمان

دونوں لفظوں کا مطلب قریب قریب ہی (عا) فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ بلاشبہ (سچا) دین اللہ کے نزدیک یہی اسلام ہے اور (عا۲) فرمایا اللہ تعالےٰ نے کہ جو شخص اسلام کے سوا کسی دوسرے دین کو تلاش (اور اختیار) کریگا سو وہ (دین) اس شخص سے (خدا تعالیٰ کے نزدیک مقبول (اور منظور) نہ ہوگا اور وہ (شخص) آخرت میں خراب ہوگا اور (عا۳) فرمایا اللہ تعالےٰ نے جو شخص تم میں سے اپنے دین (اسلام) سے پھر جاوے پھر کافر ہی ہونے کی حالت میں مرجاوے تو ایسے لوگوں کے (نیک) اعمال دنیا اور آخرت میں سب غارت ہوجاتے ہیں اور ایسے لوگ دوزخی ہوتے ہیں (اور) یہ لوگ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے ف دنیا میں اعمال کا غارت ہوتا یہ ہے کہ اسکی بی بی نکاح سے نکلجاتی ہو اگر اس کا کوئی مورث مسلمان مرے اس شخص کو میراث کا حصہ نہیں ملتا مرنے کے بعد جنازہ کی نماز نہیں پڑھی جاتی اور آخرت میں ضائع ہوتا یہ ہو کہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دوزخ میں داخل ہوتا ہے مسئلہ اگر یہ شخص پھر مسلمان ہوجاوے تو بی بی سے پھر نکاح کرنا پڑے گا بشرطیکہ بی بی بھی راضی ہو اور اگر وہ راضی نہ ہو تو زبردستی نکاح نہیں ہوسکتا اور (عا۴) فرمایا اللہ تعالےٰ نے اے ایمان والو تم (ضروری عقیدوں کی تفصیل سن لو وہ یہ ہے کہ) اعتقاد رکھو اللہ تعالےٰ کے ساتھ اور اسکے رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ اور اس کتاب کے ساتھ جو اس نے (یعنی اللہ تعالیٰ نے) اپنے رسول (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل فرمائی (یعنی قرآن کے ساتھ) اور ان کتابوں کے ساتھ (بھی) جو کہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے) پہلے (اور نبیوں پر) نازل ہوچکی ہیں اور

جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرے اور (اسی طرح جو) اس کے فرشتوں کے ساتھ (کفر کرے) اور (اسی طرح جو) اسکی کتابوں کے ساتھ (کفر کرے) اور (اسی طرح جو) اس کے رسولوں کے ساتھ (کفر کرے) اور (اسی طرح جو) روز قیامت کے ساتھ (کفر کرے) تو وہ شخص گمراہی میں بڑی دور جا پڑا بلاشبہ جو لوگ (پہلے تو) مسلمان ہوئے پھر کافر ہو گئے پھر مسلمان ہوئے (اور اس بار بھی اسلام پر قائم نہ رہے ورنہ پہلی بار کا اسلام سے پھر جانا معاف ہو جاتا بلکہ) پھر کافر ہو گئے پھر (مسلمان ہی نہ ہوئے ورنہ پھر بھی ایمان مقبول ہو جاتا بلکہ) کفر میں بڑھتے چلے گئے (یعنی مرتے دم تک کفر پر قائم رہے) اللہ تعالےٰ ایسوں کو ہرگز نہ بخشیں گے اور نہ اُن کو (بہشت کا) رستہ دکھلائیں گے اور (ع۵) فرمایا اللہ تعالےٰ نے بیشک جو لوگ ہماری آیتوں کے منکر ہوئے (یعنی ایمان اختیار نہ کیا) ہم ان کو عنقریب ایک سخت آگ میں داخل کرینگے (اور وہاں انکی برابر یہ حالت رہیگی کہ) جب ایک دفعہ انکی کھال (آگ سے) جل چکے گی تو ہم اس پہلی کھال کی جگہ فوراً دوسری (تازی) کھال پیدا کر دیں گے تاکہ (ہمیشہ) عذاب ہی بھگتتے رہیں بلاشک اللہ تعالیٰ زبردست (اور) حکمت والے ہیں۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے اچھے کام کئے بہت جلد ہم ان کو ایسی بہشتوں میں داخل کریں گے جن کے (مکانوں کے) نیچے سے نہریں بہتی ہونگی وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے (اور) ان کے لئے اُن (بہشتوں) میں بیبیاں ہوں گی صاف ستھری اور ہم ان کو نہایت گنجان سایہ میں داخل کریں گے۔

ف ان آیتوں میں اسلام والوں کے لئے جنت کی نعمتیں اور اسلام سے ہٹنے والوں کے لئے دوزخ کی مصیبتیں تھوڑی سی بیان کی گئی ہیں دوسری آیتوں میں اور حدیثوں میں جنت کی طرح طرح کی نعمتیں اور دوزخ کی طرح طرح کی مصیبتیں بہت سی بیان ہوئی ہیں اے مسلمانو دنیا کی زندگی بہت تھوڑی سی ہے اگر اسلام پر قائم رہکر یہاں لیا کچھ تھوڑی سی تکلیف ہی بھگت لی تب بھی مرنے کے ساتھ ہی ایسے عیش اور چین دیکھو گے کہ یہاں کی سب تکلیفیں بھول جاؤ گے اور اگر کسی لالچ سے یا کسی تکلیف سے بچنے کے لئے کوئی شخص خدانخواستہ اسلام سے پھر گیا تو مرنے کے ساتھ ہی ایسی مصیبت کا سامنا ہوگا کہ دنیا کے سب عیش بھول جائیگا پھر اس مصیبت سے کبھی بھی نجات نہ ہوگی تو جس کو تھوڑی سی بھی عقل ہوگی وہ ساری دنیا کی بادشاہی کے لالچ میں بھی اسلام کو نہ چھوڑے گا اے اللہ ہمارے بھائیوں کو ہدایت کر اور انکی عقلیں درست رکھ

روحِ دوم تحصیل و تعلیم علمِ دین

یعنی دین کا سیکھنا اور سکھلانا (ح۱) ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم (دین) کا طلب کرنا (یعنی اسکے حاصل کرنے کی کوشش کرنا) ہر مسلمان پر فرض ہے (ابن ماجہ)

ف اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ہر مسلمان پر خواہ مرد ہو یا عورت ہو شہری ہو یا دیہاتی ہو امیر ہو یا غریب ہو دین کا علم حاصل کرنا فرض ہے اور علم کا مطلب یہ نہیں کہ عربی ہی پڑھے بلکہ اسکا مطلب یہ ہے کہ دین کی باتیں سیکھے خواہ عربی کتابیں پڑھکر خواہ اردو کی کتابیں پڑھکر خواہ معتبر عالموں سے زبانی پوچھکر خواہ معتبر واعظوں سے وعظ کہلوا کر اور جو عورتیں خود نہ پڑھ سکیں اور نہ کسی عالم تک پہونچ سکیں وہ اپنے مردوں کے ذریعہ سے دین کی باتیں عالموں سے پوچھتی رہیں (ح۲) ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اے ابوذر (یہ ایک صحابی کا نام ہے) اگر تم کہیں جاکر ایک آیت قرآن کی سیکھ لو یہ تمہارے لئے سو رکعت (نفل) پڑھنے سے بہتر ہے اور اگر تم کہیں جاکر ایک مضمون علم (دین) کا سیکھ لو خواہ اسپر عمل ہو یا عمل نہ ہو یہ تمہارے لئے ہزار رکعت (نفل) پڑھنے سے بہتر ہے (ابن ماجہ)

اس حدیث سے علم دین حاصل کرنے کی کتنی بڑی فضیلت ثابت ہوئی اور یہ بھی ثابت ہوا کہ بعضے لوگ جو کہا کرتے ہیں کہ جب عمل نہ ہو سکا تو پوچھنے اور سیکھنے سے کیا فائدہ یہ غلطی ہے دیکھو اسمیں صاف فرمایا ہے کہ خواہ عمل ہو یا نہ ہو دونوں حالت میں فضیلت حاصل ہوگی اسکی تین وجہ ہیں ایک تو یہ کہ جب دین کی بات معلوم ہوگئی تو گمراہی سے تو بچ گیا یہ بھی بڑی دولت ہے دوسری وجہ یہ کہ جب دین کی بات معلوم ہو تو انشاء اللہ تعالیٰ کبھی تو عمل کی بھی توفیق ہوجاویگی تیسری وجہ یہ کہ کسی اور کو ہی بتلادے گا یہ بھی ضرورت اور ثواب کی بات ہے (ح۳) ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے افضل صدقہ یہ ہے کہ کوئی مسلمان آدمی علم (دین کی بات) سیکھے پھر اپنے بھائی مسلمان کو سکھلادے (ابن ماجہ)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ دین کی جو بات معلوم ہوا کرے وہ دوسرے بھائی مسلمانوں کو بھی بتلادیا کرے اس کا ثواب تمام خیر خیرات سے زیادہ ہے۔ سبحان اللہ خدا تعالیٰ کی کیسی رحمت ہے کہ ذرا سی زبان ہلانے میں ہزاروں روپیہ خیرات کرنے سے بھی زیادہ ثواب ملجاتا ہے۔

(عـ۴) حق تعالیٰ کا ارشاد ہے اے ایمان والو اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ سے بچاؤ اسکی تفسیر میں حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اپنے گھر والوں کو بھلائی (یعنی دین) کی باتیں سکھلاؤ (حاکم) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنی بیوی بچوں کو دین کی باتیں سکھلانا فرض ہے نہیں تو انجام دوزخ ہے (یہ سب حدیثیں کتاب ترغیب سے لیگئی ہیں)

(حـ۵) ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایمان والے کے عمل اور نیکیوں میں سے جو چیز اس کے مرنے کے بعد بھی اس کو پہنچتی رہتی ہے ان میں یہ چیزیں بھی ہیں ایک علم (دین) جو سکھلا گیا ہو (یعنی کسی کو پڑھایا ہو یا مسئلہ بتلایا ہو)

اور اس (علم) کو پھیلایا ہو (مثلاً دین کی کتابیں تصنیف کی ہوں یا ایسی کتابیں خرید کر وقف کی ہوں یا طالب علموں کو دی ہوں یا طالب علموں کو کھانے کپڑے کی مدد دی ہو جن سے علم دین پھیلیگا اور یہ بھی مدد دیکر اس پھیلانے میں ساجھی ہو گیا) دوسرے نیک اولاد جس کو چھوڑ مرا ہو (اور بھی کئی چیزیں فرمائیں) (ابن ماجہ وبیہقی)

(حـ۶) ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی اولاد والے نے اپنی اولاد کو کوئی دینے کی چیز ایسی نہیں دی جو اچھے ادب (یعنی علم) سے بڑھکر ہو (ترمذی وبیہقی)

(عـ۷) ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص تین بیٹیوں کی یا اسی طرح تین بہنوں کی عیالداری (یعنی ان کی پرورش کی ذمہ داری) کرے پھر انکو ادب (یعنی علم) سکھلادے اور انپر مہربانی کرے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کو بےفکر کردے (یعنی انکی شادی ہو جاوے جس سے وہ پرورش سے بیفکر ہو جاویں) اللہ تعالیٰ اس شخص کے لئے جنت کو واجب کردیگا ایک شخص نے دو کی نسبت پوچھا آپ نے فرمایا دو میں بھی یہی فضیلت ہے ایک شخص نے ایک کی نسبت پوچھا آپ نے فرمایا ایک میں بھی یہی فضیلت ہے (شرح السنہ) (یہ حدیثیں مشکوٰۃ سے لیگئی ہیں)

ف ان حدیثوں میں اور اسی طرح اور بہت سی حدیثوں میں علم دین اور تعلیم دین یعنی دین کے سیکھنے اور سکھلانیکا ثواب اور اسکا فرض ہونا مذکور ہے اصل سیکھنا اور سکھلانا تو یہی ہے جس سے آدمی عالم یعنی مولوی بنجاوے مگر ہر شخص کو نہ اتنی ہمت نہ اتنی فرصت

عـ۵ کذا فی القاموس والقراب ۱۲ منہ

اس لئے میں دین سیکھنے اور سکھلانے کے لئے ایسے آسان طریقے بتلاتا ہوں جس سے عام لوگ بھی اس فرض کو ادا کر کے ثواب حاصل کر سکیں تفصیل ان طریقوں کی یہ ہے کہ (عملے) جو لوگ اُردو حروف پہچان سکتے اور پڑھ سکتے ہیں یا آسانی سے اردو پڑھنا سیکھ سکتے ہیں وہ تو ایسا کریں کہ اردو زبان میں جو معتبر کتابیں دین کی ہیں جیسے بہشتی زیور اور بہشتی گوہر اور تعلیم الدین اور قصد السبیل اور تبلیغ دین اور تسہیل المواعظ کے سلسلہ کے وعظ جتنے ملجاویں ان کتابوں کو کسی اچھے جاننے والے سے سبق کے طور پر پڑھ لے اور جب تک کوئی ایسا پڑھانیوالا نہ ملے ان کتابوں کو خود دیکھتا رہے اور جہاں سمجھ میں نہ آوے یا کچھ شبہ ہو وہاں پنسل وغیرہ سے کچھ نشان کر دے پھر جب کوئی اچھا جاننے والا ملجاوے اس سے پوچھ لے او سمجھ لے اور اس طرح جو حاصل ہو وہ مسجد میں یا بیٹھک میں بیٹھکر دوسروں کو بھی پڑھکر سنادیا کرے اور گھر میں آکر اپنی عورتوں اور بچوں کو سنادیا کرے اسی طرح جنہوں نے مسجد یا بیٹھک میں سُنا ہو وہ بھی اس کو اپنے دھیان میں چڑھا کر جتنا یاد رہے اپنے گھروں میں آکر گھر والوں کو سنادیا کریں۔

(عملہ) اور جو لوگ اردو نہیں پڑھ سکتے وہ کسی اچھے پڑھے سمجھدار آدمی کو اپنے یہاں بلا کر اُس سے اسی طرح وہی کتابیں سن لیا کریں اور دین کی باتیں پوچھ لیا کریں اگر ایسا آدمی ہمیشہ رہنے کے لئے تجویز ہو جاوے تو بہت ہی اچھا ہے اگر اس کو کچھ تنخواہ بھی دینا پڑے تو سب آدمی تھوڑا تھوڑا چندہ کے طور پر جمع کر کے ایسے شخص کو تنخواہ بھی دیدیا کریں دنیا کے بیضرورت کاموں میں سیکڑوں ہزاروں روپیہ خرچ کر دیتے ہو اگر دین کی ضروری باتوں میں تھوڑا سا خرچ کر دو تو کوئی بڑی بات نہیں مگر ایسا آدمی جو تم کو دین کی باتیں بتلاوے اور ایسی کتابیں اپنی عقل سے تجویز مت کرنا بلکہ کسی اچھے اللہ والے عالم سے صلاح لیکر تجویز کرنا۔

(عمل۳) ایک کام یہ پابندی سے کریں کہ جب کوئی کام دنیا کا یا دین کا کرتا ہو جسکا اچھا یا بُرا ہونا شرع سے نہ معلوم ہو اس کو دھیان کر کے کسی اللہ والے عالم سے ضرور پوچھ لیا کریں اور وہ جو بتلاوے اس کو خوب یاد رکھیں اور دوسرے مردوں اور عورتوں کو بھی بتلادیا کریں اور اگر ایسے عالم کے پاس جانے کی فرصت نہ ہو تو اُس کے پاس خط بھیجکر پوچھ لیا کریں اور جواب کے واسطے ایک لفافہ پر اپنا پتہ لکھکر یا لکھوا کر اپنے خط کے اندر رکھ دیا کریں کہ اس طرح سے جواب دینا اس عالم کو آسان ہوگا۔ اور جلدی آوے گا۔

(عملہ) ایک اس بات کی پابندی رکھیں کہ کبھی کبھی اللہ والے عالموں سے ملتے رہیں اگر ارادہ کر کے

جاویں تو بہت ہی اچھی بات ہے اور اگر اتنی فرصت نہ ہو اور ایسا عالم پاس بھی نہ ہو جیسے گاؤں والے ایک طرف پڑے رہتے ہیں تو جب کبھی شہروں میں کسی کام کو جانا ہو اور وہاں ایسا عالم موجود ہو تو تھوڑی دیر کے لئے اس کے پاس جا کر بیٹھ جایا کریں اور کوئی بات یاد آجائے تو پوچھ لیا کریں (۵) ایک کام ضروری سمجھ کر یہ کیا کریں کہ کبھی کبھی مہینہ دو مہینہ میں کسی عالم کی صلاح سے کسی وعظ کہنے والے کو اپنے گاؤں یا اپنے محلہ میں بلا کر اس کا وعظ سنا کریں جس سے اللہ تعالیٰ کی محبت اور خوف دل میں پیدا ہو کہ اس سے دین پر عمل کرنا آسان ہوجاتا ہے یہ مختصر بیان ہے دین سیکھنے کے طریقوں کا اور طریقے بھی کیسے بہت آسان۔ اگر پابندی سے ان طریقوں کو جاری رکھیں گے تو دین کی ضروری باتیں بے محنت حاصل ہو جاوینگی اور اس کے ساتھ ہی دو باتوں کا اور خیال رکھیں کہ وہ بطور پرہیز کے ہے ایک یہ کہ کافروں کے اور گمراہوں کے جلسوں میں ہرگز نہ جاویں اول تو کفر کی اور گمراہی کی باتیں کان میں پڑنے سے دل میں اندھیرا پیدا ہوتا ہے دوسرے بعض دفعہ ایمان کے جوش میں ایسی باتوں پر غصہ آجاتا ہے پھر اگر غصہ ظاہر کیا تو بعض دفعہ فساد ہو جاتا ہے بعض دفعہ اس فساد سے دنیا کا بھی نقصان ہو جاتا ہے بعض دفعہ مقدمہ کا جھگڑا اکھڑا ہو جاتا ہے جسمیں وقت بھی خرچ ہوتا ہے اور روپیہ بھی یہ سب باتیں پریشانی کی ہیں اور اگر غصہ ظاہر نہ کر سکے تو دل ہی دل میں گھٹن اور رنج پیدا ہوتا ہے خواہ مخواہ بیٹھے بٹھلائے غم خریدنا کیا فائدہ دوسری بات یہ ہے کہ کسی سے بحث مباحثہ نہ کریں کہ اسمیں بھی اکثر ویسی ہی خرابیاں ہو جاتی ہیں جن کا ابھی بیان ہوا اور ایک بڑی خرابی ان دونوں باتوں میں اور ہے جو سب خرابیوں سے بڑھکر ہے وہ یہ کہ ایسے جلسوں میں جانے سے یا بحث کرنے سے کوئی بات کفر کی اور گمراہی کی ایسی کان میں پڑ جاتی ہے جس سے خود ہی شبہ پیدا ہو جاتا ہے اور اپنے پاس اتنا علم نہیں جو اس شبہ کو دل سے دور کر سکے تو ایسا کام کیوں کرے جس سے اتنا بڑا نقصان ہونے کا ڈر ہو اور اگر کوئی خواہ مخواہ بحث چھیڑنے لگے تو سختی سے کہدو کہ ہم سے ایسی باتیں مت کرو اگر تم کو پوچھنا ہی ضروری ہو تو عالموں کے پاس جاؤ اگر ان سب باتوں کا خیال رکھو گے تو دوا اور پرہیز کو جمع کرنے سے انشاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ دین کے تندرست رہو گے کبھی دین کی بیماری نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے۔

اشرف علی عفی عنہ

رُوح سوم قرآن مجید کا پڑھنا پڑھانا

نمبر۱۔ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سب میں اچھا وہ شخص ہے جو قرآن سیکھے اور سکھلاوے (بخاری) نمبر۲۔ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم میں سے کوئی شخص مسجد میں جاکر کلام اللہ شریف کی دو آیتیں کیوں نہ سیکھ لے یہ اسکے لئے دو اونٹنیوں (کے ملنے) سے زیادہ بہتر ہے اور تین آیتیں تین اونٹنیوں سے اور چار آیتیں چار اونٹنیوں سے زیادہ بہتر ہیں اور ان کی گنتی کے جتنے اونٹ ہوں ان سب سے وہ آیتیں بہتر ہیں (مسلم) ف جسکی وجہ ظاہر ہے کہ اونٹ تو دنیا ہی میں کام آتے ہیں اور آیتیں دونوں جہان میں کام آتی ہیں اور اونٹ کا نام مثال کے طور پر لیا گیا کیونکہ عرب اونٹوں کو بہت چاہتے تھے ورنہ ایک آیت کے مقابلہ میں بھی ساری دنیا کی کوئی حقیقت نہیں (مرقاۃ) اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کسی نے پورا قرآن بھی نہ پڑھا ہو تھوڑا ہی پڑھا ہو اسکو بھی بڑی نعمت حاصل ہو گئی نمبر۳۔ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کا قرآن خوب صاف ہو وہ (درجہ میں) ان فرشتوں کے ساتھ ہوگا جو بندوں کے اعمال نامے لکھنے والے اور عزت والے اور نیکی والے ہیں اور جو شخص قرآن پڑھتا ہو اور اسمیں اٹکتا ہو اور وہ اسکو مشکل لگتا ہو اسکو دو ثواب ملیں گے (بخاری و مسلم) ف دو ثواب اس طرح سے کہ ایک ثواب پڑھنے کا اور ایک ثواب اس محنت کا کہ اچھی طرح چلتا نہیں مگر تکلیف اٹھا کر پڑھتا ہے۔ اس حدیث میں کتنی بڑی تسلی ہے اس شخص کے لئے جس کو قرآن اچھی طرح یاد نہیں ہوتا کہ وہ تنگ ہو کے اور ناامید ہو کر یہ سمجھکر چھوڑ نہ دے کہ جب یاد ہی نہیں ہوتا تو پڑھنے ہی سے کیا فائدہ۔ آپ نے خوشخبری دیدی کہ ایسے شخص کو دو ثواب ملیں گے نمبر۴۔ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کے سینہ میں کچھ بھی قرآن نہ ہو وہ ایسا ہے جیسے اجاڑ گھر (ترمذی و دارمی) ف اس میں تاکید ہے کہ کوئی مسلمان قرآن سے خالی نہ ہونا چاہیئے نمبر۵۔ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے کلام اللہ میں سے ایک حرف پڑھا اس کو ایک نیکی ملتی ہے اور ہر نیکی دس نیکی کی برابر ہوتی ہے (تو اس حساب سے ایک ایک حرف پر دس دس نیکیاں ملتی ہیں) اور میں یوں نہیں کہتا کہ الٓمّٓ ایک حرف ہے بلکہ اس میں الف ایک حرف ہے اور لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے (ترمذی و دارمی)

ف یہ ایک مثال ہو اسی طرح جب پڑھنے والے نے الحمد کہا تو اس میں پانچ حرف ہیں تو ہر پچاس نیکیاں ملیں گی۔ اللہ اکبر کتنی بڑی فضیلت ہی پس ایسے شخص کی حالت پر افسوس ہو کہ ذرا سی کم ہمتی کر کے اتنی بڑی دولت حاصل نہ کرے۔ نمبر ۶۔ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے قرآن پڑھا اور اس کے حکموں پر عمل کیا اس کے ماں باپ کو قیامت کے دن ایسا تاج پہنایا جاے گا جس کی روشنی آفتاب کی اس روشنی سے بھی زیادہ خوبصورت ہوگی جو دنیا کے گھروں میں ہوتی ہو اگر آفتاب تم لوگوں میں آجاوے (یعنی اگر آفتاب تمہارے گھر میں آجاوے تو اسوقت گھروں میں کتنی روشنی ہو جاوے اس روشنی سے بھی زیادہ روشنی اس تاج کی ہوگی) سو اس شخص کی نسبت تمہارا کیا خیال ہوگا جس نے خود یہ کام کیا ہو (یعنی قرآن پڑھا ہو اور اس پر عمل کیا ہو اس کا کیا کچھ مرتبہ ہوگا) (احمد و ابوداؤد) ف اس حدیث میں اولاد کے قرآن پڑھنے کی کتنی بڑی فضیلت ہے سو سب مسلمانوں کو چاہیے کہ اولاد کو ضرور قرآن پڑھائیں لڑکوں کو بھی اگر کاروبار میں پورا پڑھانے کی فرصت نہ ہو تو جتنا پڑھا سکو جیسا حدیث ۲ میں معلوم ہوا اور اگر حفظ نہ کرا سکو تو ناظرہ ہی پڑھاؤ اور اگر حفظ کرانے کی توفیق ہو تو سبحان اللہ اس کی اور بھی فضیلت ہے جیسا ابھی اس کی حدیث لکھتا ہوں نمبر ۷۔ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص قرآن پڑھے اور اس کو حفظ کرے اور اسکے حلال کو حلال جانے اور اس کے حرام کو حرام جانے (یعنی عقیدہ کے خلاف نہ رکھے جیسے اوپر والی حدیث پر عمل کرنے کو فرمایا تھا ایسے اس پر عقیدہ رکھنے کو فرمایا) تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو جنت میں داخل کریگا اور اسکی سفارش (بخشش کے لئے) اس کے گھر والوں میں ایسے دس شخصوں کے حق میں قبول فرماوے گا کہ ان سب کے لئے دوزخ لازم ہو چکی تھی (احمد و ترمذی و ابن ماجہ و دارمی) ف اس حدیث میں حفظ کرنے کی فضیلت پہلے سے بھی زیادہ ہے اور ظاہر ہے کہ گھر والوں میں سب سے زیادہ قریب کے علاقہ والے ماں باپ ہیں تو یہ سفارش بخشش ماں باپ کے لئے یقینی ہے تو اس سے اپنی اولاد کو حافظ بنانے کی فضیلت کس درجہ کی ثابت ہے۔ نمبر ۸۔ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دلوں کو بھی (کبھی) زنگ لگجاتا ہے جیسا لوہے کو زنگ لگجاتا ہے جیسا اسکو پانی پہنچ جاتا ہے عرض کیا گیا یا رسول اللہ اور وہ کون چیز ہے جس سے دلوں کی صفائی ہو جاوے آپ نے فرمایا موت کا زیادہ دھیان رکھنا اور قرآن مجید کا پڑھنا (بیہقی شعب الایمان میں) نمبر ۹۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم قرآن پڑھ رہے تھے اور ہم میں دیہاتی

لوگ بھی دیہاتی بھی تھے جو عرب تھے (مطلب یہ کہ ایسے لوگ بھی تھے جو بہت اچھا قرآن نہ پڑھ سکتے تھے کیونکہ دیہاتیوں کی تعلیم کم ہوتی ہے اور جو عرب تھے ان کی زبان عربی پڑھنے میں زیادہ صاف نہیں ہوتی) آپ نے فرمایا پڑھتے رہو سب اچھے ہیں (ابوداؤد و بیہقی) (یعنی اگر بہت اچھا نہ پڑھ سکو تو دل تھوڑا نہ کرو اور اچھا پڑھنے والے انکو حقیر نہ سمجھیں اللہ تعالیٰ دلکو دیکھتا ہے)

ف اس سے معلوم ہوا کہ یہ خیال نہ کرے کہ ہماری زبان صاف نہیں یا ہماری عمر زیادہ ہو گئی اب اچھا نہ پڑھا جاویگا تو ہم کو ثواب کیا ملیگا یا شاید گناہ ہو دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کی کیسی تسلی فرما دی اور سب کو پڑھنے کا حکم دیا (یہ سب حدیثیں مشکوٰۃ میں ہیں) **نمبر ۱۰** ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص قرآن کی ایک آیت سننے کیطرف بھی کان لگاوے اس کے لئے ایسی نیکی لکھی جاتی ہے جو بڑھتی چلی جاتی ہے (اس بڑھنے کی وجہ سے ہمیں بشارت اللہ تعالیٰ سے امید ہو کہ بڑھنے کی کوئی حد نہ ہوگی بے انتہا بڑھتی چلی جاوے گی) اور جو شخص اس آیت کو پڑھے وہ آیت اس شخص کے لئے قیامت کے دن ایک نور ہوگا (جو اس نیکی کے بڑھنے سے بھی زیادہ ہے) (احمد) ف اللہ اکبر قرآن مجید کیسی بڑی چیز ہے کہ جب تک قرآن پڑھنا نہ آوے کسی پڑھنے والے کیطرف کان لگا کر سن ہی لیا کرے وہ بھی ثواب سے مالا مال ہو جاویگا خدا کے بندو یہ تو کچھ بھی مشکل نہیں **نمبر ۱۱** ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن پڑھا کرو کیونکہ وہ قیامت کے روز اپنے پڑھنے والوں کیلئے سفارشی بنکر آویگا (اور انکو بخشواویگا) (مسلم) **نمبر ۱۲** ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کا پڑھنے والا قیامت کے روز آویگا قرآن یوں کہیگا اے پروردگار اسکو جوڑا پہنا دیجئے پس اس کو عزت کا تاج پہنا دیا جاوے گا پھر کہیگا اے پروردگار اور زیادہ پہنا دیجئے پس اسکو عزت کا جوڑا پہنایا جاوے گا پھر کہیگا اے پروردگار اس سے خوش ہو جائیے پس اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہو جاویگا پھر اس سے کہا جاوے گا کہ قرآن پڑھتا جا اور (درجوں پر) چڑھتا جا اور ہر آیت کے بدلے ایک ایک نیکی بڑھتی جاویگی (ترمذی و ابن خزیمہ و حاکم)

ف اس پڑھنے اور چڑھنے کی تفصیل ایک اور حدیث میں آئی ہے کہ جس طرح سنبھال سنبھال کر دنیا میں پڑھتا تھا اس طرح پڑھتا ہوا اور چڑھتا ہوا چلا جا جو آیت پڑھنے میں اخیر ہوگی وہاں ہی تیرے رہنے کا گھر ہے (ترمذی و ابوداؤد و ابن ماجہ و ابن حبان)

(یہ حدیثیں ترغیب سے لی گئی ہیں)

ف مسلمانوں ان حدیثوں میں غور کرو اور قرآن مجید حاصل کرنے میں اور اولاد کو پڑھانے میں کوشش

کرو۔ اگر پورا قرآن پڑھنے یا پڑھانے کی فرصت نہ ہو تو جتنا ہو سکے اسی کی ہمت کرو اگر اچھی طرح یاد نہ ہوتا ہو یا صاف اور صحیح نہ ہوتا ہو گھبراؤ مت اس میں لگے رہو اس طرح سے پڑھنے میں بھی ثواب ملتا ہے اگر حفظ نہ کر سکو ناظرہ ہی پڑھو پڑھاؤ اسکی بھی بڑی فضیلت ہے اگر پورا قرآن حاصل کرنے کی فرصت نہیں یا ہمت نہیں کسی پورا قرآن پڑھنے والے کے پاس بیٹھکر سن ہی لیا کرو ان سب باتوں کا ثواب اوپر حدیثوں میں پڑھ چکے ہو اور موٹی بات ہے کہ جو کام ضروری ہوتا ہے اور ثواب کا ہوتا ہے اسکا سامان کرنا بھی ضروری ہوتا ہے اور اس میں بھی ثواب ملتا ہے پس اس قاعدہ سے قرآن کے پڑھنے پڑھانے کا سامان کرنا بھی ضروری ہوگا اور اس میں ثواب بھی ملیگا اور سامان اس کا یہ ہے کہ ہر ہر جگہ کے مسلمان ملکر قرآن کے مکتب قائم کریں اور بچوں کو قرآن پڑھوائیں اور بڑی عمر کے آدمی بھی اپنے کاموں میں سے تھوڑا وقت نکالکر تھوڑا تھوڑا قرآن سیکھا کریں اور جو پڑھانیوالا مفت نہ ملے سب ملکر اس کو گذارہ کے موافق کچھ تنخواہ دیا کریں اسی طرح جو بچے اپنے گھر سے غریب ہوں اور اس سلئے زیادہ قرآن نہ پڑھ سکیں ان کے کھانے کپڑے کا بندوبست کر دیا کریں کہ وہ اطمینان سے قرآن مجید ختم کر سکیں اور جو لڑکے جتنا قرآن پڑھتے جائیں اپنے گھر جاکر عورتوں اور لڑکیوں کو بھی پڑھا دیا کریں اس طرح سے گھر کے سب مرد اور عورت قرآن پڑھ لیں گے اگر کوئی سیپارہ بھی نہ پڑھ سکے وہ زبانی ہی کچھ سورتیں یاد کر لے اور قرآن کے کچھ اور حقوق بھی ہیں ایک یہ کہ جو شخص جتنا پڑھ لے خواہ پورا خواہ تھوڑا وہ اسکو ہمیشہ پڑھتا رہا کرے تاکہ یاد رہے اگر یاد نہ رکھا تو پڑھا لیے پڑھا سب یکساں ہو گیا دوسرا یہ کہ اگر کسی کو قرآن مجید کا ترجمہ پڑھنے کا بھی شوق ہو تو بطور خود ترجمہ نہ دیکھے کہ اس میں غلط سمجھ جانے کا قوی اندیشہ ہے کسی عالم سے سبق کے طور پر پڑھ لے اور تیسرا یہ کہ قرآن مجید کا بہت ادب کرنا چاہیئے اس کی طرف پاؤں نہ کرو۔ اُدھر پیٹھ نہ کرو اس سے اونچی جگہ پر مت بیٹھو اس کو زمین یا فرش پر مت رکھو بلکہ رحل یا تکیہ پر رکھو چوتھا یہ کہ اگر وہ پھٹ جاوے کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر پاک جگہ جہاں پاؤں نہ پڑے دفن کر دو۔ پانچواں یہ کہ جب قرآن پڑھا کرو یہ دھیان رکھا کرو کہ ہم اللہ تعالےٰ سے باتیں کر رہے ہیں پھر دیکھنا دل پر کیسی روشنی ہوتی ہے۔

ع۵ یعنی اس سے اجازت لیکر ۱۲

روح چہارم
اللہ تعالیٰ سے محبت رکھنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھنا

نمبر ۱۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین چیزیں ایسی ہیں کہ وہ جس شخص میں ہونگی اسکو انکی وجہ سے ایمان کی حلاوت نصیب ہوگی ایک وہ شخص جسکے نزدیک اللہ اور اس کا رسول سب سے زیادہ محبوب ہوں (یعنی جتنی محبت اسکو اللہ اور رسولؐ سے ہو اتنی کسی سے نہ ہو) اور ایک وہ شخص جسکو کسی بندہ سے محبت ہو اور محض اللہ ہی کے لیے محبت ہو (یعنی کسی دنیوی غرض سے نہ ہو محض اسوجہ سے محبت ہو کہ وہ شخص اللہ والا ہے) اور ایک وہ شخص جسکو اللہ تعالیٰ نے کفر سے بچالیا ہو (خواہ پہلے ہی سے بچائے رکھا ہو خواہ کفر سے توبہ کرلی اور بچ گیا) اور اس (بچالینے) کے بعد وہ کفر کی طرف آنیکو اسقدر ناپسند کرتا ہے جیسے آگ میں ڈالے جانیکو ناپسند کرتا ہے۔ روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے۔ **نمبر ۲**۔ نیز حضرت انسؓ ہی سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم میں کوئی شخص (پورا) ایماندار نہیں ہوسکتا جب تک کہ میرے ساتھ اتنی محبت نہ رکھے کہ اپنے والد سے بھی زیادہ اور اپنی اولاد سے بھی زیادہ اور سب آدمیوں سے بھی زیادہ۔ روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے (یہ حدیثیں مشکوٰۃ میں ہیں)

نمبر ۳۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ ایماندار نہیں ہوتا جب تک کہ میرے ساتھ اتنی محبت نہ رکھے کہ تمام اہل وعیال سے زیادہ اور تمام آدمیوں سے بھی زیادہ۔ روایت کیا اس کو مسلم نے اور بخاری میں عبداللہ بن ہشام کی روایت سے یہ بھی ہے کہ حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ بیشک مجھکو آپ کے ساتھ سب چیزوں سے زیادہ محبت ہے بجز اپنی جان کے (یعنی اپنی جان کی برابر آپ کی محبت معلوم نہیں ہوتی) آپ نے فرمایا قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ایماندار نہ ہوگے جب تک میرے ساتھ اپنی جان سے بھی زیادہ محبت نہ رکھوگے۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا اب تو آپ کے ساتھ اپنی جان سے بھی زیادہ محبت معلوم ہوتی ہے آپ نے فرمایا اب پورے ایماندار ہوا اے عمرؓ **ف** اس بات کو آسانی کے ساتھ یوں سمجھو کہ حضرت عمرؓ نے اول غور نہیں کیا تھا۔ یہ خیال کیا کہ اپنی تکلیف سے جتنا اثر ہوتا ہے۔ دوسرے کی تکلیف سے اتنا اثر نہیں ہوتا اس لئے اپنی جان زیادہ پیاری معلوم ہوئی پھر سوچنے سے معلوم ہوا کہ اگر جان دینے کا موقع آجائے تو یقینی بات ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جان بچانے کے لئے ہر مسلمان اپنی جان دینے کو تیار ہوجائے اسی طرح آپ کے دین پر بھی جان دینے سے کبھی منہ نہ موڑے

تو اس طرح سے آپ جان سے بھی زیادہ پیارے ہوئے۔

نمبر۴۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے محبت رکھو اس وجہ سے کہ وہ تم کو غذائیں اپنی نعمتیں دیتا ہے اور مجھ سے (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) محبت رکھو اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ کو مجھ سے محبت ہے روایت کیا اسکو ترمذی نے **ف** اس کا یہ مطلب نہیں کہ صرف غذا دینے ہی سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت رکھو بلکہ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کمالات و احسانات جو بیشمار ہیں اگر کسی کی سمجھ میں نہ آویں تو یہ احسان تو بہت ظاہر ہے جس سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا یہی سمجھکر اس سے محبت کرو۔

نمبر۵۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک بھائی حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ قیامت کب ہوگی۔ آپ نے فرمایا تو نے اس کے لئے کیا سامان کر رکھا ہے (جو اس کے آنے کا شوق ہے) اس نے عرض کیا کہ میں نے اس کے لئے کچھ بہت نماز روزہ کا سامان تو کیا نہیں مگر اتنی بات ہے کہ میں اللہ و رسولؐ سے محبت رکھتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے فرمایا کہ (قیامت میں) ہر شخص اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت رکھتا ہوگا (سو تجھکو میرا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نصیب ہوگا اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوگا تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ بھی ہوگا) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے مسلمانوں کو اسلام لانے (کی خوشی) کے بعد کسی بات پر اتنا خوش ہوتا نہیں دیکھا جتنا اسپر خوش ہوئے۔ روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے۔

ف۔ اس حدیث میں کتنی بڑی بشارت ہے کہ اگر زیادہ عبادت کا بھی ذخیرہ نہ ہو تو اللہ و رسول کی محبت سے اتنی بڑی دولت ملجاوے گی (یہ حدیثیں تخریج احادیث الاحیاء للعراقی میں ہیں)

نمبر۶۔ حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (نماز تہجد میں) ایک آیت میں تمام رات گذار کر صبح کر دی اور وہ آیت یہ ہے ان تعذبھم الخ یعنی (اے پروردگار) اگر آپ ان کو (یعنی میری امت کو) عذاب دیں تو وہ آپکے بندے ہیں (آپکو انپر ہر طرح کا اختیار ہے) اور اگر آپ ان کی مغفرت فرما دیں تو (آپکے نزدیک کچھ مشکل

کام نہیں کیونکہ) آپ زبردست ہیں (بڑے سے بڑا کام کرسکتے ہیں) اور حکمت والے ہیں (گنہگاروں کو بخشنا بھی حکمت سے ہوگا) روایت کیا اس کو نسائی اور ابن ماجہ نے۔
ف شیخ دہلوی نے مشکوٰۃ کے حاشیہ میں کہا ہے کہ اس آیت کا مضمون حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول ہے اپنی قوم کے معاملہ میں اور غالباً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اپنی امت کی حالت حضور حق میں پیش کرکے اُن کے لئے مغفرت کی درخواست کی فقط شیخ نے یہ لفظ غالباً احتیاط کے لئے فرمایا ورنہ دوسرا احتمال ہو ہی نہیں سکتا تو دیکھئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت کے ساتھ کتنی بڑی شفقت ہے کہ تمام رات کا آرام اپنی امت پر قربان کردیا۔ اور ان کے لئے دعا مانگتے رہے اور سفارش فرماتے رہے کون ایسا بےحس ہوگا کہ اتنی بڑی شفقت سنکر بھی عاشق نہ ہوجاوے گا۔
نمبر۷۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری (اور تمہاری) حالت اس شخص کی سی ہے کہ جیسے کسی نے آگ روشن کی اور اُسپر پروانے گرنے لگے اور وہ انکو ہٹاتا ہے مگر وہ اسکی نہیں مانتے اور آگ میں دھنسے جاتے ہیں اسی طرح میں تمہاری کمر پکڑ پکڑ کر آگ سے ہٹاتا ہوں (کہ دوزخ میں لیجانے والی چیزوں سے روکتا ہوں) اور تم اسمیں گھسے جاتے ہو روایت کیا اس کو بخاری نے۔
ف دیکھئے اس حدیث سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دوزخ سے اپنی امت کو بچانیکا کتنا اہتمام معلوم ہوتا ہے یہ محبت نہیں تو کیا ہے اگر ہم کو ایسی محبت والے سے محبت نہ ہو تو افسوس ہے۔
نمبر۸۔ حضرت عباس ابن مرداس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے لئے عرفہ کی شام کو مغفرت کی دعا فرمائی آپ کو جواب دیا گیا کہ میں نے انکی مغفرت کردی بجز حقوق العباد کے کہ (اسمیں) ظالم سے مظلوم کا بدلہ ضرور لوں گا (اور بدون فدا مغفرت نہ ہوگی) آپ نے عرض کیا اے پروردگار اگر آپ چاہیں تو مظلوم کو (اسکے حق کا عوض) جنت سے دیکر ظالم کی مغفرت فرما سکتے ہیں مگر اس شام کو یہ دعا قبول نہیں ہوئی پھر جب مزدلفہ میں آپ کو صبح ہوئی آپ نے پھر وہی دعا کی اور آپ کی درخواست قبول ہوگئی پس آپ ہنسے اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے پوچھنے پر آپ نے فرمایا جب ابلیس کو معلوم ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے میری دعا قبول کرلی اور میری امت کی مغفرت فرمادی خاک لیکر

اپنے سر پر ڈالتا تھا اور ہائے وائے کرتا تھا مجھکو اُسکا اضطراب دیکھکر ہنسی آگئی روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور اسکے قریب قریب بیہقی نے ف اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ حقوق العباد علی الاطلاق بدون سزا معاف ہو جاوینگے اور نہ یہ مطلب ہے کہ خاص حج کرنیسے بدون سزا معاف ہو جاویں گے بلکہ قبل اس دعا کے قبول ہونیکے دو احتمال تھے ایک تو یہ کہ حقوق العباد کی سزا میں جہنم میں ہمیشہ رہنا پڑے دوسرا یہ کہ گو جہنم میں ہمیشہ رہنا نہ ہو لیکن سزا ضرور ہو اب اس دعا کے قبول ہونیکے بعد دو وعدے ہو گئے ایک یہ کہ بعد سزا کبھی نہ کبھی ضرور نجات ہو جاویگی دوسرا یہ کہ بعض دفعہ بدون سزا ہی اس طور پر نجات ہو جاویگی کہ مظلوم کو نعمتیں دیکر اس سے راضی نامہ لوا دیا جاویگا ف۔ غور کرکے دیکھو آپ کو اس قانون کی منظوری لینے میں کسقدر فکر اور تکلیف ہوئی ہے کیا اب بھی قلب میں آپکی محبت کا جوش نہیں اٹھتا نمبر ۹ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ آیتیں پڑھیں جنمیں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعائیں اپنی اپنی امت کیلئے مذکور ہیں اور (دعا کیلئے) اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور عرض کیا اے اللہ میری امت حق تعالیٰ نے فرمایا اے جبریل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جاؤ اور یوں تو تمہارا پروردگار جانتا ہے ہی اور ان سے پوچھو آپکے رونے کا سبب کیا ہے انھوں نے آپ سے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کہا تھا انکو بتلایا حق تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام سے فرمایا محمد کے پاس جاؤ اور کہو ہم آپکو آپکی امت کے معاملہ میں خوش کردیں گے اور رنج نہ دینگے روایت کیا اسکو مسلم نے ف ابن عباسؓ کا قول ہے کہ آپ تو کبھی بھی خوش نہ ہونگے اگر آپکی امت میں سے ایک آدمی بھی دوزخ میں ہے (درمنثور عن الخطیب) اور اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے آپکے خوش کرنیکا تو انشاء اللہ تعالیٰ آپ کا ایک امتی بھی دوزخ میں نہ رہیگا اے مسلمانو یہ سب دولتیں اور نعمتیں جس ذات کی برکت سے نصیب ہوئیں اگر ان سے بھی محبت نہ کرو گے تو کس سے کرو گے نمبر ۱۰ حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص تھا جسکا نام عبداللہ اور لقب حمار تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو شراب نوشی میں سزا بھی دی تھی ایک دفعہ پھر لایا گیا اور سزا کا حکم ہو کر سزا دیگئی ایک شخص نے کہا اے اللہ اسپر لعنت کر اس کثرت سے اسکو لایا جاتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسپر لعنت نہ کرو۔ واللہ میرا علم یہ ہے کہ یہ خدا اور رسول سے محبت رکھتا ہے روایت کیا اسکو ابو داؤد نے ف خدا و رسول سے محبت رکھنے کی کتنی قدر فرمائی گئی کہ اتنا بڑا گناہ کرنے پر بھی اسپر لعنت کی اجازت نہیں دیگئی اے مسلمانو ایسی مفت کی دولت جسمیں نہ محنت نہ مشقت کہاں نصیب ہوتی ہے اسکو ہاتھ سے مت دینا اپنی رگ رگ میں اللہ و رسولؐ کی محبت اور عشق سما لینا اور رچا لینا (یہ حدیثیں مشکوٰۃ میں ہیں اور ایک درمنثور کی ہے جسمیں اس کا نام لکھدیا ہے)

اشرف علی عفی عنہ تھانوی

روح پنجم

(اعتقاد تقدیر و عمل توکل یعنی تقدیر پر یقین لانا اور خدا تعالیٰ پر بھروسہ کہنا)

اس اعتقاد اور اس عمل میں یہ فائدے ہیں (الف) کیسی ہی مصیبت یا پریشانی کا واقعہ ہو اس سے دل مضبوط رہیگا یہ سمجھیگا کہ اللہ تعالیٰ کو یہی منظور تھا اس کے خلاف ہو نہیں سکتا تھا اور وہ جب چاہیگا اسکو دفع کردیگا (ب) یہ بات سمجھ گیا تو اگر اس مصیبت کے دور ہونے میں دیر بھی لگے گی تو پریشان اور مایوس اور دل کمزور نہ ہوگا (ج) نیز جب یہ سمجھ گیا تو کوئی تدبیر اس مصیبت کے دفع کرنے کی ایسی نہ کریگا جس سے خدا تعالیٰ ناراض ہو یوں سمجھیگا کہ مصیبت تو بدون خدا تعالیٰ کے چاہے ہوئے دفع ہوگی نہیں پھر خدا تعالیٰ کو کیوں ناراض کیا (د) نیز اس سمجھنے کے بعد سب تدبیروں کے ساتھ یہ شخص دعا میں بھی مشغول ہوگا کیونکہ یہ سمجھے گا کہ جب اسی کے چاہنے سے یہ مصیبت ٹل سکتی ہے تو اُسی سے عرض کرنے میں نفع کی زیادہ امید ہے پھر دعائیں لگ جانے سے اللہ تعالیٰ سے علاقہ بڑھ جاوے گا جو تمام راحتوں کی جڑ ہے (ہ) نیز جب ہر کام میں یہ یقین ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ہی کے کرنے سے ہوتا ہے تو کسی کامیابی میں اپنی کسی تدبیر یا سمجھ پر اسکو ناز اور فخر اور دعویٰ نہ ہوگا حاصل ان سب فائدوں کا یہ ہوا کہ یہ شخص کامیابی میں شکر کرے گا اور ناکامی میں صبر کریگا اور یہی فائدے اس مسئلہ کے اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بطور خلاصہ بتلائے ہیں (لکیلا تاسوا علیٰ مافاتکم ولا تفرحوا بما اٰتاکم الاٰیۃ سورۂ حدید) اور اس مسئلہ کا یہ مطلب نہیں کہ تقدیر کا بہانہ کر کے شریعت کیموافق ضروری تدبیر کو بھی چھوڑ دے بلکہ یہ شخص تو کمزور تدبیر کو بھی نہ چھوڑے گا اور اس میں بھی امید رکھیگا کہ خدا تعالیٰ اس میں بھی اثر دے سکتا ہے اس لئے کبھی ہمت نہ ہاریگا۔ جیسے بعض لوگوں کو یہ غلطی ہو جاتی ہے اور دین تو بڑی چیز ہے دنیا کے ضروری کاموں میں بھی ایسی کم ہمتی کی برائی حدیث میں آئی ہے چنانچہ عوف بن مالک رضؓ نے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مقدمہ کا فیصلہ فرمایا تو ہارنے والا کہنے لگا حسبی اللہ ونعم الوکیل (مطلب یہ کہ خدا کی مرضی میری قسمت) حضورؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کم ہمتی کو ناپسند فرماتا ہے لیکن ہوشیاری سے کام لو (یعنی کوشش و تدبیر میں کمی مت کرو) پھر جب کوئی کام تمہارے قابو سے باہر ہو جائے تب کہو حسبی اللہ ونعم الوکیل (یعنی خدا کی مرضی میری قسمت) (ابوداود) یہ مضمون توضیح میں اس مسئلہ کے فائدے بتلانے اور غلطیوں سے بچانے کے لئے آگیا تھا اب وہ حدیثیں لکھی جاتی ہیں جن میں اس مسئلہ کا ذکر ہے۔

نمبر۱ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں کوئی شخص مومن نہ ہوگا جب تک کہ تقدیر پر ایمان نہ لائے اسکی بھلائی پر بھی اور اسکی برائی پر بھی یہاں تک کہ یہ یقین

کرلے کہ جو بات واقع ہوئے والی تھی وہ اس سے ہٹنے والی نہ تھی اور جو بات اس سے ہٹنے والی تھی وہ اسپر واقع ہونیوالی نہ تھی (ترمذی) **نمبر۲**۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے تھا آپ نے مجھ سے فرمایا اے لڑکے میں تجھکو چند باتیں بتلاتا ہوں اللہ تعالیٰ کا خیال رکھ وہ تیری حفاظت فرماویگا۔ اللہ تعالیٰ کا خیال رکھ تو اسکو اپنے سامنے (یعنی قریب) پاویگا جب تجھکو کچھ مانگنا ہو تو اللہ تعالیٰ سے مانگ اور جب تجھکو مدد چاہنا ہو تو اللہ تعالیٰ سے مدد چاہ اور یہ یقین کرلے کہ تمام گروہ اگر اس بات پر متفق ہو جاویں کہ تجھکو کسی بات سے نفع پہنچاویں تو تجھکو ہرگز نفع نہیں پہنچا سکتے بجز ایسی چیز کے جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے لکھدی تھی اور اگر وہ سب اس بات پر متفق ہو جاویں کہ تجھکو کسی بات سے ضرر پہنچاویں تو تجھکو ہرگز ضرر نہیں پہنچا سکتے بجز ایسی چیز کے جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے لکھدی تھی (ترمذی) **نمبر۳** حضرت ابو درداءؓ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام بندوں کی پانچ چیزوں سے فراغت فرمادی ہے اسکی عمر سے اور اسکے رزق سے اور اسکے عمل سے اور اسکے دفن ہونیکی جگہ اور یہ کہ (انجام میں) سعید ہے یا شقی ہے (احمد و بزار و کبیر و اوسط) **نمبر۴** حضرت [illegible] سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی ایسی چیز پر آگے مت بڑھ جس کی نسبت تیرا یہ خیال ہو کہ میں آگے بڑھکر اس کو حاصل کرلوں گا اگرچہ اللہ تعالیٰ نے اس کو مقدر نہ کیا ہو اور کسی ایسی چیز سے پیچھے مت ہٹ جسکی نسبت تیرا یہ خیال ہو کہ وہ میری پیچھے ہٹنے سے ٹلجاویگی اگرچہ اللہ تعالیٰ نے اسکو مقدر کردیا ہو (کبیر و اوسط) **ف** یعنی یہ دونوں گمان غلط ہیں بلکہ جو چیز مقدر نہیں وہ آگے بڑھنے سے بھی حاصل نہیں ہو سکتی اس لئے اس گمان سے آگے بڑھنا بیکار اور اسی طرح جو چیز مقدر ہے وہ ہٹنے اور بچنے سے ٹل نہیں سکتی اس لئے اس گمان سے بچنا بیکار **نمبر۵**۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے نفع کی چیز کو کوشش سے حاصل کر اور اللہ سے مدد چاہ اور ہمت مت ہار اور اگر تجھپر کوئی واقعہ پڑجائے تو یوں مت کہہ کہ اگر میں یوں کرتا تو ایسا ایسا ہو جاتا (لیکن ایسے وقت میں) یوں کہہ کہ اللہ تعالیٰ نے یہی مقدر فرمایا تھا اور جو اس کو منظور ہوا اُسنے وہی کیا (مسلم) یہاں تک کی حدیثیں جمع الفوائد سے نقل کی گئی ہیں۔ ان حدیثوں میں زیادہ تقدیر کا بیان تھا آگے وہ آیتیں اور حدیثیں ہیں جن میں زیادہ توکل کا اور کچھ کچھ تقدیر کا بیان ہے **نمبر۶**۔ ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے پھر (مشورہ لینے کے بعد) جب آپ (ایک جانب) رائے پختہ کرلیں سو خدا تعالیٰ پر اعتماد (کرکے اس کام کو کر ڈالا) کیجئے بیشک اللہ تعالیٰ ایسے اعتماد کرنے والوں سے (جو خدا تعالیٰ پر اعتماد رکھیں) محبت فرماتے ہیں (آل عمران)

ف اس سے بڑھکر کیا دولت ہوگی کہ خدا پر بھروسہ رکھنے والوں سے اللہ تعالیٰ کو محبت ہے جس شخص سے خدا تعالیٰ کو محبت ہو اسکی فلاح میں کس کو شبہ ہوسکتا ہے اور اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ توکل کے ساتھ تدبیر کا بھی حکم ہے کیونکہ مشورہ تو تدبیر ہی کے لیے ہوتا ہے البتہ تدبیر پر بھروسہ نہ کرنا چاہیئے بلکہ تدبیر کرکے بھی بھروسہ خدا ہی پر ہونا چاہیئے **نمبر۸** - ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ یہ ایسے (مخلص) لوگ ہیں کہ (بعض) لوگوں نے (جو) ان سے (آکر) کہا کہ ان لوگوں نے (یعنی کفار مکہ نے) تمہارے (مقابلہ کے) لئے (بڑا) سامان جمع کیا ہے سو تم کو ان سے اندیشہ کرنا چاہیئے تو اس (خبر) نے ان کے (جوش) ایمان کو اور زیادہ کردیا اور (نہایت استقلال سے) کہہ (کر بات کو ختم کر) دیا کہ ہم کو حق تعالیٰ (سب مہمات میں) کافی ہے اور وہی سب کام سپرد کرنے کیلئے اچھا ہے (یہی سپرد کرنا توکل ہے) پس یہ لوگ خدا تعالیٰ کے نعمت اور فضل سے (یعنی ثواب اور نفع تجارت سے) بھرے ہوئے واپس آئے کہ ان کو کوئی ناگواری ذرا پیش نہیں آئی اور وہ لوگ (اس واقعہ میں) رضائے حق کے تابع رہے (اسی کی بدولت ہر طرح کی نعمتوں سے سرفراز ہوئے) اور اللہ تعالیٰ بڑا فضل والا ہے (آل عمران) ف ان آیتوں میں ایک قصہ کی طرف اشارہ ہے جس میں صحابہ کو دنیا اور دین دونوں کا فائدہ ہوا اللہ تعالیٰ یہ بتلاتا ہے کہ یہ دونوں دولتیں توکل کی بدولت ملیں **نمبر۹** - فرمایا اللہ تعالیٰ نے آپ فرما دیجئے کہ ہم پر کوئی حادثہ نہیں پڑسکتا مگر وہی جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے مقدر فرمایا ہے وہ ہمارا مالک ہے (پس) مالک حقیقی جو تجویز کرے بندہ کو اسپر راضی رہنا واجب ہے اور (ہماری کیا تخصیص ہے) اللہ کے تو سب مسلمانوں کو اپنے سب کام سپرد رکھنے چاہیئں (دوسری بات یہ فرما دیجئے) کہ ہمارے لئے جیسی اچھی حالت بہتر ہے ایسے ہی سختی کی حالت بھی باعتبار انجام کے بہتر ہے کہ اسمیں درجات بڑھتے ہیں اور گناہ معاف ہوتے ہیں پس) تم تو ہمارے حق میں دو بہتریوں میں سے ایک بہتری ہی کے منتظر رہتے ہو (توبہ)

ف اس سے ثابت ہوا کہ توکل کا اثر یہ ہے کہ اگر کوئی ناگواری بھی پیش آوے تو اس سے بھی پریشانی نہیں ہوتی بلکہ اس کو بھی بہتری ہی سمجھتے ہیں اگر دنیا میں بھی اسکا ظہور نہ ہو تو آخرت میں ضرور ہوگا جو ہمارا اصلی گھر ہے اور وہی بھلائی ہمیشہ کام آنیوالی ہے **نمبر۹** - فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور موسیٰ (علیہ السلام) نے (جب بنی اسرائیل کو فرعون کے ظلم سے خوف میں دیکھا تو ان سے) فرمایا کہ اے میری قوم اگر تم (سچے دل سے) اللہ پر ایمان رکھتے ہو تو (سوچ بچار مت کرو بلکہ) اسپر توکل کرو اگر تم (اسکی) اطاعت کرنیوالے ہو انھوں نے (جواب میں) عرض کیا کہ ہم نے اللہ ہی پر توکل کیا

(یعنی اسکے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ) اے ہمارے پروردگار ہم کو ان ظالم لوگوں کا تختۂ مشق نہ بنا اور ہم کو اپنی رحمت کا صدقہ ان کافر لوگوں سے نجات دے (یعنی جب تک ہم پر ان کی حکومت مقدر ہے ظلم نہ کرنے پاویں اور پھر انکی حکومت ہی کے دائرہ سے نکال دیجئے) (یونس) ف اس سے معلوم ہوا کہ توکل کے ساتھ دعا زیادہ مفید ہوتی ہے نمبر ۱۰۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو شخص اللہ تعالیٰ پر توکل کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے کام بنانے کیلئے کافی ہے (اور یہ کام بنانا عام ہے ظاہراً بھی ہو یا صرف باطناً) ف دیکھئے توکل پر کیسا عجیب وعدہ فرمایا ہے اور اصلاح باطناً۔ اسوقت تو معلوم نہیں ہوتی مگر بہت جلد سمجھ میں آجاتی ہے نمبر ۱۱۔ حضرت سعدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی کی سعادت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے جو اسکے لئے مقدر فرمایا اسپر راضی رہے اور آدمی کی محرومی یہ ہے کہ خدا تعالیٰ سے خیر مانگنا چھوڑ دے اور یہ بھی آدمی کی محرومی ہے کہ خدا تعالیٰ نے جو اسکے لئے مقدر فرمایا اس سے ناراض ہو (احمد و ترمذی) نمبر ۱۲۔ حضرت عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کا دل (تعلقات کے) ہر میدان میں شاخ شاخ رہتا ہے سو جسنے اپنے دل کو ہر شاخ کے پیچھے ڈال دیا اللہ تعالیٰ پروا بھی نہیں کرتا خواہ وہ کسی میدان میں ہلاک ہو جاوے اور جو شخص اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہے اللہ تعالیٰ سب شاخوں میں اسکے لئے کافی ہو جاتا ہے (ابن ماجہ) ف یعنی اسکو پریشانی اور مشکلیں نہیں ہوتیں۔ یہ دو حدیثیں مشکوٰۃ میں ہیں نمبر ۱۳۔ حضرت عمران بن حصینؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص (اپنے دل سے) اللہ تعالیٰ ہی کا ہو رہے اللہ تعالیٰ اسکی سب ذمہ داریوں کی کفایت فرماتا ہے اور اسکو ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے کہ اسکا گمان بھی نہیں ہوتا اور جو شخص دنیا کا ہو رہے اللہ تعالیٰ اس کو اس دنیا ہی کے حوالہ کر دیتا ہے (ابو الشیخ) یہ حدیث ترغیب ترہیب میں ہے نمبر ۱۴۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی کو فرمایا کہ اونٹ کو باندھکر توکل کر (ترمذی) ف۔ یعنی توکل میں تدبیر کی ممانعت نہیں ہاتھ سے تدبیر کرے دل سے اللہ پر توکل کرے اور اس تدبیر پر بھروسہ نہ کرے نمبر ۱۵۔ ابو خزامہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ دوا اور جھاڑ پھونک کیا تقدیر کو ٹالدیتی ہے آپنے فرمایا یہ بھی تقدیر ہی میں داخل ہے (ترمذی و ابن ماجہ) ف یعنی یہ بھی تقدیر میں ہے کہ فلاں دوا یا جھاڑ پھونک سے نفع ہو جاویگا یہ حدیث تخریج عراقی میں ہے نتیجہ مسلمانوں۔ ان آیتوں اور حدیثوں سے سبق لو کیسی ہی دشواری پیش آوے دل تھوڑا مت کرو اور دین میں کچے مت بنو خدا تعالیٰ مدد کریگا فقط کتبہ محمد اشرف علی تھانہ بھون۔

روح ششم دعا مانگنا

یعنی جس چیز کی ضرورت ہو خواہ وہ دنیا کا کام ہو یا دین کا اور خواہ اس میں اپنی بھی کوشش کرنا پڑے اور خواہ اپنی کوشش اور قابو سے باہر ہو سب خدا تعالیٰ سے مانگا کرے لیکن اتنا خیال ضروری ہے کہ وہ گناہ کی بات نہ ہو۔ اسمیں سب باتیں آ گئیں جیسے کوئی کھیتی یا سوداگری کرتا ہی تو محنت و سامان بھی کرنا چاہیئے مگر خدا تعالیٰ سے دعا بھی مانگنا چاہیئے کہ یا اللہ اسمیں برکت فرما اور نقصان سے بچا یا کوئی دشمن ستاوے خواہ دنیا کا دشمن خواہ دین کا دشمن تو اس سے بچنے کی تدبیر بھی کرنا چاہیئے خواہ وہ تدبیر اپنے قابو کی ہو خواہ حاکم سے مدد لینا پڑے مگر اس تدبیر کے ساتھ خدا تعالیٰ سے بھی دعا مانگنا چاہیئے کہ اے اللہ اس دشمن کو زیر کر دے یا مثلاً کوئی بیمار ہو تو دوا دارو بھی کرنا چاہیئے مگر خدا تعالےٰ سے دعا بھی مانگنا چاہیئے کہ اے اللہ اس بیماری کو کھو دے یا اپنے پاس کچھ مال ہی تو اس کی حفاظت کا سامان بھی کرنا چاہیئے جیسے مضبوط مکان میں مضبوط قفل لگا کر رکھنا یا گھر والوں کے یا نوکروں کے ذریعے سے اس کا پہرہ دینا دیکھ بھال رکھنا مگر اس کے ساتھ خدا تعالیٰ سے دعا بھی مانگنا چاہیئے کہ اے اللہ اس کو چوروں سے محفوظ رکھ یا مثلاً کوئی مقدمہ کر رکھا ہی یا اس پر کسی نے کر رکھا ہے تو اسکی پیروی بھی کرنا چاہیئے وکیل اور گواہوں کا انتظام بھی کرنا چاہیئے مگر اسکے ساتھ خدا تعالیٰ سے دعا ہی کرنا چاہیئے کہ اے اللہ اس مقدمہ میں مجھکو فتح دے اور ظالم کے شر سے مجھکو بچا یا قرآن اور علم دین حاصل کر رہا ہے تو اس میں جی لگا کر پابندی سے محنت بھی کرنا چاہی مگر اس کے ساتھ دعا بھی کرنا چاہیئے کہ اے اللہ اس کو آسان کر دے اور میرے ذہن میں اسکو جما دے یا نماز روزہ وغیرہ شروع کیا ہے یا بزرگوں کے بتلانے سے اور عبادتوں میں لگ گیا ہے تو سستی اور نفس کے حیلہ بہانے کا مقابلہ کر کے ہمت کے ساتھ اسکو نباہنا چاہیئے مگر دعا بھی کرتا رہے کہ اے اللہ میری مدد کر اور مجھکو اس کی ہمیشہ توفیق دے اور اسکو قبول فرما یہ نمونہ کے طور پر چند مثالیں لکھ دی ہیں ہر کام اور ہر مصیبت میں اسی طرح جو اپنے کرنے کی تدبیر ہو وہ بھی کرے اور سب تدبیروں کے ساتھ اللہ تعالےٰ سے خوب عاجزی اور توجہ کے ساتھ عرض بھی کرتا رہے اور جس کام میں تدبیر کا کچھ دخل نہیں اس میں تو تمام کوشش دعا ہی میں خرچ کرنا ضروری ہے جیسے بارش کا ہونا یا اولاد کا زندہ رہنا یا کسی بیماری کا علاج بیماری سے اچھا ہونا یا نفس و شیطان کا بہکانا یا وبا اور طاعون سے محفوظ رہنا یا قابو یافتہ ظالموں کے شر سے بچنا ان کاموں

کا بنانے والا تو بجز خدا تعالیٰ کے کوئی برائے نام بھی نہیں اس لئے تدبیر کے کاموں میں جتنا حصہ تدبیر کا ہے ان بے تدبیر کے کاموں میں وہ حصہ تدبیر کا بھی دعا ہی میں خرچ کرنا چاہئیے غرض تدبیر کے کاموں میں تو کچھ تدبیر اور کچھ دعا ہے اور بے تدبیر کے کاموں میں تدبیر کی جگہ بھی دعا ہی ہے تو اسمیں زیادہ دعا ہوئی اور دعا فقط اس کا نام نہیں کہ دو چار باتیں یاد کریں اور نمازوں کے بعد انکو صرف زبان سے آموختہ کیطرح پڑھ دیا سو یہ دعا نہیں ہے محض دعا کی نقل ہے دعا کی حقیقت اللہ تعالیٰ کے دربار میں درخواست پیش کرنا ہے سو جس طرح عالم کے یہاں درخواست دیتے ہیں کم سے کم دعا اس طرح تو کرنا چاہیئے کہ درخواست دینے کے وقت آنکھیں بھی اسی طرف لگی ہوتی ہیں دل بھی ہمہ تن ادھر ہی ہوتا ہے صورت بھی عاجزوں کی سی بناتے ہیں اگر زبانی کچھ عرض کرنا ہوتا ہے تو کیسے ادب سے گفتگو کرتے ہیں اور اپنی عرضی منظور ہونیکے لئے پورا زور لگاتے ہیں اور اسکا یقین دلانے کی پوری کوشش کرتے ہیں کہ ہم کو آپ سے پوری امید ہے کہ ہماری درخواست پر پوری توجہ فرمائی جاویگی پھر بھی اگر عرضی کے موافق حکم نہ ہوا اور حاکم عرضی دینے والے کے سامنے افسوس ظاہر کرے کہ تمہاری مرضی کے موافق تمہارا کام نہ ہوا تو یہ شخص فوراً یہ جواب دیتا ہے کہ حضور مجھکو کوئی رنج یا شکایت نہیں ہے اس معاملہ میں قانون ہی سے جان نہ تھی یا میری پیروی میں کمی رہگئی تھی حضور نے کچھ کمی نہیں فرمائی اور اگر اس حاجت کی آیندہ بھی ضرورت ہو تو کہتا ہے کہ مجھکو نا امیدی نہیں پھر عرض کرتا رہونگا اور اصلی بات تو یہ ہے کہ مجھکو حضور کی مہربانی کام ہونے سے زیادہ پیاری چیز ہے کام تو خاص وقت یا محدود درجہ کی چیز ہے حضور کی مہربانی تو عمر بھر کی اور غیر محدود درجہ کی دولت اور نعمت ہے تو اے مسلمانو دل میں سوچو کیا تم دعا مانگنے کے وقت اور دعا مانگنے کے بعد جب اس کا کوئی ظہور نہ ہو خدا تعالیٰ کے ساتھ ایسا ہی برتاؤ کرتے ہو سوچو اور شرماؤ جب یہ برتاؤ نہیں کرتے تو اپنی دعا کو دعا یعنی درخواست کس منہ سے کہتے ہو تو واقع میں کمی تمہاری ہی طرف سے ہے جس سے وہ دعا درخواست نہ رہی اور اس طرف سے تو اتنی رعایت ہے کہ درخواست دینے کا وقت بھی معین نہیں فرمایا وقت بے وقت جب چاہو عرض معروض کرلو نمازوں کے بعد کا وقت انہی نے ٹھہرا رکھا ہے البتہ وہ وقت دوسرے وقتوں سے زیادہ برکت کا ...

[illegible]

تو اس حقیقت کے موافق دعا مانگو پھر دیکھو کیسی برکت ہوتی ہے اور برکت کا یہ مطلب نہیں کہ جو مانگو گے وہی ملجاوے گا کبھی تو وہی چیز ملجاتی ہے جیسے کوئی آخرت کی چیز مانگے کیونکہ وہ بندہ کے لئے بھلائی ہی بھلائی ہے البتہ اسمیں ایمان اور اطاعت شرط ہے کیونکہ وہاں کی چیزیں قانوناً اسی شخص کو مل سکتی ہیں اور کبھی وہ چیز مانگی ہوئی نہیں ملتی جیسے کوئی دنیا کی چیز مانگے کیونکہ وہ بندہ کے لئے کبھی بھلائی ہے کبھی برائی جب اللہ تعالےٰ کے نزدیک بھلائی ہوتی ہے اس کو ملجاتی ہے اور جب برائی ہوتی ہے تو نہیں ملتی۔ جیسے باپ بچہ کو پیسہ مانگنے پر کبھی دیدیتا ہے اور کبھی نہیں دیتا جب وہ دیکھتا ہے کہ یہ اس سے ایسی چیز خرید کر کھاویگا جس سے حکیم نے منع کر رکھا ہے تو برکت کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ مانگی ہوئی چیز ملجاوے بلکہ برکت کا مطلب یہ ہے کہ دعا کرنے سے حق تعالےٰ کی توجہ بندہ کی طرف ہو جاتی ہے اگر وہ چیز بھی کسی مصلحت سے نہ ملے تو دعا کی برکت سے بندہ کے دل میں تسلی اور قوت پیدا ہو جاتی ہے اور پریشانی اور کمزوری جاتی رہتی ہے اور یہ اثر حق تعالےٰ کی خاص توجہ کا ہوتا ہے جو دعا کرنے سے بندہ کی طرف حق تعالےٰ کو ہو جاتی ہے۔

اور یہی توجہ خاص اجابت کا وہ یقینی درجہ ہے جس کا وعدہ حق تعالیٰ کی طرف سے دعا کرنیوالے کیلئے ہوا ہے اور اس حاجت کا عطا فرما دینا یہ اجابت کا دوسرا درجہ[عہ] ہے جس کا وعدہ بلا شرط نہیں بلکہ اس شرط سے ہے کہ بندہ کی مصلحت کے خلاف نہ ہو اور یہی توجہ خاص ہے جس کے سامنے بڑی سے بڑی حاجت اور دولت کوئی چیز نہیں اور یہی توجہ خاص بندہ کی اصل پونجی ہے جس سے دنیا میں بھی اس کو حقیقی اور دائمی راحت نصیب ہوتی ہے اور آخرت میں بھی غیر محدود اور ابدی نعمت و حلاوت نصیب ہوگی تو دعا میں اس برکت کے ہوتے ہوئے دعا کرنے والے کو خسارہ اور محرومی کا اندیشہ کرنے کی کب گنجائش ہے۔

اب دو چار حدیثیں دعا کی فضیلت اور آداب میں لکھتا ہوں ۔ (۱) حضرت ابو ہریرہ سے

عہ جیسے کوئی طبیب سے درخواست کرے کہ میرا علاج مسہل سے کر دیجئے تو اصل منظوری تو علاج شروع کر دینا ہو گو مسہل نہ دے اور دوسری منظوری مسہل دینا ہے اس میں یہ شرط ہے کہ مصلحت بھی سمجھے ۱۲

روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندہ کی دعا قبول ہوتی ہے تاوقتیکہ کسی گناہ یا رشتہ داروں کیساتھ بدسلوکی کی دعا نکرے جبتک کہ جلدی نہ مچاوے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ جلدی مچانے کا کیا مطلب ہے آپنے فرمایا جلدی مچانا یہ ہے کہ یوں کہنے لگے کہ مینے بار بار دعا کی مگر قبول ہوتی ہوئی نہیں دیکھتا سو دعا کرنے سے تھک جاوے اور دعا کرنا چھوڑدے (مسلم) ف اسمیں تاکید ہے اس بات کی کہ گو قبول نہ ہو مگر برابر کئے جاوے اسکے متعلق اوپر بیان آچکا ہے ع۲ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا تعالی کے نزدیک دعا سے بڑھکر کوئی چیز قدر کی نہیں (ترمذی و ابن ماجہ) ع۳ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دعا ہر چیز کو کام دیتی ہے ایسی بلا سے بھی جو کہ نازل ہو چکی ہو اور ایسی بلا سے بھی جو کہ ابھی نازل نہیں ہوئی سو اے بندگانِ خدا دعا کو پلے باندھو (ترمذی و احمد) ع۴ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ تعالی سے دعا نہیں کرتا اللہ تعالی اسپر غصہ کرتا ہے (ترمذی) ف البتہ جسکو اسکی دھن اور دھیان سے فرصت نہ ہو وہ اسمیں داخل نہیں ع۵ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اللہ تعالے سے ایسی حالت میں دعا کیا کرو کہ تم قبولیت کا یقین رکھا کرو اور یہ جان رکھو کہ اللہ تعالے غفلت بھرے دل سے دعا قبول نہیں کرتا (ترمذی) ف تو دعا خوب توجہ[عہ] سے کرنا چاہیئے اور اجابت کے جو دو درجے اوپر بیان کئے ہیں وہی قبولیت کے بھی ہیں کیونکہ دونوں ایک ہی چیز ہیں اور ایک درجہ اس کا عام ہے جو اگلی حدیث میں آتا ہے ع۶ حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی ایسا مسلمان نہیں جو کوئی دعا کرے جسمیں گناہ اور قطع رحم نہ ہو مگر اللہ تعالی اس دعا کے سبب اسکو تین چیزوں میں سے ایک ضرور دیتا ہے یا تو فی الحال وہی مانگی ہوئی چیز دیتا ہے اور یا اسکو آخرت کیلئے ذخیرہ کر دیتا ہے اور یا کوئی ایسی ہی برائی اس سے ہٹا دیتا ہے صحابہؓ نے عرض کیا کہ اس حالت میں تو ہم خوب کثرت سے دعا کیا کریں گے آپ نے فرمایا خدا کے یہاں اس سے بھی زیادہ (عطا کی) کثرت ہے (احمد) ف خلاصہ یہ کہ کوئی دعا خالی نہیں جاتی ع۷ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے ہر شخص کو اپنے رب سے سب حاجتیں مانگنا چاہئیں (اور ثابت کی روایت میں ہے کہ) یہاں تک کہ اس سے نمک بھی مانگے اور جوتی کا تسمہ ٹوٹ جاوے وہ بھی اسی سے مانگے (ترمذی) ف یعنے یہ خیال نہ کرے کہ ایسی حقیر چیز اتنے بڑے سے کیا مانگیں ان کے نزدیک تو بڑی چیز بھی چھوٹی ہے۔ فقط

محمد اشرف علی عفی عنہ

[عہ] یعنی توجہ خاص جو موجود ہے اور خاص وہی چیز ملجانا جو غیر موعود ہے ۱۲

روح ہفتم نیک لوگوں کے پاس بیٹھنا

تاکہ انسے اچھی باتیں سنیں اُن سے اچھی خصلتیں سیکھیں اور جو نیک لوگ گذر گئے ہیں انکے اچھے حالات کی کتابیں پڑھکر یا پڑھوا کر ان کے حالات معلوم کرنا کہ یہ بھی ایسا ہی ہے جیسے گویا انکے پاس ہی بیٹھکر انسے باتیں سنیں اور انسے اچھی خصلتیں سیکھ لیں ف چونکہ انسان کے اندر اللہ تعالیٰ نے یہ خاصیت رکھی ہے کہ دوسرے انسان کے خیالات اور حالات سے بہت جلد اور بہت قوت کیساتھ اور بدون کسی خاص کوشش کے اثر قبول کر لیتا ہے اچھا اثر بھی اور بُرا اثر بھی اسلئے اچھی صحبت بہت ہی بڑے فائدہ کی چیز ہے اور اسیطرح بری صحبت بڑی نقصان کی چیز ہے اور اچھی صحبت ایسے شخص کی صحبت ہے جس کو ضرورت کیموافق دین کی باتوں کی واقفیت بھی ہو اور جس کے عقیدے بھی اچھے ہوں شرک بدعت اور دنیا کی رسموں سے بچتا ہو اعمال بھی اچھے ہوں نماز روزہ اور ضروری عبادتوں کا پابند ہو معاملات بھی اچھے ہوں لین دین صاف ہو حلال حرام کی احتیاط ہو اخلاق ظاہری بھی اچھے ہوں مزاج میں عاجزی ہو کسی کو بیوجہ تکلیف نہ دیتا ہو غریبوں حاجتمندوں کو ذلیل نہ سمجھتا ہو اخلاق باطنی بھی اچھے ہوں خدا تعالیٰ کی محبت اور اسکا خوف دل میں رکھتا ہو دنیا کا لالچ دل میں نہ رکھتا ہو دین کے مقابلہ میں مال اور راحت اور آبرو کی پروا نہ رکھتا ہو آخرت کی زندگی کے سامنے دنیا کی زندگی کو عزیز نہ رکھتا ہو ہر حال میں صبر و شکر کرتا ہو جس شخص میں یہ باتیں پائی جاویں اس کی صحبت اکسیر ہے اور ہر شخص کو ان باتوں کی پوری پہچان ہو سکے اسکے لئے یہ پہچان ہے کہ اپنے زمانہ کے نیک لوگ جن کو اکثر مسلمان عام طور پر نیک سمجھتے ہوں ایسے نیک لوگ جس شخص کو اچھا کہتے ہوں اور دس پانچ بار اس کے پاس بیٹھنے سے بری باتوں سے دل ہٹنے لگے اور نیک باتوں کی طرف دل جھکنے لگے بس تم اسکو اچھا سمجھو اور اس کی صحبت اختیار کرو اور جس شخص میں بری باتیں پائی جاویں بدون کسی سخت مجبوری کے اس کے میل جول مت کرو کہ اس سے دین تو بالکل تباہ ہو جاتا ہے اور بعض دفعہ دنیا کا بھی نقصان ہو جاتا ہے کبھی تو جان کا کہ کسی تکلیف یا پریشانی کا سامنا ہو جاتا ہے اور کبھی مال کا کہ بری جگہ خرچ ہو گیا یا دھوکہ میں آ کر کسی کو دیدیا خواہ محبت کی جوش میں آ کر مفت دیدیا خواہ قرض کے طور پر دیا مگر پھر وصول نہ ہوا اور کبھی آبرو کا کہ بروں کے ساتھ یہ بھی رسوا و بدنام ہوا اور جس شخص میں نہ اچھی علامتیں معلوم ہوں اور نہ بری علامتیں اسپر گمان تو نیک رکھو مگر اسکی صحبت مت اختیار کرو۔ غرض تجربہ سے نیک صحبت کو دین کے سنورنے میں اور دل کے مضبوط ہونے میں بڑا دخل ہے اور اسی طرح صحبت بد کو دین کے بگڑنے میں اور دل کے کمزور ہونے میں اب چند آیتیں اور حدیثیں صحبت نیک کی ترغیب میں و صحبت بد کی مذمت میں لکھی جاتی ہیں

نمبر۱۔ ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے ایمان والو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جو لوگ (دین کے) سچے ہیں ان کے ساتھ رہو (ف ساتھ رہنے میں ظاہری صحبت بھی آگئی اور انکی راہ پر چلنا بھی آگیا (سورۂ توبہ) نمبر۲۔ ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور (اے مخاطب) جب تو ان لوگوں کو دیکھے جو ہماری آیات (اور احکام) میں عیب جوئی کر رہے ہیں تو ان لوگوں (کے پاس بیٹھنے) سے کنارہ کش ہو جا یہاں تک کہ وہ کوئی اور بات میں لگجاویں اور اگر تجھکو شیطان بھلا دے (یعنی ایسی مجلس میں بیٹھنے کی ممانعت یاد نہ رہے) تو (جب یاد آجاوے) یاد آنیکے بعد پھر ایسے ظالم لوگوں کے پاس مت بیٹھ (بلکہ فوراً اٹھ کھڑا ہو اور اس سے ایک آیت کے بعد ارشاد ہے) اور (کچھ مجلس تکذیب کی تخصیص نہیں بلکہ) ایسے لوگوں سے کنارہ کش رہ جنہوں نے اپنے (اس) دین کو (جسکا ماننا انکے ذمہ فرض تھا یعنی اسلام کو) لہو و لعب بنا رکھا ہے الخ (سورۂ انعام) نمبر۳۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ عرض کیا گیا یا رسول اللہ ہم جن لوگوں کے پاس بیٹھتے ہیں ان میں سب سے اچھا کون شخص ہے (کہ اسی کے پاس بیٹھا کریں) آپ نے ارشاد فرمایا ایسا شخص پاس بیٹھنے کیلئے سب سے اچھا ہے کہ جسکا دیکھنا تم کو اللہ تعالیٰ کی یاد دلاوے اور اُسکا بولنا تمہارے علم (دین) میں ترقی دے اور اسکا عمل تم کو آخرت کی یاد دلاوے (ابو یعلی) ف میں نے جو اوپر نیک شخص کی علامتیں بیان کی ہیں اس حدیث میں انہیں سے بعضی بڑی علامتیں مذکور ہیں نمبر۴۔ حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اور یہ بھی احتمال ہے کہ شاید حضرت ابو امامہؓ کا قول ہو تب بھی حدیث ہی کے حکم میں ہے) کہ حضرت لقمانؑ نے اپنے بیٹے سے فرمایا اے بیٹا تو علماء کے پاس بیٹھنے کو اپنے ذمہ لازم رکھنا اور اہل حکمت کی باتوں کو سنتے رہنا (حکمت دین کی باریک باتوں کو کہتے ہیں جیسی سچے درویش کیا کرتے ہیں) کیونکہ اللہ تعالیٰ مردہ دلکو نور حکمت سے اسطرح زندہ کر دیتے ہیں جیسے مردہ زمین کو موسلا دھار پانی سے زندہ کر دیتے ہیں (طبرانی فی الکبیر) نمبر۵۔ حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میری محبت ایسے لوگوں کیلئے واجب (یعنی ضروری الثبوت) ہو گئی جو میرے ہی علاقہ کی وجہ سے آپس میں محبت رکھتے ہیں اور جو میرے ہی علاقہ سے ایک دوسرے کے پاس بیٹھتے ہیں الخ (مالک و ابن حبان) ف یہ جو فرمایا میرے علاقہ سے مطلب یہ ہے کہ محض دین کیواسطے نمبر۶۔ حضرت ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نیک ہمنشین اور بد ہمنشین کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص مشک لئے ہوئے ہو (یہ مثال ہے نیک صحبت کی) اور ایک شخص بھٹی کو دھونک رہا ہو (یہ مثال ہے بد صحبت کی) سو وہ مشک والا یا تو تجھکو دیدیگا اور یا اگر نہیں دیا تم اس سے خرید لوگے اور یا اگر خرید بھی نہ کیا تو تجھکو خوشبو ہی پہونچ جاویگی اور بھٹی کا دھونکنے والا یا تو تیرے کپڑوں کو جلا دیگا (اگر کوئی چنگاری آپڑی) اور یا اگر اس سے بچ بھی گیا تو اسکی گندی بو ہی تجھکو پہونچ جاویگی (بخاری و مسلم) ف یعنی نیک صحبت سے اگر کامل نفع نہ ہوا تب بھی کچھ تو ضرور ہو جاویگا اور بد صحبت سے اگر کامل ضرر نہ ہوا تب بھی کچھ تو ضرر ہو ہی جاویگا یہ حدیثیں ترغیب

سے لیگئی ہیں نمبر۲ حضرت ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ فرماتے تھے
کسی کی صحبت اختیار مت کرو بجز ایمان والے کے (ترمذی و ابوداود و دارمی) ف اسکے دو معنی ہو سکتے ہیں
ایک یہ کہ کافر کی صحبت میں مت بیٹھو دوسرا یہ کہ جسکا ایمان کامل ہو اسکے پاس مت بیٹھو پس پورا فائدہ صحبت
ہی جو مومن ہو خصوص جو مومن کامل ہو یعنی دین کا پورا پابند ہو۔ نمبر۳ حضرت ابو رزینؓ سے روایت ہے کہ ان سے رسول
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمکو ایسی بات نہ بتلاؤں جو اس دین کا (اصل) مدار ہے جس سے تم دنیا و آخرت
کی بھلائی حاصل کر سکتے ہو ایک تو اہل ذکر کی مجالس کو مضبوط پکڑو اور دوسری جب تنہا ہوا کرو جہاں تک
ممکن ہو ذکر اللہ کیساتھ زبان کو متحرک رکھو (اور تیسرے) اللہ ہی کیلیے محبت رکھو اور اللہ ہی کیلیے بغض
رکھو (بیہقی فی شعب الایمان) ف یہ بات تجربہ سے بھی معلوم ہوتی ہے کہ صحبت نیک جڑ ہے تمام دین کی
دین کی حقیقت دین کی حلاوت دین کی قوت کے جتنے ذریعے ہیں سب سے بڑھکر ذریعہ ان چیزوں کا صحبت نیک ہے
نمبر۴ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا تو آپؐ نے فرمایا کہ جنت میں
یاقوت کے ستون ہیں جن پر زبرجد کے بالاخانے قائم ہیں ان میں کھلے ہوئے دروازے ہیں جو ایسے چمکدار ستارہ کیطرح چمکتے
ہیں لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ان بالاخانوں میں کون رہیگا آپؐ نے فرمایا جو لوگ اللہ کیلیے (یعنی دین کیلیے)
آپس میں محبت رکھتے ہیں اور جو لوگ اللہ کیلیے ایک دوسرے کے پاس بیٹھتے ہیں اور جو لوگ اللہ کیلیے آپس میں ملاقات
کرتے ہیں (بیہقی فی شعب الایمان) یہ سب حدیثیں مشکوٰۃ سے لیگئی ہیں نمبر۵ حضرت سمرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مشرکین کیساتھ نہ سکونت کرو اور نہ انکے ساتھ یکجائی کرو (یعنی انکی مجلس میں
مت بیٹھو) جو شخص انکے ساتھ سکونت کریگا یا یکجائی کریگا وہ ان ہی میں سے ہے (ترمذی) یہ حدیث جمع الفوائد
سے لیگئی ہے ان سب تینوں حدیثوں کا مدعا ایک جزو کا ثابت ہونا ظاہر ہے یعنی نیک لوگوں کے پاس رہنا تاکہ ان کی
اچھی باتیں سنیں اور انکی اچھی خصلتیں سیکھیں اب جزو کا دوسرا حصہ رہ گیا یعنی جو نیک لوگ گذر گئے ہیں کتابوں سے
ان کے اچھے حالات معلوم کرنا کہ اس سے بھی ویسے ہی فائدے حاصل ہوتے ہیں جیسے انکے پاس بیٹھنے سے آگے اسی حصہ
جزو کا بیان کرتے ہیں نمبر۱ ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور پیغمبروں کے قصوں میں سے ہم یہ سارے (مذکورہ) قصے (یعنی
حضرت نوح علیہ السلام کا قصہ و حضرت ہود علیہ السلام کا اور حضرت صالح علیہ السلام کا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام
کا اور حضرت لوط علیہ السلام کا اور حضرت شعیب علیہ السلام کا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ سب قصے) آپ سے بیان
کرتے ہیں جن کے ذریعہ سے ہم آپ کے دل کو تقویت دیتے ہیں (سورۂ ہود) ف یہ ایک
فائدہ ہے نیکوں کے قصوں کے بیان کرنے کا کہ ان سے دل کو مضبوطی اور تسلی ہوتی ہے کہ
جیسے وہ حق پر مضبوط رہے ہم کو بھی مضبوط رہنا چاہیئے اور جس طرح اس مضبوطی کی برکت سے

خدا تعالیٰ نے انکی مدد فرمائی اسی طرح اس مضبوطی پر ہماری بھی مدد ہوگی جس کو اللہ تعالےٰ نے دوسری آیت میں فرمایا ہے کہ ہم اپنے پیغمبروں کی اور ایمان والوں کی (یہاں) دنیاوی زندگانی میں بھی مدد کرتے ہیں اور (وہاں) اس روز بھی (مدد کرینگے) جسمیں گواہی دینے والے (فرشتے) کھڑے ہوں گے (مراد اس سے قیامت کا دن ہے سورۂ مومن) اور وہاں کی مدد تو ظاہر ہے کہ حکم ماننے والے ظاہر میں بھی کامیاب ہونگے اور بے حکمی کرنیوالے ناکام ہونگے اور یہاں کی مدد کبھی تو اسی طرح کی ہوتی ہے اور کبھی دوسری طرح ہوتی ہے وہ اس طرح کہ اول بحکموں کو حکم ماننے والوں پر غلبہ ہوگیا مگر من جانب اللہ کسی وقت ان سے بدلا ضرور لیا گیا چنانچہ تاریخ بھی اسکی گواہ ہے (تفسیر ابن کثیر) اور ان قصوں سے یوں بھی تسلی ہوتی ہے کہ جیسے دین پر مضبوط رہنے پر آخرت میں وہ بڑھے رہیں گے جسکی خبر کئی قصوں کے بعد اس ارشاد میں دیگئی ہے بیشک نیک انجامی متقیوں ہی کے لئے ہے (سورۂ ہود) اسی طرح ہمیشہ کی اس بڑھے رہنے کا وعدہ ہے چنانچہ ارشاد ہے کہ جو لوگ متقی ہیں ان کافروں سے اعلیٰ درجہ (کیحالت) میں ہونگے (سورۂ بقرہ) **نمبر۱۲** حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جو شخص (ہمیشہ کیلئے) کوئی طریقہ اختیار کرنیوالا ہو اسکو چاہیئے کہ ان لوگوں کا طریقہ اختیار کرے جو گزر چکے ہیں کیونکہ زندہ آدمی پر تو بچل جانیکا بھی شبہ ہے اسلئے زندہ آدمی کا طریقہ اسیوقت تک اختیار کیا جاسکتا ہے جبتک وہ راہ پر رہے) یہ لوگ (جنکا ہمیشہ کیلئے طریقہ لیا جاسکتا ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ ہیں (اور اس حدیث کے آخر میں ہے کہ) جہانتک ہوسکے انکے اخلاق و عادات کو سند بناؤ (رزین) (جمع الفوائد) ف اور ظاہر ہے کہ صحابہؓ کے اخلاق و عادات کا اختیار کرنا تب ہی ممکن ہے جب انکے واقعات معلوم ہوں تو ایسی کتابوں کا پڑھنا سننا ضروری ٹھہرا **نمبر۱۳** جسطرح قرآن مجید میں حضرات انبیا و علما و اولیا کے قصے بمصلحت انکی پیروی کرنیکے مذکور ہیں جو اس ارشاد میں مذکور ہے فبھدٰھم اقتدہ اسی طرح حدیثوں میں بھی ان مقبولین کے قصے بکثرت مذکور ہیں چنانچہ حدیث کی اکثر کتابوں میں کتاب القصص ایک مستقل حصہ قرار دیا گیا ہے اس سے بھی ایسے قصوں کا مفید اور قابل اشتغال ہونا ثابت ہوتا ہے اسی وجہ سے بزرگوں نے ہمیشہ ایسے قصوں کی کتابیں لکھنے کا اہتمام رکھا ہے اب میں ایسی چند کتابوں کے نام بتلاتا ہوں کہ انکو پڑھا کریں یا سنا کریں اگر سنانیوالا عالم ملجاوے تو سبحان اللہ ورنہ جو ملجاوے (۱) تاریخ حبیب اِلٰہ (۲) نشر الطیب (۳) مغازی الرسول (۴) قصص الانبیاء (۵) مجموعہ فتوح الشام والمصر والعجم (۶) فتوح العراق (۷) فتوحات بھنسا (۸) فردوس آسیہ (۹) حکایات الصالحین (۱۰) تذکرۃ الاولیا (۱۱) انوار الحسنین (۱۲) نزہۃ البساتین (۱۳) امداد المشتاق (۱۴) نیک بیبیاں (نوٹ) انمیں ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ میں بعض مضامین اور ۱۴ کا حصہ ملفوظات عام لوگوں کی سمجھ میں شاید نہ آویں وہ ان سے اپنا ذہن خالی رکھیں۔

اشرف علی عفی عنہ تھانوی

روح ہفتم جو شعر ذیل کا مصداق ہے۔ فتوح فی فتوح فی فتوح ٭ و روح فوق روح فوق روح ٭ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و عادات کو اپنے دل میں جمانا جس سے آپ کی محبت بڑھے اور جس سے ان عادات کو اختیار کرنے کا بھی شوق ہو۔ اب چند آیتیں اور حدیثیں اس باب کی لکھتا ہوں۔ **نمبر۱۔** فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور بیشک آپ اخلاق (حسنہ) کے اعلیٰ پیمانہ پر ہیں (سورۂ نون) **نمبر۲۔** فرمایا اللہ تعالیٰ نے (اے لوگو) تمہارے پاس ایک ایسے پیغمبر تشریف لائے ہیں جو تمہاری جنس (بشر) سے ہیں جن کو تمہاری (ہر) مضرت کی بات نہایت گراں گذرتی ہے جو تمہاری منفعت کے بڑے خواہشمند رہتے ہیں (بالخصوص) ایمانداروں کیساتھ (تو) بڑے ہی شفیق (اور) مہربان ہیں (سورۂ توبہ) **(نمبر۳)** فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس بات سے نبی کو ناگواری ہوتی ہے سو وہ تمہارا لحاظ کرتے ہیں (اور زبان سے نہیں فرماتے کہ اٹھ کر چلے جاؤ) اور اللہ تعالیٰ صاف بات کہنے سے (کسی کا) لحاظ نہیں کرتا (سورۂ احزاب) **ف** کیا انتہا ہے آپکی مروت کا کہ اپنے غلاموں کو بھی یہ فرماتے ہوئے شرماتے تھے کہ اپنے کاموں میں لگو اور یہ لحاظ اپنے ذاتی معاملات میں تھا اور احکام کی تبلیغ میں نہ تھا یہ آیتیں تھیں آگے حدیثیں ہیں **(نمبر۱)** حضرت انس سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دس برس خدمت کی آپنے کبھی مجھکو اُف بھی نہیں کہا اور نہ کبھی فرمایا کہ فلانا کام کیوں کیا اور فلانا کام کیوں نہیں کیا (بخاری و مسلم) **ف** ہر وقت کے خادم کو دس برس کے عرصہ تک ہوں ہاں نہ فرمانا یہ معمولی بات نہیں کیا اتنے عرصہ تک کوئی بات بھی خلاف مزاج لطیف نہ ہوئی ہوگی (**نمبر۲**) انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بڑھکر خوش خلق تھے آپنے مجھکو ایک دن کسی کام کے لئے بھیجا میں نے کہا میں تو نہیں جاتا اور دل میں یہ تھا کہ جہاں حکم دیا ہے وہاں جاؤں گا (یہ بچپن کا اثر تھا) میں وہاں سے چلا تو بازار میں چند کھیلنے والے لڑکوں پر گذرا چانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے سے (آکر) میری گردن پکڑ لی میں نے آپ کو دیکھا تو آپ ہنس رہے تھے آپ نے فرمایا انس تم وہاں گئے جہاں میں نے کہا تھا جا رہے ہو میں نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ میں جاتا ہوں (مسلم) (**نمبر۳**) انہی سے روایت ہے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہا تھا اور آپکے بدن مبارک پر ایک نجران کا بنا ہوا موٹی کنی کا چادرہ تھا آپکو ایک بدوی ملا اور اس نے آپ کو چادرہ پکڑ کر بڑی زور سے کھینچا اور آپ اسکے سینہ کے قریب جا پہونچے پھر کہا اے محمد میرے لئے بھی اللہ کے اس مال میں سے دینے کا حکم دو جو تمہارے پاس ہے آپ نے اسکی طرف التفات فرمایا پھر ہنسے پھر اسکے لئے عطا فرمانے کا حکم دیا (بخاری و مسلم) (**نمبر۴**) حضرت جابر سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی کوئی چیز نہیں مانگی گئی جسپر آپ نے یہ فرمایا ہو کہ نہیں دیتا (اگر ہوا دیدیا ورنہ اسوقت)

معذرت اور دوسرے وقت کے لئے وعدہ فرمالیا) (بخاری ومسلم) (نمبر۵) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بکریاں مانگیں جو (آپ ہی کی تھیں اور) دو پہاڑوں کے درمیان پھر رہی تھیں آپ نے اسکو سب دیدیں وہ اپنی قوم میں آیا اور کہنے لگا اے قوم مسلمان ہو جاؤ واللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خوب دیتے ہیں کہ خالی ہاتھ رہ جانے سے بھی اندیشہ نہیں کرتے (مسلم) (نمبر۶) جبیر بن مطعمؓ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہے تھے جب کہ آپ مقام حنین سے واپس ہو رہے تھے آپ کو بدوی لوگ لپٹ گئے اور آپ سے مانگ رہے تھے یہاں تک کہ آپ کو ایک ببول کے درخت سے اڑا دیا اور آپ کا چادرہ بھی چھین لیا آپ کھڑے ہوگئے اور فرمایا میرا چادرہ تو دیدو اگر میرے پاس ان درختوں کی گنتی کے برابر بھی اونٹ ہوتے تو میں سب تم میں تقسیم کر دیتا پھر تم مجھکو نہ بخیل پاؤ گے نہ جھوٹا نہ تھوڑے دل کا (بخاری) (نمبر۷) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کی نماز پڑھ چکتے مدینہ (والوں) کے غلام اپنے برتن لاتے جنمیں پانی ہوتا تھا سو جو برتن بھی پیش کرتے آپ (برکت کیلئے) اسمیں اپنا دست مبارک ڈالدیتے بعضا وقات سردی کی صبح ہوتی تب بھی اپنا دست مبارک اسمیں ڈالدیتے (مسلم) (نمبر۸) ان ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سخت مزاج نہ تھے اور نہ کوسنا دینے والے تھے کوئی بات عتاب کی ہوتی تو یوں فرماتے فلانے شخص کو کیا ہوگیا اسکی پیشانی کو خاک لگجاوے (جس میں کوئی تکلیف ہی نہیں خصوص اگر سجدہ میں لگ جاوے تب تو یہ دعا ہے نمازی ہونیکی اور نماز میں خاصیت ہے بری باتوں سے روکنے کی تو یہ اصلاح کی دعا ہوئی) (بخاری) (نمبر۹) حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسقدر شرمگین تھے کہ کنواری لڑکی جیسے اپنے پردہ میں ہوتی ہے اس سے بھی زیادہ سو جب کوئی بات ناگوار دیکھتے تھے تو (شرم کے سبب زبان سے نہ فرماتے مگر) ہملوگ اسکا اثر آپ کے چہرہ مبارک میں دیکھتے تھے (بخاری ومسلم) (نمبر۱۰) اسودؒ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر کے اندر کیا کام کیا کرتے تھے انھوں نے کہا کہ اپنے گھر والوں کے کام میں لگے رہتے تھے (جس کی کچھ مثالیں اگلی حدیث میں آتی ہیں) (بخاری) (نمبر۱۱) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا جوتا گانٹھ لیتے تھے اور اپنا کپڑا سی لیتے تھے اور اپنے گھر میں ایسے ہی کام کر لیتے تھے جس طرح تم میں معمولی آدمی اپنے گھر میں کام کر لیتا ہے اور حضرت عائشہؓ نے یہ بھی کہا کہ آپ منجملہ بشر کے ایک بشر تھے (گھر کے اندر مخدوم اور ممتاز ہو کر نہ رہتے تھے) اپنے کپڑے میں جوئیں دیکھ لیتے تھے (کہ شاید کسی کی چڑھ گئی ہو کیونکہ آپ سے پاک تھے) اور اپنی بکری کا دودھ نکال لیتے تھے (یہ مثالیں ہیں گھر کے کام کی کیونکہ رواج تھا

یہ کام گھر والوں کے کرنے کے ہوتے ہیں) اور اپنا (ذاتی) کام بھی کر لیتے تھے (ترمذی) (نمبر ۱۲) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی چیز کو اپنے ہاتھ سے کبھی نہیں مارا اور نہ کسی عورت کو نہ کسی خادم کو ہاں راہ خدا میں جہاد اس سے مستثنیٰ ہے (مراد وہ مارنا ہے جیسے غصہ کے جوش میں عادت ہے) اور آپکو کبھی کوئی تکلیف نہیں پہنچائی گئی جسمیں آپ نے اس تکلیف پہنچانیوالے سے انتقام لیا ہو البتہ اگر کوئی شخص اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں میں سے کسی چیز کا ارتکاب کرتا تو اسوقت آپ اللہ کے لئے اس سے انتقام لیتے تھے (مسلم) (نمبر ۱۳) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ میں آٹھ برس کا تھا اسوقت آپکی خدمت میں آ گیا تھا اور دس برس تک میں نے آپکی خدمت کی میرے ہاتھوں کوئی نقصان بھی ہو گیا تو آپ نے کبھی ملامت نہیں کی اگر آپ کے گھر والوں میں سے کسی نے ملامت بھی کی تو آپ فرماتے جانے دو اگر کوئی (دوسری بات) مقدر ہوتی تو وہی ہوتی (مصابیح بلفظہ و بیہقی مع تغیر یسیر) (نمبر ۱۴) حضرت انسؓ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حال بیان کرتے تھے کہ آپ مریض کی بیمار پرسی فرماتے تھے اور جنازہ کے ساتھ جاتے تھے (ابن ماجہ و بیہقی) (نمبر ۱۵) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی شخص سے مصافحہ فرماتے تو آپ اپنا ہاتھ اُسکے ہاتھ میں سے خود نہ نکالتے تھے یہاں تک کہ وہی اپنا ہاتھ نکال لیتا تھا اور نہ اپنا منہ اسکے منہ کی طرف سے پھیرتے تھے یہاں تک کہ وہی اپنا منہ آپکی طرف سے پھیر لیتا تھا اور آپ کبھی اپنے پاس بیٹھنے والے کے سامنے اپنے زانو کو بڑھائے ہوئے نہیں دیکھے گئے (بلکہ صف میں سب کے برابر بیٹھتے تھے ایک مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ زانو سے مراد پاؤں ہو یعنی آپ کسی کی طرف پاؤں نہ پھیلاتے تھے (ترمذی) (نمبر ۱۶ و نمبر ۱۷) شمائل ترمذی باب تواضع و باب خلق میں دو لمبی حدیثیں ہیں انمیں سے بعضے جملے نقل کرتا ہوں حضرت حسینؓ اپنے والد حضرت علیؓ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے مکان میں تشریف لیجاتے تو مکان میں رہنے کے وقت کو تین حصوں پر تقسیم فرماتے ایک حصہ اللہ عز و جل (کی عبادت) کیلئے اور ایک حصہ اپنے گھر والوں کے (حقوق ادا کرنے کے) لئے اور ایک حصہ اپنی ذات خاص کیلئے پھر اپنے خاص حصہ کو اپنے اور لوگوں کے درمیان اسطرح پر تقسیم فرماتے کہ اس حصہ (کی برکات) کو اپنے خاص اصحاب کے ذریعہ سے عام لوگوں تک پہنچاتے (یعنی اس حصہ میں خاص حضرات کو استفادہ کیلئے اجازت تھی پھر وہ عام لوگوں تک ان علوم کو پہنچاتے) اور اس مذکورہ حصہ میں آپکی عادت یہ تھی کہ اہل فضل (یعنی اہل علم و عمل) کو (حاضری کی) اجازت دینے میں دوسروں پر ترجیح دیتے تھے اور اسوقت کو انکے بقدر انکی دینی فضیلت کے تقسیم کرتے تھے کیونکہ کسیکو ایک ضرورت ہوتی کسیکو دو ضرورتیں ہوتیں کسیکو کئی ضرورتیں ہوتیں آپ (اسی نسبت سے) انکیساتھ مشغول ہوتے اور انکو بھی ایسے کام میں مشغول رکھتے جسمیں انکی اور امت کی مصلحت ہو جیسے مسئلہ پوچھنا اور مناسب حالات کی اطلاع دینا اور آپکے سب طالب بنکر آتے تھے اور (علاوہ علمی فوائد کے) کچھ کھا پیکر واپس جاتے اور دین کے ہادی بنکر نکلتے (یہ رنگ تھا مجلس خاص کا) پھر میں نے اپنے باپ سے آپکی باہر تشریف لانیکی بابت پوچھا (انھوں نے اس کی تفصیل بیان کی جسکو میں نہیں کی دوسری حدیث سے نقل کرتا ہوں) حضرت علیؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ہروقت کشادہ رو رہتے نرم مزاج تھے آپکے سامنے لوگ آپس میں جھگڑتے نہ تھے اور جب آپکے روبرو کوئی بات کرتا اس کے
فارغ ہونے تک آپ خاموش رہتے اور آپ پردیسی آدمی کی گفتگو اور سوال میں بے تمیزی کرنے پر تحمل فرماتے تھے اور کسی کی
بات نہیں کاٹتے تھے یہانتک کہ وہ حد سے بڑھنے لگتا تب اسکو کاٹ دیتے خواہ منع فرما کر یا اٹھ کر چلے جانے سے (یہ رنگ تھا
مجلس عام کا) یہ برتاؤ تو اپنے تعلق والوں سے تھا اور مخالفین کیساتھ جو برتاؤ تھا اسکا بھی کچھ بیان کرتا ہوں (قصہ ۱۸ حضرت
ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ کسی موقع پر آپ سے) عرض کیا گیا یا رسول اللہ مشرکین پر بددعا کیجئے آپنے فرمایا میں کوسنے والا کر کے
نہیں بھیجا گیا ہوں صرف رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں (مسلم) ف اسلئے آپکی عادت دشمنوں کیلئے بھی دعائے خیر ہی کرنے کی
تھی اور کبھی کبھار اپنے مالک حقیقی سے فریاد کے طور پر کچھ کہدینا کہ انکی شرارت سے آپکی حفاظت فرمائے اور یہ بات ہے (قصہ ۱۹ حضرت
عائشہؓ سے ایک لمبا قصہ طائف کا منقول ہے جسمیں آپکو کفار کیساتھ اسقدر اذیت پہونچی جس کو آپنے جنگ احد کی تکلیف سے
بھی زیادہ سخت فرمایا ہے اسمیں جبرئیل علیہ السلام نے آپکو پہاڑوں کے فرشتے سے ملایا اور اسنے آپ کو سلام کیا اور عرض کیا
اے محمد میں پہاڑوں کا فرشتہ ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھکو آپکے پاس بھیجا ہے تاکہ آپ مجھکو حکم دیں اگر آپ چاہیں تو میں دونوں پہاڑوں
کو ان لوگوں پر ملا دوں (جسمیں یہ سب پس جاویں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں بلکہ میں امید کرتا ہوں کہ شاید
اللہ تعالیٰ انکی نسل سے ایسے لوگ پیدا کریگا جو صرف اللہ ہی کی عبادت کریں اور اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں
(بخاری ومسلم) ف دیکھئے اگر اسوقت ہاتھ سے بدلا لینے کا موقع نہ تھا تو زبان سے کہنا تو آسان تھا خصوصاً جب آپکو یہ بھی
یقین دلا دیا گیا کہ زبان ہلاتے ہی سب تہس نہس کر دیئے جاوینگے مگر آپنے پھر بھی شفقت ہی سے کام لیا یہ برتاؤ ان مخالفین سے
تھا جو آپکے مدمقابل تھے بعضے مخالفین آپکی رعایا تھے جنپر باضابطہ بھی قدرت تھی انکے ساتھ بھی برتاؤ سنئے (قصہ ۲۰
حضرت علیؓ سے ایک قصہ منقول ہے جسمیں کسی یہودی کا جو کہ مسلمانوں کی رعیت ہوکر مدینہ میں آباد تھے حضور صلی اللہ علیہ
وسلم کے ذمہ کچھ قرض تھا اور اسنے ایک بار آپ کو اسقدر تنگ کیا کہ ظہر سے اگلے دن صبح تک آپ کو مسجد سے گھر بھی نہیں
جانے دیا اور لوگوں کے دھمکانے پر آپنے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھکو معاہد وغیر معاہد پر ظلم کرنے سے منع فرمایا ہے اسی قصہ
میں ہے کہ جب دن چڑھا تو یہودی نے کہا اشہد ان لا الٰہ الا اللہ واشہد انک رسول اللہ اور یہ بھی کہا کہ میں نے
تو یہ سب اسلئے کیا تھا کہ آپکی صفت جو توراۃ میں ہے کہ محمد عبد اللہ کے بیٹے ہیں انکی پیدائش مکہ میں ہے اور ہجرت کا مقام
مدینہ ہے اور سلطنت شام میں ہوگی (چنانچہ بعد میں ہوئی) اور آپ سخت خو ہیں نہ درشت مزاج ہیں نہ بازاروں میں
شور وغل کرنیوالے ہیں اور نہ بیحیائی کا کام نہ بیحیائی کی بات آپکی وضع ہے مجکو امتحان دیکھنا تھا (کہ دیکھوں آپ
وہی ہیں یا نہیں سو دیکھ لیا آپ ہی ہیں) اشہد ان لا الٰہ الا اللہ واشہد انک رسول اللہ (بیہقی) یہ مجموعہ
حدیثوں کا ہے جسمیں شمائل کا نام ہے باقی سب حدیثیں مشکوٰۃ کی ہیں مشوق اگر ان ہی تھوڑی سی حدیثوں کو روزانہ
مرہ ایک ہی بار پڑھ لیا کرو یا سن لیا کرو تو پھر دیکھو گے تم کیسی جلدی کیسے اچھے ہو جاؤ گے کتبہ اشرف علی

روح نہم بھائی مسلمانونکے حقوق کا خاص خیال رکھکر ادا کرنا

آیت فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ ایمان والے (سب آپس میں ایک دوسرے کے) بھائی بھائی ہیں (آگے فرماتے ہیں کہ) اے ایمان والو نہ تو مردوں کو مردوں پر ہنسنا چاہیئے (آگے ارشاد ہے) ورنہ عورتوں کو عورتوں پر ہنسنا چاہیئے (یعنی جس سے دوسرے کی تحقیر ہو آگے فرماتے ہیں) اور نہ ایک دوسرے کو طعنہ دو اور نہ ایک دوسرے کو برے لقب سے پکارو (آگے فرماتے ہیں کہ) اے ایمان والو بہت سے گمانوں سے بچا کرو کیونکہ بعضے گمان گناہ ہوتے ہیں اور (کسی کے عیب کا) سراغ مت لگایا کرو اور کوئی کسی کی غیبت بھی نہ کیا کرے احادیث (۱) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مسلمان کو (بلاوجہ) برا بھلا کہنا بڑا گناہ ہے اور اس سے (بلاوجہ) لڑنا (قریب) کفر (کے) ہے (بخاری و مسلم) (۲) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب کوئی شخص (لوگوں کے عیوب پر نظر کرکے اور اپنے کو عیوب سے بری سمجھکر بطور شکایت کے) یوں کہے کہ لوگ برباد ہوگئے تو یہ شخص سب سے زیادہ برباد ہونے والا ہے (کہ مسلمانوں کو حقیر سمجھتا ہے) (مسلم) (۳) حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے چغل خور (قانوناً بدون سزا) جنت میں نہ جاویگا (بخاری و مسلم) (۴) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز سب سے بدتر (حالت میں) اس شخص کو پاؤگے جو دورویہ ہو یعنی جو ایسا ہو کہ انکے منہ پر ان جیسا انکے منہ پر ان جیسا (بخاری و مسلم) (۵) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم جانتے ہو غیبت کیا چیز ہے صحابہؓ نے عرض کیا کہ اللہ اور اسکا رسول خوب جانتے ہیں آپ نے فرمایا (غیبت یہ ہے کہ) اپنے بھائی (مسلمان) کا ایسے طور پر ذکر کرنا کہ (اگر اسکو خبر ہو تو) اسکو ناگوار ہو عرض کیا گیا کہ یہ بتلایئے کہ اگر میرے (اس) بھائی میں وہ بات ہو جو میں کہتا ہوں (یعنی اگر میں سچی برائی کرتا ہوں) آپ نے فرمایا اگر اسمیں وہ بات ہے جو تو کہتا ہے تب ہی تو تو نے اس کی غیبت کی اور اگر وہ بات نہیں ہے جو تو کہتا ہے تو تو نے اسپر بہتان باندھا (مسلم) (۶) سفیان بن اسد حضرمی سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ بہت بڑی خیانت کی بات ہے کہ تو اپنے بھائی (مسلمان) کو کوئی ایسی بات کہے کہ وہ اسمیں تجھکو سچا سمجھ رہا ہے اور تو اسمیں جھوٹ کہہ رہا ہے (ابوداؤد) (۷) حضرت معاذؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے بھائی (مسلمان) کو کسی گناہ سے عار دلاوے اسکو موت نہ آویگی جب تک کہ خود اس گناہ کو نہ کریگا (یعنی عار دلانیکا یہ بال ہے اگر کسی خاص وجہ سے ظاہر کرنا ہے اور خیرخواہی سے نصیحت کرنیکا کچھ ڈر نہیں) (ترمذی) (۸) حضرت واثلہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے بھائی (مسلمان) کی (کسی دنیوی یا دینی بری) حالت پر خوشی مت ظاہر کر کبھی اللہ تعالیٰ اسپر رحمت فرماوے اور تجھکو مبتلا کردے (ترمذی) (۹) عبدالرحمن بن

غنمؓ اور اسماء بنت یزیدؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندگان خدا میں سب سے بدتر وہ لوگ ہیں جو چغلیاں پہونچاتے ہیں اور دوستوں میں جدائی ڈلوادیتے ہیں الخ (احمد و بیہقی) (ع۱۰) حضرت ابن عباسؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپنے فرمایا کہ اپنے بھائی (مسلمان) سے نہ (خواہ مخواہ) بحث کیا کرو اور نہ اس سے (ایسی) دل لگی کرو (جو اسکو ناگوار ہو) اور نہ اس سے کوئی ایسا وعدہ کرو جسکو تو پورا نہ کرے (ترمذی) ف البتہ اگر کسی عذر کے سبب پورا نہ کرسکے تو معذور ہے چنانچہ زید بن ارقمؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ کوئی شخص اپنے بھائی سے وعدہ کرے اور اسوقت پورا کرنیکی نیت تھی مگر پورا نہیں کرسکا اور (اگر آنے کا وعدہ تھا تو) وقت پر نہ آسکا (اسکا یہی مطلب ہے کہ کسی عذر کے سبب ایسا ہوگیا) تو اسپر گناہ نہ ہوگا (ابوداؤد و ترمذی) (ع۱۱) عیاض بن حمار مجاشعیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھپر وحی فرمائی ہے کہ سب آدمی تواضع اختیار کرو یہاں تک کہ کوئی کسی پر فخر نہ کرے اور کوئی کسی پر زیادتی نہ کرے (کیونکہ فخر اور ظلم تکبر ہی سے ہوتا ہے) (مسلم) (ع۱۲) حضرت جریر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر رحم نہیں فرماتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا (بخاری و مسلم) (ع۱۳) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بیوہ اور غریب ہونیکے کاموں میں سعی کرے وہ (ثواب میں) اس شخص کے مثل ہے جو جہاد میں سعی کرے (بخاری و مسلم) (ع۱۴) حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اور وہ شخص جو کسی یتیم کو اپنے ذمہ رکھے خواہ وہ یتیم اسکا (کچھہ لگتا) ہو اور خواہ غیر کا ہو ہم دونوں جنت میں اس طرح ہونگے اور آپنے شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی سے اشارہ فرمایا اور دونوں میں تھوڑا سا فرق بھی کردیا (کیونکہ نبی اور غیر نبی میں فرق تو ضروری ہے مگر حضور کیساتھہ جنت میں رہنا کیا تھوڑی بات ہے (بخاری) (ع۱۵) نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مسلمانوں کو باہمی ہمدردی اور باہمی محبت اور باہمی شفقت میں ایسا دیکھوگے جیسے (جاندار) بدن ہوتا ہے کہ جب اسکے ایک عضو میں تکلیف ہوتی ہے تو تمام بدن بدخوابی اور بیماری میں اس کا ساتھ دیتا ہے (بخاری و مسلم) (ع۱۶) حضرت ابو موسیٰؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب آپکے پاس کوئی سائل یا کوئی صاحب حاجت آتا تو آپ (صحابہ سے) فرماتے کہ تم سفارش کردیا کرو تمکو ثواب ملیگا اور اللہ تعالیٰ اپنے رسول کی زبان پر جو چاہے حکم دیدے (یعنی میری زبان سے وہی نکلیگا جو اللہ تعالیٰ کو دلوانا ہوگا مگر تمکو مفت کا ثواب ملجاویگا اور یہ اسوقت ہے کہ جس سے سفارش کیجاوے اسکو گرانی نہ ہو جیسا یہاں حضور نے خود فرمایا) (بخاری و مسلم) (ع۱۷) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ اپنے بھائی (مسلمان) کی مدد کر خواہ وہ ظالم ہو خواہ مظلوم ہو ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ مظلوم ہونیکی حالت میں تو مدد کردوں مگر ظالم ہونیکی حالت میں کیسے مدد کروں آپنے فرمایا اسکو ظلم سے روکدے یہی تمہاری مدد کرنا ہے اس ظالم کی (بخاری و مسلم) (ع۱۸) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے نہ اسپر ظلم کرے اور نہ کسی مصیبت میں اس کا
ساتھ چھوڑدے اور جو شخص اپنے بھائی کی حاجت میں رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت میں رہتا ہے اور جو
شخص کسی مسلمان کی کوئی سختی دور کرتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کی سختیوں میں سے اسکی سختی دور کریگا اور جو شخص
کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسکی پردہ پوشی کریگا (بخاری و مسلم) (۱۹) حضرت ابوہریرہؓ
سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں یہ فرمایا آدمی کیلئے یہ شر کافی ہے کہ اپنے بھائی مسلمان
کو حقیر سمجھے (یعنی اگر کسی میں یہ بات ہو اور کوئی شر کی بات نہ ہو تب بھی اسمیں شر کی کمی نہیں) مسلمان کی ساری
چیزیں دوسرے مسلمان پر حرام ہیں اسکی جان اور اسکا مال اور اسکی آبرو (یعنی نہ اسکی جان کو تکلیف دینا
جائز نہ اسکے مال کا نقصان کرنا اور نہ اسکی آبرو کو کوئی صدمہ پہونچانا مثلاً اسکا عیب کھولنا اسکی غیبت کرنا
وغیرہ) (مسلم) (۲۰) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم اس ذات کی جسکے قبضہ میں
میری جان ہے کوئی بندہ (پورا) ایماندار نہیں ہوتا یہانتک کہ اپنے بھائی (مسلمان) کیلئے وہی بات پسند کرے جو اپنے
لئے پسند کرتا ہے (بخاری و مسلم) (۲۱) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ شخص جنت
میں نہ جاویگا جسکا پڑوسی اسکے خطرات سے مطمئن نہ ہو (یعنی اس سے اندیشہ ضرر کا لگا رہے) (مسلم) (۲۲) حضرت ابن عباسؓ
سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص ہماری جماعت سے خارج ہے جو ہمارے کم عمر پر رحم نہ کرے اور
ہمارے بڑی عمر والیکی عزت نہ کرے اور نیک کام کی نصیحت نہ کرے اور بری کام سے منع نکرے (کیونکہ یہ بھی مسلمان کا
حق ہے کہ موقع پر اسکو دین کی باتیں بتلادیا کرے مگر نرمی اور تہذیب سے) (ترمذی) (۲۳) حضرت انسؓ سے روایت
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسکے سامنے اسکے مسلمان بھائی کی غیبت ہوتی ہو اور وہ اسکی
حمایت پر قادر ہو اور اسکی حمایت کرے تو اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اسکی حمایت فرماویگا اور اگر اسکی حمایت
نہ کی حالانکہ اسکی حمایت پر قادر تھا تو دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ اسپر گرفت فرماویگا (شرح سنہ) (۲۴) عقبہ بن
عامرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص (کسیکا) کوئی عیب دیکھے پھر اسکو چھپالے (یعنی دوسروں
سے ظاہر نکرے) تو وہ (ثواب میں) ایسا ہوگا جیسے کسی نے زندہ درگور لڑکی کی جان بچالی (کہ قبر سے اس کو زندہ نکال لیا)
(احمد و ترمذی) (۲۵) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں ایک شخص
اپنے بھائی کا آئینہ ہے پس اگر اس (اپنے بھائی) میں کوئی گندی بات دیکھے تو اس سے (اسطرح) دور کردے (جیسے آئینہ
داغ دھبہ چہرہ کا اسطرح صاف کردیتا ہے کہ صرف عیب والے پر توجہ ظاہر کردیتا ہے اور کسی پر ظاہر نہیں کرتا اسی طرح
اس شخص کو چاہیے کہ اسکے عیب کی خفیہ طور پر اصلاح کردے فضیحت نکرے) (ترمذی) (۲۶) حضرت عائشہؓ سے
روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں کو انکے مرتبہ پر رکھو (یعنی ہر شخص سے اسکے مرتبہ کے

موافق برتاؤ کرو سبکو ایک لکڑی مت ہانکو) (ابوداؤد) (۲۷) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے وہ شخص (پورا) ایماندار نہیں جو خود اپنا پیٹ بھر لے اور اسکا پڑوسی اسکی برابر میں بھوکا رہے (بیہقی) (۲۸) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن الفت (اور لگاؤ) کا محل (اور خزانہ) ہے اور اس شخص میں خیر نہیں جو کسی سے نہ خود الفت رکھے ورنہ اس سے کوئی الفت رکھے (یعنی سب سے روکھا اور الگ ہے کسی سے میل ہی نہ ہو باقی دین کی حفاظت کے لئے کسی سے تعلق نہ رکھنا یا کم رکھنا وہ اس سے مستثنےٰ ہے) (احمد و بیہقی) (۲۹) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص میری امت میں سے کسی کی حاجت پوری کرے صرف اس نیت سے کہ اسکو مسرور (اور خوش) کرے سو اس شخص نے مجھکو مسرور کیا اور جسنے مجھکو مسرور کیا اسنے اللہ تعالیٰ کو مسرور کیا اور جسنے اللہ تعالیٰ کو مسرور کیا اللہ تعالیٰ اسکو جنت میں داخل فرماویگا (بیہقی) (۳۰) نیز حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی پریشان حال آدمی کی امداد کرے اللہ تعالیٰ اسکے لئے تہتر مغفرت لکھیگا جنمیں ایک مغفرت تو اسکے تمام کاموں کی اصلاح کیلئے (کافی) ہے اور بہتر مغفرت قیامت کے دن اسکے لئے درجات ہو جاوینگی (بیہقی) (۳۱) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسوقت کوئی مسلمان اپنے بھائی کی بیمار پرسی کرتا ہے یا ویسے ہی ملاقات کیلئے جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تو بھی پاکیزہ ہے اور تیرا چلنا بھی پاکیزہ ہے تونے جنت میں اپنا مقام بنا لیا ہے (ترمذی) (۳۲) حضرت ابوایوب انصاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی شخص کیلئے یہ بات حلال نہیں کہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق کرے اسطرح سے کہ دونوں ملیں اور یہ ادہر کو منہ پھیر لے اور وہ ادہر کو منہ پھیر لے اور ان دونوں میں اچھا وہ شخص ہے جو پہلے سلام کرے (بخاری و مسلم) (۳۳) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے کو بدگمانی سے بچاؤ کہ گمان سب سے جھوٹی بات ہے اور کسی کی مخفی حالت کی کرید مت کرو نہ اچھی حالت کی نہ بری حالت کی اور نہ دھوکہ دینے کو کسی چیز کے دام بڑھاؤ اور نہ آپسمیں حسد کرو نہ بغض رکھو اور نہ پیٹھ پیچھے غیبت کرو اور اے اللہ کے بندو سب بھائی بھائی ہو کر رہو اور ایک روایت میں ہے نہ ایکدوسرے پر رشک کرو (بخاری و مسلم) (۳۴) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کے حقوق مسلمان پر چھ ہیں (اسوقت انہی چھ کے ذکر کا موقع تھا) عرض کیا گیا یا رسول اللہ وہ کیا ہیں آپنے فرمایا جب اس سے ملنا ہو اسکو سلام کرو اور جب وہ تجھکو بلاوے قبول کرلو اور جب تجھسے خیرخواہی چاہے اسکی خیرخواہی کرو اور جب چھینک لے اور الحمد للہ کہے تو یرحمک اللہ کہو اور جب بیمار ہو جاوے اسکی عیادت کرو اور جب مر جاوے اسکے جنازہ کیساتھ جاؤ (مسلم) (۳۵) حضرت صدیق اکبرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص ملعون ہے جو کسی مسلمان کو ضرر پہونچاوے یا اسکے ساتھ فریب کرے (ترمذی) (یہ سب حدیثیں مشکوٰۃ میں ہیں) یہ تو عام مسلمانوں کے کثیر الوقوع حقوق ہیں اور خاص اسباب سے اور خاص حالات سے خاص حقوق بھی ہیں جن کو میں نے بقدر ضرورت رسالہ حقوق الاسلام میں لکھدیا ہے سب کے ادا کی خوب کوشش رکھو کیونکہ اسمیں بہت بے پروائی ہو رہی ہے اللہ تعالیٰ توفیق بخشے۔

کتبہ اشرف علی

روح دہم

(یعنی اپنی جان کے حقوق ادا کرنا) جسکی وجہ یہ ہے کہ ہماری جان بھی اللہ تعالیٰ کی ملک ہے جو ہمکو بطور امانت کے دے رکھی ہو اسلئے اس کے حکم کے موافق اسکی حفاظت ہمارے ذمہ ہے اور اسکی حفاظت ایک یہ ہے کہ اسکی صحت کی حفاظت کرے دوسرے اسکی قوت کی حفاظت کرے تیسرے اسکی جمعیت کی حفاظت کرے یعنی اپنے اختیار سے ایسا کوئی کام نہ کرے جسمیں جان میں پریشانی پیدا ہو جاوے کیونکہ ان چیزوں میں خلل آجانے سے دین کے کاموں کی ہمت نہیں رہتی نیز دوسرے حاجتمندوں کی خدمت اور امداد نہیں کرسکتا نیز کبھی کبھی ناشکری اور بیصبری سے ایمان کھو بیٹھتا ہے اس بارہ میں چند آیتیں اور حدیثیں لکھی جاتی ہیں (۱) اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قول نعمتوں کے شمار میں ارشاد فرمایا جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی مجھکو شفا دیتا ہے (شعراء) ف اس سے صحت کا مطلوب ہونا صاف معلوم ہوتا ہے (۲) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور ان (دشمنوں) کے لئے جسقدر تم سے ہو سکے قوت تیار رکھو (انفال) ف اسمیں قوت کی حفاظت کا صاف حکم ہے مسلم میں عقبہ بن عامرؓ کی روایت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکی تفسیر تیر اندازی کے ساتھ منقول ہے اور اسکو قوت اس لئے فرمایا کہ اس سے دین اور دل میں بھی مضبوطی ہوتی ہے اور اسمیں دوڑنا بھاگنا جو پڑتا ہے تو بدن میں بھی مضبوطی ہوتی ہے اور یہ اس زمانہ کا ہتھیار تھا اس زمانہ میں جو ہتھیار ہیں وہ تیر کے حکم میں ہیں اور اس مضمون کا بقیہ حدیث ۱۳ کے ذیل میں آئیگا (۳) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور (مال کو) بے موقع مت اڑانا ف مال کی تنگی سے جان میں پریشانی ہوتی ہے اس پریشانی سے بچنے کا حکم دیا گیا اور جن امور سے اس سے بھی زیادہ پریشانی ہو جاوے ان سے بچنے کا تو اور زیادہ حکم ہوگا اس سے جمعیت کا مطلوب ہونا معلوم ہوا آگے حدیثیں ہیں (۱) عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (شب بیداری اور نفل روزہ میں زیادتی کی ممانعت میں) فرمایا کہ تمہارے بدن کا بھی تمپر حق ہے اور تمہاری آنکھ کا بھی تمپر حق ہے (بخاری و مسلم) ف مطلب یہ کہ زیادہ محنت کرنے سے اور زیادہ جاگنے سے صحت خراب ہو جائے گی اور آنکھیں آشوب کر آئیں گی (۲) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ دو نعمتیں ایسی ہیں کہ ان کے بارہ میں کثرت سے لوگ ٹوٹے میں رہتے ہیں (یعنی ان سے کام نہیں لیتے جس سے دینی نفع ہو) ایک صحت، دوسری بیفکری (بخاری) ف اس سے صحت اور بیفکری کا ایسی نعمت ہونا معلوم ہوا کہ ان سے دین میں مدد ملتی ہے اور بیفکری اسوقت ہوتی ہے کہ کافی مال پاس ہو اور کوئی پریشانی بھی نہ ہو تو اس سے افلاس اور پریشانی سے بچے رہنے کی کوشش کرنیکا مطلوب ہونا بھی معلوم ہوا (۳) عمرو بن میمون اودیؒ سے روایت ہے

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا پانچ چیزوں (کے آنے) سے پہلے غنیمت سمجھو (اور ان کو دین کے کاموں کا ذریعہ بنالو) جوانی کو بڑھاپے سے پہلے (غنیمت سمجھو) اور صحت کو بیماری سے پہلے اور مالداری کو افلاس سے پہلے اور بےفکری کو پریشانی سے پہلے اور زندگی کو مرنے سے پہلے (ترمذی) ف معلوم ہوا کہ جوانی میں جو صحت و قوت ہوتی ہے وہ اور بےفکری اور مالی گنجائش بڑی نعمتیں ہیں (۴) عبید اللہ ابن محصن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص تم میں اس حالت میں صبح کرے کہ اپنی جان میں (پریشانی سے) امن میں ہو اور اپنے بدن میں (بیماری سے) عافیت میں ہو اور اسکے پاس اس دن کے کھانے کو ہو (جس سے بےفکری کا اندیشہ نہ ہو) تو یوں سمجھو کہ اس کے لئے ساری دنیا سمیٹ کر دیدی گئی (ترمذی) ف اس سے بھی صحت اور امن و عافیت کا مطلوب ہونا معلوم ہوا (۵) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص حلال دنیا کو اسلئے طلب کرے کہ مانگنے سے بچا رہے اور اپنے اہل و عیال کے (ادائے حقوق کیلئے) کمایا کرے اور اپنے پڑوسی پر توجہ رکھے تو اللہ تعالیٰ سے قیامت کے دن ایسی حالت میں ملیگا کہ اسکا چہرہ چودھویں رات کے چاند جیسا ہوگا الخ (بیہقی و ابو نعیم) ف معلوم ہوا کہ کسب مال بقدر ضرورت دین بچانے کیلئے اور ادائے حقوق کیلئے بڑی فضیلت ہے اس سے جمعیت کا مطلوب ہونا معلوم ہوا (۶) حضرت ابو ذرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ دنیا کی بے رغبتی (جسکا کہ حکم ہے) نہ حلال کو حرام کرنے سے ہے اور نہ مال کے ضائع کرنے سے الخ (ترمذی و ابن ماجہ) ف اسمیں صاف برائی ہے مال کے برباد کرنیکی کیونکہ اس سے جمعیت جاتی رہتی ہے (۷) حضرت ابو الدرداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بیماری اور دوا دونوں چیزیں اتاریں اور ہر بیماری کیلئے دوا بھی بنائی سو تم دوا کیا کرو اور حرام چیز سے دوا مت کرو (ابوداؤد) ف اسمیں صاف حکم ہے تحصیل صحت کا (۸) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معدہ بدن کا حوض ہے اور رگیں اسکے پاس (غذا حاصل کرنے) آتی ہیں سو اگر معدہ درست ہوا تو وہ رگیں صحت لیکر جاتی ہیں اور اگر معدہ خراب ہوا تو رگیں بیماری لیکر جاتی ہیں (شعب الایمان و بیہقی) ف اسمیں معدہ کی خاص رعایت کا ارشاد ہے (۹) ام منذر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر) حضرت علیؓ سے فرمایا یہ (کھجور) مت کھاؤ تمکو نقاہت ہے پھر میں نے چقندر اور جو تیار کیا آپ نے فرمایا اے علیؓ اسمیں سے لو وہ تمہارے موافق ہے (احمد و ترمذی و ابن ماجہ) ف اس حدیث سے بدپرہیزی کی ممانعت معلوم ہوئی کہ مضر صحت ہے (۱۰) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرماتے تھے اے اللہ میں آپکی پناہ مانگتا ہوں بھوک سے وہ بھوک برا ہمخواب ہے الخ (ابوداؤد و نسائی و ابن ماجہ) ف مرقاۃ میں طیبی سے پناہ مانگنے کا سبب نقل کیا ہے کہ اس سے

قویٰ ضعیف ہو جاتے ہیں اور دماغ پریشان ہو جاتا ہے اور اس سے صحت وقوت وجمعیت کا مطلوب ہونا ثابت ہوا
کیونکہ زیادہ بھوک سے یہ سب فوت ہو جاتے ہیں اور بھوک کی جو فضیلت آئی ہے وہ ایسی ہے جیسے بیماری کی فضیلت
آئی ہے اس سے بھوک اور بیماری کا مطلوب التحصیل ہونا لازم نہیں آتا (۱۱) عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ تیر اندازی بھی کیا کرو اور سواری بھی کیا کرو الخ (ترمذی وابن ماجہ وابوداؤد ودارمی)
ف سواری سیکھنا بھی ایک ورزش ہے جس سے قوت بڑھتی ہے (۱۲) ان ہی سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ جس نے تیر اندازی سیکھی پھر چھوڑ دی وہ ہم میں سے نہیں یا یوں فرمایا کہ اس نے نافرمانی کی (مسلم)
ف اس سے کس قدر تاکید معلوم ہوتی ہے قوت کی حفاظت کی اور اسکے قوت ہونیکا بیان آیت ۲ کے ذیل میں گذر چکا ہے
اور ان دو حدیثوں کے اس مضمون کا تتمہ اگلی حدیث کے ذیل میں آتا ہے (۱۳) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قوت والا مومن اللہ تعالیٰ کے نزدیک کم قوت والے مومن سے بہتر اور زیادہ پیارا ہے اور
یوں سب میں خوبی ہے الخ (مسلم) ف جب قوت اللہ کے نزدیک ایسی پیاری چیز ہے تو اسکو باقی رکھنا اور بڑھانا
اور جو چیزیں قوت کم کرنیوالی ہیں ان سے احتیاط رکھنا یہ سب مطلوب ہوگا اسمیں غذا کا بہت کم کر دینا نیند کا بہت
کم کر دینا ہمبستری میں حد قوت سے آگے زیادتی کرنا ایسی چیز کھانا جس سے بیماری ہو جاوے یا بد پرہیزی کرنا
جس سے بیماری بڑھ جائے یا جلدی نہ جاوے یہ سب داخل ہوگیا ان سے بچنا چاہیے اسی طرح قوت بڑھانے میں ورزش کرنا
دوڑنا پیادہ چلنے کی عادت کرنا جن اسلحہ کی قانون سے اجازت ہے یا اجازت حاصل ہوسکتی ہے انکی مشق کرنا یہ سب داخل ہے
مگر حد شرع وحد قانون سے باہر نہ ہونا چاہیے کیونکہ اس سے جمعیت وراحت جو کہ تمدن کا مقصود ہے برباد ہوتی ہے (۱۴) عمرو
بن شعیبؒ اپنے باپ سے وہ انکے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک سوار ایک شیطان ہے
اور دو سوار دو شیطان ہیں اور تین سوار قافلہ ہے (مالک ترمذی وابوداؤد ونسائی) ف یہ اس وقت تھا جبکہ اکیلے دکیلے
کو دشمن کا خطرہ تھا اس سے ثابت ہے کہ اپنی حفاظت کا سامان ضروری ہے (۱۵) ابو ثعلبہ خشنی سے روایت ہے کہ لوگ جب
کسی منزل میں اترتے تو گھاٹیوں میں اور نشیب میدانوں میں متفرق ہو جاتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
کہ تمہارا گھاٹیوں اور نشیب میدانوں میں متفرق ہو جانا یہ شیطان کی طرف سے ہے (اسلئے کہ اگر کسی پر آفت آوے تو
دوسروں کو خبر بھی نہ ہو) اسکے بعد جس منزل پر اترتے ایک دوسرے سے اسطرح ملجاتے کہ یہ بات کہی جاتی تھی کہ ان سب پر
ایک کپڑا بچھا دیا جائے تو سب پر آجاوے (ابوداؤد) ف اس سے بھی اپنی احتیاط اور حفاظت کی تاکید ثابت ہوتی ہے
(۱۶) ابو السائب حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک [illegible]
والے سے) فرمایا کہ اپنا ہتھیار ساتھ لیلو مجھکو بنی قریظہ سے (جو کہ یہودی اور دشمن تھے) اندیشہ ہے چنانچہ اس شخص نے ہتھیار
لیلیا اور گھر کو چلا لمبی حدیث ہے (مسلم) ف جس موقع پر دشمنوں سے ایسا اندیشہ ہو اپنی حفاظت کے لئے جائز

ہتیار اپنے ساتھ رکھنے کا اس سے ثبوت ہوتا ہے (۱۷) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ہم لوگ بدر کے دن تین تین آدمی ایک ایک اونٹ پر تھے اور ابولبابہ اور حضرت علیؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شریک سواری تھے جب حضور اقدسؐ کے چلنے کی باری آتی تو وہ دونوں عرض کرتے کہ ہم آپ کیطرف سے پیادہ چلیں گے آپ فرماتے تم مجھ سے زیادہ قوی نہیں ہو اور میں تم سے زیادہ ثواب سے بے نیاز نہیں ہوں (یعنی پیادہ چلنے میں جو ثواب ہے اُسکی مجھکو بھی حاجت ہے (شرح سنہ) ف اس سے ثابت ہوا کہ پیادہ چلنے کی بھی عادت رکھے زیادہ آرام طلب نہ ہو (۱۸) حضرت فضالہ بن عبیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمکو زیادہ آرام طلبی سے منع فرماتے تھے اور ہمکو حکم دیتے تھے کہ کبھی کبھی ننگے پانوں بھی چلا کریں (ابوداؤد) ف اسمیں بھی وہی بات ہے جو اس سے پہلی حدیث میں تھی اور ننگے پانوں چلنا اس سے زیادہ (۱۹) ابن ابی حدردؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تنگی سے گذر کرو اور موٹا چلن رکھو اور ننگے پاؤں چلا کرو (جمع الفوائد از کبیر و اوسط) ف اسمیں کئی مصلحتیں ہیں مضبوطی و جفاکشی و آزادی (۲۰) حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مومن کو لائق نہیں کہ اپنے نفس کو ذلیل کرے عرض کیا گیا یا رسول اللہ اس سے کیا مراد ہے فرمایا نفس کو ذلیل کرنا یہ ہے کہ جس بلا کو سہار نہ سکے اسکا سامنا کرے (تیسیر از ترمذی) ف وجہ ظاہر ہے کہ ایسا کرنے سے پریشانی پڑھتی ہے اسمیں تمام وہ کام آگئے جو اپنے قابو کے نہ ہوں بلکہ اگر کسی مخالف کیطرف سے بھی کوئی شورش ظاہر ہو تو حکام کے ذریعہ سے اسکی مدافعت کرو خواہ وہ خود انتظام کردیں خواہ تمکو انتقام کی اجازت دیدیں اور خود حکام ہی کی طرف سے کوئی ناگوار واقعہ پیش آوے تو تہذیب سے اپنی تکلیف کی اطلاع کردو اگر پھر بھی حسب مرضی انتظام نہ ہو تو صبر کرو اور عمل سے یا زبان سے یا قلم سے مقابلہ مت کرو اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ تمہاری مصیبت دور ہو یہ تین آیتیں ہیں اور بیس حدیثیں جنمیں بجز دو اخیر کے کہ ان کے ساتھ کتاب کا نام لکھا ہے باقی سب مشکوٰۃ سے لیگئی ہیں (نوٹ الف) ان آیات و احادیث سے صحت و قوت وجمعیت یعنی امن و عافیت و راحت کا مطلوب ہونا صاف صاف ظاہر ہے جسکی تقریر جا بجا کردیگئی (نوٹ ب) جو افعال ان مقاصد مذکورہ میں خلل انداز ہوں اگر وہ مقاصد واجب ہوں اور خلل یقینی اور شدید ہو تو وہ افعال حرام ہیں ورنہ مکروہ (نوٹ ج) اگر بدون بندہ کے اختیار کے محض منجانب اللہ ایسے واقعات پیش آجاویں جن سے یہ مقاصد صحت و قوت و طمانیت وغیرہا برباد ہو جاویں تو پھر ان مصائب پر ثواب ملتا ہے اور مدد غیبی بھی ہوتی ہے پریشانی نہیں ہوتی اسلئے انپر صبر کرے اور خوش رہے۔ انبیا علیہم السلام و اولیاء کرام سب کے ساتھ ایسا معاملہ ہوا ہے جس سے قرآن اور حدیث بھرے ہوئے ہیں

کتبہ اشرف علی عفی عنہ

روح یازدہم

نماز کی پابندی کرنا۔ کچھ آیتیں اور زیادہ حدیثیں اس بارہ میں نقل کرتا ہوں

آیات (۱) (اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں کی صفت میں فرمایا) اور وہ لوگ نماز کو ٹھیک ٹھیک ادا کرتے ہیں (شروع سورہ بقرہ) **ف** یعنی پوری طرح پڑھنا اور وقت پر پڑھنا اور ہمیشہ پڑھنا سب آگیا (۲) اور نماز کو ٹھیک ٹھیک ادا کرو (ربع الم) **ف** انہی الفاظ سے نماز کا حکم قرآن مجید میں بہت ہی کثرت سے جابجا آیا ہے (۳) اے ایمان والو طبیعتوں میں سے غم ہلکا کرنے کے بارہ میں صبر اور نماز سے سہارا (اور مدد) لو (شروع سیقول) **ف** یعنی نماز کی ایک خاص خاصیت مذکور ہے جس کی ہر شخص کو ضرورت ہوتی ہے (۴) محافظت کرو سب نمازوں کی (اور اسی کے اخیر میں فرمایا) پھر اگر تم کو (باقاعدہ نماز پڑھنے میں کسی دشمن وغیرہ کا) اندیشہ ہو تو تم کھڑے کھڑے یا سواری پر چڑھے چڑھے (جس طرح بن سکے نماز، قبلہ کی طرف بھی منہ نہ ہو اور رکوع اور سجدہ صرف اشارہ ہی سے ممکن ہو) پڑھ لیا کرو (اس حالت میں بھی اس پر محافظت رکھو اس کو ترک مت کرو) (قریب ختم سیقول) **ف** غور کرو کس قدر تاکید ہے نماز کی کہ ایسی سخت حالت میں بھی چھوڑنے کی اجازت نہیں (۵) اگر دشمن کے مقابلہ کے موقع پر اندیشہ ہو کہ اگر سب نماز میں لگ جاویں گے تو دشمن موقع پا کر حملہ کر بیٹھے گا (تو ایسی حالت میں) یوں چاہئے کہ (جماعت کے دو گروہ ہو جاویں پھر) ان میں سے ایک گروہ تو آپ کے ساتھ (جب آپ تشریف رکھتے تھے اور آپ کے بعد جو امام ہو اس کے ساتھ نماز میں) کھڑے ہو جاویں (اور دوسرا گروہ نگہبانی کے لئے دشمن کے مقابل کھڑے ہو جاویں تاکہ دشمن کو دیکھتے رہیں آگے ارشاد ہے کہ) پھر جب یہ لوگ (آپ کے ساتھ) سجدہ کر چکیں (یعنی ایک رکعت پوری کر لیں) تو یہ لوگ (نگہبانی کے لئے) تمہارے پیچھے ہو جائیں اور دوسرا گروہ جنہوں نے ابھی نماز نہیں پڑھی (یعنی شروع بھی نہیں کی وہ بجائے اس پہلے گروہ کے امام کے قریب آجاوے) اور آپ کے ساتھ نماز (کی ایک رکعت جو باقی رہی ہے اس کو) پڑھ لیں (یہ تو ایک ایک رکعت ہوئی اور دوسری رکعت اس طرح پڑھیں گے کہ جب امام دو رکعت پر سلام پھیر دے دونوں گروہ اپنی ایک ایک رکعت بطور خود پڑھ لیں اور اگر امام چار رکعت پڑھے تو ہر گروہ کو دو دو رکعت پڑھا دے اور دو دو اپنے طور پر پڑھ لیں اور مغرب میں ایک گروہ کو دو رکعت پڑھا دے اور ایک گروہ کو ایک رکعت) **ف** غور کرو نماز کس درجہ ضروری چیز ہے کہ ایسی کشاکشی میں بھی چھوڑنے کی اجازت نہیں دی گئی مگر ہماری مصلحت کیلئے اس کی صورت بدل دی (۶) اے ایمان والو جب تم نماز کو اٹھنے لگو (آگے وضو اور غسل کا حکم ہے پھر ارشاد ہے کہ) اگر تم

بیمار ہو (اور پانی کا استعمال مضر ہو) آگے اور عذروں کا بیان ہے جنہیں پانی نہ ملنے کی بھی ایک صورت ہے) تو (ان سب میں) تم پاک مٹی سے تیمم کر لیا کرو (شروع سورۂ مائدہ) ف دیکھو بیماری میں اگر پانی سے نقصان ہو یا پانی نہ ملتا ہو تب تو وضو اور غسل کی جگہ تیمم ہو گیا ایسے ہی نماز میں آسانی ہو گئی کہ اگر کھڑا ہونا مشکل ہو تو بیٹھنا جائز ہو گیا اگر بیٹھنے سے بھی تکلیف ہو تو لیٹنا جائز ہو گیا لیکن نماز معاف نہیں ہوئی (ع۷) (شراب اور جوئے کے حرام ہونے کی وجہ میں یہ بھی فرمایا) اور (شیطان یوں چاہتا ہے کہ اس شراب اور جوئے کے ذریعہ سے) اللہ تعالیٰ کی یاد سے اور نماز سے (جو کہ اللہ تعالیٰ کی یاد کا سب سے افضل طریقہ ہے) تم کو باز رکھے (شروع واذا سمعوا) ف دیکھو نماز کی کسقدر شان ظاہر ہوتی ہے کہ جو چیز اس سے روکنے والی تھی اُس کو حرام کر دیا۔ تاکہ نماز میں خلل نہ ہو (ع۸) ایک ایسی جماعت کے بارہ میں جنھوں نے ہر طرح سے اسلام کو ضرر اور اہل اسلام کو اذیت پہونچائی تھی ارشاد ہے کہ) اگر یہ لوگ (کفر سے) توبہ کرلیں (یعنی مسلمان ہو جائیں) اور (اُس اسلام کو ظاہر بھی کر دیں مثلاً) نماز پڑھنے لگیں اور زکوٰۃ دینے لگیں وہ تمہارے دینی بھائی ہو جائیں گے (اور پچھلا کیا ہوا سب معاف ہو جاوے گا) (شروع سورۂ براۃ) ف اس آیت میں نماز کو اسلام کی علامت فرمایا ہے یہاں تک کہ اگر کسی کافر کو کسی نے کلمہ پڑھتے نہ سنا ہو مگر نماز پڑھتے دیکھے تو سب علماء کے نزدیک واجب ہے کہ اسکو مسلمان سمجھیں اور زکوٰۃ کی کوئی خاص صورت نہیں اس لئے وہ اس درجہ کی علامت نہیں (ع۹) (ایک جماعت انبیاء کا ذکر فرما کر ان کے بعد کے ناخلف لوگوں کا ذکر فرماتے ہیں کہ) اُن کے بعد (بعضے) ایسے ناخلف پیدا ہوئے جنھوں نے نماز کو برباد کیا (اس سے تھوڑا آگے فرماتے ہیں کہ) یہ لوگ عنقریب (آخرت میں) خرابی دیکھیں گے (مراد عذاب ہے) (قریب ختم سورۂ مریم) ف دیکھو نماز کے ضائع کرنے والوں کے لئے عذاب کی کیسی عید سنائی۔ (ع۱۰) اور اپنے متعلقین کو نماز کا حکم کیجئے اور خود بھی اس کے پابند رہئیے (آخر سورۂ طٰہٰ) ف یہ حکم ہی جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو تاکہ دوسرے سننے والے سمجھیں کہ جب آپ کو نماز معاف نہیں تو اوروں کو کیسے معاف ہو سکتی ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جیسا خود پابند رہنا ضروری ہے اسی طرح اپنے گھر والوں کو بھی نماز کی تاکید رکھنا ضروری ہے اور بہت آیتیں ہیں اس وقت ان ہی پر کفایت کی گئی۔

احادیث (ع۱) حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بتلاؤ تو اگر کسی کے دروازہ پر ایک نہر ہو اور اسمیں وہ ہر روز پانچ بار غسل کیا کرے تو کیا اسکا کچھ میل

کچیل باقی رہ سکتاہے لوگوں نے عرض کیا کہ کچھ بھی میل کچیل نہ رہیگا آپ نے فرمایا کہ یہی حالت ہے پانچوں نمازوں کی کہ اللہ تعالیٰ ان کے سبب گناہوں کو مٹادیتاہے (بخاری و مسلم) ف اس سے کتنی بڑی فضیلت نماز کی ثابت ہوتی ہی اور مسلم کی ایک حدیث میں اجتناب کبائر کو شرط فرمایا ہی مگر یہ کیا تھوڑی دولت ہی (ح۳) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ کے اور کفر کے درمیان بس ترک نماز کی کسر ہے جب ترک نماز کیا وہ کسر مٹ گئی اور کفر آگیا چاہے بندہ کے اندر نہ آوے پاس ہی آجاوے نہ گر دوری تو نہ رہی) (مسلم) ف دیکھو نماز چھوڑنے پر کتنی بڑی وعید ہے کہ وہ بندہ کو کفر کے قریب کر دیتا ہے (ح۴) حضرت عبدالرحمٰن بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز نماز کا ذکر فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ جو شخص اس پر محافظت رکھے وہ قیامت کے روز اس کے لئے روشنی اور دستاویز اور نجات ہوگی اور جو شخص اسپر محافظت نہ کرے وہ اس کے لئے نہ روشنی ہوگی اور نہ دستاویز اور نہ نجات اور وہ شخص قیامت کے دن قارون اور فرعون اور ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا (یعنی دوزخ میں اگرچہ ان کے ساتھ ہمیشہ کے لئے نہ رہے مگر ہونا ہی بڑی سخت بات ہے) (احمد و دارمی و بیہقی شعب الایمان) (ح۵) حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے اور لوگوں کے درمیان جو ایک عہد کی چیز (یعنی عہد کا سبب) ہے وہ نماز ہے پس جس شخص نے اس کو ترک کر دیا وہ (برتاؤ کے حق میں) کافر ہو گیا (یعنی ہم اس کے ساتھ کافروں کا برتاؤ کریں گے کیونکہ اور کوئی علامت اسلام کی انمیں نہیں پائی جاتی کیونکہ وضع و لباس و گفتگو سب مشترک تھے تو ہم کافر ہی سمجھیں گے) (احمد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ) ف اس سے یہ تو ثابت ہوا کہ ترک نماز بھی ایک علامت ہے کفر کی گو کوئی دوسری اسلامی علامت ہونے سے ترک نماز سے کافر نہ سمجھیں مگر کفر کی سی علامت کو اختیار کرنا کیا تھوڑی بات ہے (ح۶) عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور ان کے باپ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی اولاد کو نماز کی تاکید کرو جب وہ سات برس کے ہوں اور اسپر ان کو مارو جب وہ دس برس کے ہوں (ابوداؤد) (یہ حدیثیں مشکوٰۃ میں ہیں) (ح۷) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہی کہ دو شخص قبیلہ خزاعہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مسلمان ہوئے انمیں ایک شہید ہوگیا اور دوسرا برس روز پیچھے (موت طبعی سے) مرا طلحہ بن عبیداللہ کہتے ہیں میں نے پیچھے مرنیوالے کو (خواب میں) دیکھا کہ اس شہید سے پہلے جنت میں داخل کیا گیا مجھکو بہت

تعجب ہوا صبح کو میں نے اسکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا اس (مرنے والے) نے اس (شہید) کے بعد رمضان کے روزے نہیں رکھے اور برس روز تک ہزاروں رکعتیں پڑھیں (اگر صرف فرض و واجب و سنت موکدہ ہی لیجاویں تو دس ہزار رکعت کے قریب ہوتی ہیں یعنی اس لئے وہ شہید سے بڑھ گیا) (احمد و ابن ماجہ و ابن حبان و بیہقی) ف ابن ماجہ و ابن حبان نے اتنا اور زیادہ روایت کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان دونوں کے درجوں میں اتنا فرق ہے کہ آسمان و زمین کے فاصلہ سے بھی زیادہ فقط اور ظاہر ہے کہ زیادہ دخل اس فضیلت میں نماز ہی کو ہے چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی کی کثرت کا بیان بھی فرمایا تو نماز ایسی چیز ٹھہری کہ اسکی بدولت شہید سے بھی بڑا رتبہ ملجاتا ہے (۸) حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا جنت کی کنجی نماز ہے (دارمی) ف نماز ہی کا نام لینا صاف بتلا رہا ہے کہ وہ سب عبادات سے بڑھکر جنت میں لیجانیوالی ہے (۹) عبد اللہ بن قرط سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے اول جس چیز کا بندہ سے قیامت میں حساب ہوگا وہ نماز ہے اگر وہ ٹھیک اتری تو اس کے سارے عمل ٹھیک اتریں گے اور اگر وہ خراب نکلی تو اس کے سارے عمل خراب نکلیں گے (طبرانی اوسط) ف معلوم ہوتا ہے نماز کی برکت سب عبادات میں اثر کرتی ہے اس سے بڑھکر کیا دلیل ہوگی بڑا عمل ہونے کی (۹) ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک حدیث میں یہ بھی) فرمایا کہ جسکے پاس نماز نہیں (یعنی نماز نہ پڑھتا ہو) اسکے پاس دین نہیں نماز کو دین سے وہ نسبت ہے جیسے سر کو دھڑ سے نسبت ہے (کہ سر نہ ہو تو دھڑ مردہ ہے اسی طرح نماز نہ ہو تو تمام اعمال بیجان ہیں) (طبرانی اوسط و صغیر) ف جس چیز پر دین کا اتنا بڑا دارو مدار ہو اس کو چھوڑ کر کسی نیک عمل کو کافی سمجھنا کتنی بڑی غلطی ہے (۱۰) حضرت حنظلہ کاتب سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے جو شخص پانچ نماز کی محافظت کرے یعنی ان کے رکوع کی بھی اُن کے سجدہ کی بھی اور ان کے وقتوں کی بھی (یعنی ان میں کوئی کوتاہی نہ کرے) اور اسکا اعتقاد رکھے کہ سب نمازیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حق ہیں تو وہ جنت میں داخل ہوگا یا یہ فرمایا کہ اس کے لئے واجب ہوگی یا یہ فرمایا کہ وہ دوزخ پر حرام ہو جاویگا (ان سب کا ایک ہی مطلب ہے) (احمد) یہ حدیثیں ترغیب میں ہیں یہ دس آیتیں دس حدیثیں سب ملکر بیس ہوئیں۔ اے مسلمانو اتنی آیتیں حدیثیں سنکر بھی نماز کی پابندی نکرو گے

کتبہ اشرف علی

روح دوازدہم مسجد بنانا (اسمیں اسکے بنانے میں مدد مال سے یا جان سے اور اسکے لئے زمین دینا اُس کی ٹوٹی پھوٹی کی مرمت کرنا سب آگیا) اور اسکے حقوق ادا کرنا (ان حقوق میں یہ سب باتیں آگئیں) یعنی (عا) اسمیں نماز پڑھنا خاصکر جماعت کے ساتھ (عہ) اسکو صاف رکھنا (عہ) اس کا ادب کرنا (عہ) اس کی خدمت کرنا (عہ) وہاں کثرت سے حاضر رہنا (اس کے متعلق کچھ آیتیں اور حدیثیں لکھتا ہوں۔)

آیات (عا) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور اس شخص سے زیادہ اور کون ظالم ہوگا جو خدا تعالیٰ کی مسجدوں میں اس کا ذکر (اور عبادت) کئے جانے سے بندش کرے اور ان کے ویران ہونے میں کوشش کرے (عہ) ہاں اللہ کی مسجدوں کو (حقیقۃً) آباد کرنا ان لوگوں کا کام ہے جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہوں اور نماز کی پابندی کرتے ہوں اور زکوٰۃ دیتے ہوں اور بجز اللہ کے کسی سے نہ ڈرتے ہوں سو ایسے لوگوں کے لئے توقع (یعنی وعدہ) ہے کہ اپنے مقصود (یعنی جنت ونجات) تک پہونچ جاویں (توبہ) **ف** اس آیت میں مسجد کے آباد کرنے والوں کے لئے خوشخبری ہے ایمان اور جنت کی چنانچہ ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم لوگ کسی شخص کو دیکھو کہ مسجد کا خیال رکھتا ہے (اس میں اس کی خدمت کا خیال اور وہاں حاضر باشی کا خیال سب آگیا) تو تم لوگ اُس کے ایمان کی گواہی دیدو کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انما یعمر الآیۃ (یہ وہی آیت ہے جس کا ترجمہ ابھی لکھا گیا مشکوٰۃ از ترمذی وابن ماجہ ودارمی) (عہ) وہ (اہل ہدایت) ایسے گھروں میں (جاکر عبادت کرتے) ہیں جنکی نسبت اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ ان کا ادب کیا جاوے اور انمیں اللہ تعالیٰ کا نام لیا جاوے (نور) **ف** مراد ان گھروں سے مسجدیں ہیں اور ان کا ادب یہ ہے جو آگے حدیثوں میں آتا ہے

احادیث (عا) حضرت عثمانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کوئی مسجد بناوے جس سے مقصود خدا تعالیٰ کا خوش کرنا ہو (اور کوئی بری غرض نہ ہو) اللہ تعالیٰ اس کے لئے اسی کی مثل (اس کا گھر) جنت میں بنادیگا (بخاری ومسلم) **ف** اس حدیث سے نیت کی درستی کی تاکید بھی معلوم ہوئی اور اگر نئی مسجد نہ بناوے بلکہ بنی ہوئی کی مرمت کردے اس کا ثواب بھی اس سے معلوم ہوا کیونکہ حضرت عثمانؓ نے مسجد نبوی کی مرمت کرکے یہ حدیث بیان کی تھی اور دوسری حدیثوں سے بھی اسکا ثبوت ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ جو شخص کوئی مسجد بناوے (بنانے میں مال خرچ کرنا یا جان کی محنت خرچ کرنا دونوں آگئے چنانچہ جمع الفوائد میں رزین سے حضرت ابو سعیدؓ کی روایت آتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی کے بننے کے وقت خود کچی اینٹیں اٹھا رہے تھے) خواہ وہ قطاۃ پرندہ کے گھونسلہ کی برابر ہو یا اس سے بھی چھوٹی ہو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنادے گا (ابن خزیمہ وابن ماجہ) **ف** اس

حدیث سے بنتی ہوئی مسجد میں چندہ دینے کی فضیلت بھی معلوم ہوئی کیونکہ گھونسلے کی برابر بنانے کا مطلب یہی ہوسکتا ہے کہ پوری مسجد نہیں بنا سکا اس کے بننے میں تھوڑی سی شرکت کرلی جس سے اسکی رقم کے مقابلہ میں اس مسجد کا ذرا سا حصہ آگیا۔ اور اوپر کی حدیث میں جو آیا ہے کہ اس کی مثل جنت میں گھر بنے گا اس سے یہ نہ سمجھا جاوے کہ اس صورت میں گھونسلہ کے برابر گھر بنجاویگا کیونکہ مثل کا یہ مطلب نہیں کہ چھوٹے بڑے ہونے میں اسکی مثل ہوگا بلکہ مطلب یہ ہے کہ جیسا اس شخص کا اخلاص ہوگا اسکی مثل گھر بنیگا لیکن لمبائی چوڑائی میں بہت بڑا ہوگا چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ کیلئے مسجد بناویگا اللہ تعالیٰ اس کے لئے (جنت میں) ایک گھر بناویگا جو اُس سے بہت لمبا چوڑا ہوگا (احمد) (۲) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص عبادت کیلئے حلال مال سے کوئی عمارت (یعنی مسجد) بنائے اللہ تعالیٰ اسکے لئے جنت میں موتی اور یاقوت کا گھر بنادیگا (طبرانی اوسط) ف یہ بھی مسئلہ ادب ہے کہ اسمیں حرام مال نہ لگاوے خواہ وہ حرام روپیہ پیسہ ہو خواہ ملبہ خواہ زمین ہو جیسا بعض لوگوں کو شوق ہوتا ہے کہ دوسرے زمیندار کی زمین میں بدون اسکی اجازت کے مسجد بنالیتے ہیں پھر اسکے روک ٹوک کرنے پر لڑنے مرنے کو تیار ہوجاتے ہیں اور اسکو اسلام کی بڑی طرفداری و خدمت سمجھتے ہیں خاصکر اگر زمیندار غیر مسلم ہو تب تو اسکو کفر و اسلام کا مقابلہ سمجھتے ہیں سو خوب سمجھ لو کہ اس زمین میں جو مسجد بنائی جاوے وہ شرع سے مسجد ہی نہیں ہے البتہ زمیندار کی خوشی سے اپنی ملک کراکر پھر اسمیں مسجد بنالے (۳) حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ ایک سیاہ فام عورت تھی (شاید حبشن ہو) جو مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی ایک رات کو وہ مرگئی جب صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دیگئی آپ نے فرمایا تم نے مجھکو اسکی خبر کیوں نہ کی پھر آپ صحابہ کو لیکر باہر تشریف لیگئے اور اسکی قبر پر کھڑے ہوکر اسپر تکبیر فرمائی (مراد نماز جنازہ ہے) اور اس کے لئے دعا کی پھر آپ واپس تشریف لے آئے (ابن ماجہ و ابن خزیمہ) اور ایک روایت میں ہے کہ آپنے اُس سے پوچھا تونے کس عمل کو زیادہ فضیلت کا پایا اسنے جواب دیا کہ مسجد میں جھاڑو دینے کو (ابو الشیخ اصبہانی) ف دیکھئے مسجد میں جھاڑو دینے کی بدولت ایک غریب گمنام حبشن کی جسکی مسکنت و گمنامی کے سبب اسکی وفات کی بھی اطلاع حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں کیگئی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنی بڑی قدر فرمائی کہ اسکی وفات کی خبر نہ دینے کی شکایت بھی فرمائی پھر قبر پر تشریف لیگئے اور اسپر جنازہ کی نماز پڑھی اور یہ حضور اقدسؐ کی خصوصیت تھی اور اسکے لئے دعا فرمائی پھر حضور کے پوچھنے پر خود اُسنے اس عمل کی کتنی بڑی فضیلت بیان کی افسوس اب مسجد میں جھاڑو دینے کو لوگ عیب اور ذلت سمجھتے ہیں (۴) ابو قرصافہ سے ایک بڑی حدیث میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسجد سے کوڑا کباڑ نکالنا بڑی آنکھوں والی حوروں کا مہر ہے (طبرانی کبیر) (۵) ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا جیسے مسجد میں سے ایسی چیز باہر کردی جس سے تکلیف ہوتی تھی (جیسے کوڑا کباڑ کانٹا اصلی فرش سے الگ کنکر پتھر) اللہ تعالیٰ اسکے لئے جنت میں ایک گھر بنادیگا (ابن ماجہ) (ے) حضرت عائشہ رضی سے روایت ہے کہ ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محلہ محلہ میں مسجدیں بنانیکا حکم اور انکو صاف پاک رکھنے کا حکم فرمایا۔ (احمد و ترمذی و ابوداؤد و ابن ماجہ و ابن خزیمہ) ف پاک رکھنا یہ کہ اسمیں کوئی ناپاک آدمی یا ناپاک کپڑا ناپاک تیل وغیرہ نہ جانے پائے اور صاف رکھنا یہ کہ اسمیں سے کوڑا کباڑ نکالتے رہیں (ے) واثلہ بن الاسقع سے ایک بڑی حدیث میں روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسجدوں کو جمعہ جمعہ (خوشبوئی) دھونی دیا کرو (ابن ماجہ و کبیر طبرانی) ف جمعہ کی قید نہیں صرف ایک مصلحت ہے کہ اس روز نمازی زیادہ ہوتے ہیں جنمیں ہر طرح کے آدمی ہوتے ہیں کبھی کبھی دھونی دیدینا یا کسی طرح خوشبو لگادینا چھڑک دینا سب برابر ہے (ے) حضرت ابوہریرہ رضی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کسیکو دیکھو کہ مسجد میں خرید و فروخت کررہا ہے تو یوں کہدیا کرو اللہ تعالیٰ تیری تجارت میں نفع نہ دے اور جب ایسے شخص کو دیکھو کہ کھوئی ہوئی چیز کو مسجد میں پکار پکار کر تلاش کررہا ہے تو یوں کہدو کہ خدا تعالیٰ تیرے پاس وہ چیز نہ پہنچاوے (ترمذی و نسائی و ابن خزیمہ و حاکم اور ایک روایت میں یہ بھی ارشاد ہے کہ مسجدیں اس کام کے لئے نہیں بنائی گئیں مسلم و ابوداؤد و ابن ماجہ) ف مراد اس چیز کا تلاش کرنا ہے جو باہر کھو گئی اور مسجد میں اس لئے پکار رہا ہے کہ مختلف لوگوں کا مجمع ہے شاید کوئی پتہ دیدے اور یہ بددعا دینا تنبیہ کے لئے ہے لیکن اگر لڑائی دنگے کا ڈر ہو تو دل میں کہہ لے اس حدیث میں باطنی ادب مسجد کا مذکور ہے کہ وہاں دنیا کے کام نہ کرے (ے۹) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چند امور ہیں جو مسجد میں مناسب نہیں۔ اسکو رستہ نہ بنایا جائے (جیسا بعض لوگ چکر سے بچنے کے لئے مسجد کے اندر ہوکر دوسری طرف نکل جاتے ہیں اور اسمیں ہتھیار نہ سوتے جائیں اور نہ اسمیں کمان کھینچی جاوے اور نہ اسمیں تیر وغیرہ بکھیرا جاوے (تاکہ کسی کے چبھ نہ جاویں) اور نہ کچا گوشت لیکر اسمیں کو گذرے۔ اور نہ اسمیں کسی کو سزا دیجاوے اور نہ اسمیں کسی سے بدلہ لیا جاوے (جسکو شرع میں حد و قصاص کہتے ہیں اور نہ اسکو بازار بنایا جاوے (ابن ماجہ) ف یہ سب باتیں مسجد کے ادب کے خلاف ہیں (ے۱۰) عبداللہ بن مسعود رضی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب اخیر زمانہ میں ایسے لوگ ہوں گے جن کی باتیں مسجدوں میں ہوا کریں گی اللہ تعالیٰ کو ان لوگوں کی کچھ پرواہ نہ ہوگی (یعنی ان سے خوش نہ ہوگا) (ابن حبان) ف دنیا کی باتیں کرنا بھی مسجد کی بے ادبی ہے (ے۱۱) عبداللہ بن عمر رضی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص

جماعت کی مسجد کیطرف چلے تو اسکا ایک قدم ایک گناہ کو مٹاتا ہی اور ایک قدم اسکے لئے نیکی لکھتا ہی جانے میں بھی لوٹتے میں بھی (احمد طبرانی دابن حبان) ف کیا ٹھکانا ہی رحمت کا کہ جاتے ہوئے تو ثواب ملتا ہی لوٹنے میں بھی ویسا ہی ثواب ملتا ہی (۱۲) ابو درداء سے روایت ہے وہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپنے ارشاد فرمایا جو شخص رات کی اندھیری میں مسجد کیطرف چلے خدا تعالی اسکو قیامت کے روز نور کیساتھ ملیگا (طبرانی) (۱۳) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا کہ سات آدمیوں کو اللہ تعالی اپنے سایہ میں جگہ دیگا جسروز سوا اسکے سایہ کے کوئی سایہ نہ ہوگا ان میں سے ایک وہ شخص بھی ہی جسکا دل مسجد میں لگا ہوا ہو (بخاری و مسلم وغیرہما) (۱۴) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ان بدبودار ترکاریوں سے (یعنی پیاز و لہسن جیسا کہ اور حدیثوں میں آیا ہی) بچو کہ انکو کھا کر ہماری مسجد میں آؤ اگر تمکو انکے کھانیکی ضرورت ہی ہو تو ان (کی بدبو) کو آگ سے مار دو (یعنی پکا کر کھاؤ کچی کھا کر مسجد میں آؤ) (طبرانی)

(۱۵) ابو امامہؓ سے روایت ہی وہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپنے فرمایا جو شخص مسجد کیطرف جاوے اور اسکا ارادہ صرف یہ ہو کہ کوئی اچھی بات (یعنی دین کی بات) سیکھے یا سکھاوے اسکو حج کرنیوالے کے برابر پورا ثواب ملیگا (طبرانی) ف اس سے معلوم ہوا کہ مسجد جیسے نماز کیلئے ہی ایسی ہی علم دین سیکھنے کیلئے بھی ہی تو مسجد میں ایسے شخص کو رہنا چاہیئے جو دین کی باتیں بتلایا کرے یہ سب حدیثیں ترغیب سے لیگئی ہیں بجز دو حدیثوں کے کہ اسمیں مشکوٰۃ و جمع الفوائد کا نام لکھدیا ہی دستور العمل جو ان سب آیات اور احادیث سے ثابت ہوا یہ ہی (الف) کہ ہر بڑی چھوٹی بستی میں وہاں کی ضرورت کیموافق مسجد بنانا چاہیئے (ب) مگر وہ حلال مال سے اور حلال زمین میں ہو (ج) مسجد کا ادب کریں یعنی اسکو پاک صاف رکھیں اسمیں جھاڑو دیا کریں اسکی ضروری خدمت کا خیال رکھیں بدبودار جیسے تمباکو وغیرہ چیز کھا کر یا لیکر اسمیں نہ جاوے وہاں دنیا کا کوئی کام یا بات نہ کریں (د) مردوں کو نماز مسجد میں پڑھنا چاہئے اور بدون عذر کے جماعت چھوڑنا چاہئے مسجد میں اور جماعت سے نماز پڑھنے میں یہ بھی فائدہ ہی کہ آپسمیں تعلق بڑھے ایک کو دوسرے کا حال معلوم رہے مالک کی حدیث سے بھی اسکا ثبوت ہوتا ہی چنانچہ ایکبار حضرت عمرؓ نے سلیمان بن ابی حثمہ کو صبح کی نماز میں نہیں پایا حضرت عمرؓ بازار تشریف لیگئے اور سلیمان کا مکان مسجد اور بازار کے درمیان تھا تو سلیمان کی ماں سے پوچھا میں نے سلیمان کو صبح میں نہیں دیکھا الخ اس کے ذیل میں علماء نے یہ فائدہ بھی ذکر کیا ہی (ہ) مسجد میں ایسے شخص کو رکھیں کہ وہ بستی والوں کو مسئلے مسائل بھی بتلاتا رہے (و) جب فرصت ملا کرے مسجد میں جاکر بیٹھ جایا کرے (مگر وہاں جاکر دین کے کام ہی میں یا دین کی باتوں میں لگا رہے) اگر سب آدمی اسکی پابندی رکھیں تو علاوہ ثواب کے جماعت کو بھی قوت پہونچے فقط (تنبیہ) حدیثوں میں صاف آیا ہی کہ عورتوں کو انکے گھروں میں نماز پڑھنے کا ثواب مسجد میں پڑھنے سے زیادہ ہی اشرف علی

روح سیزدہم

کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا یعنی جس قدر ہو سکے اللہ کا نام لیتے رہنا قرآن اور حدیث میں اس کا حکم بھی ہے اور فضیلت اور ثواب بھی اور کچھ مشکل کام بھی نہیں تو ایسے آسان کام میں بے پروائی یا سستی کر کے حکم کے خلاف کرنا اور اتنا بڑا ثواب کھو کر اپنا نقصان کرنا کیسی بیجا اور بری بات ہے پھر اللہ کا نام لیتے رہنے میں کسی گنتی کی قید ہے اور نہ وقت کی اور نہ تسبیح رکھنے کی نہ پکار کر پڑھنے کی نہ وضو کی نہ قبلہ کیطرف منہ کرنے کی نہ کسی خاص جگہ کی نہ ایک جگہ بیٹھنے کی ہر طرح سے آزادی اور اختیار ہے پھر کیا مشکل ہے البتہ اگر کوئی اپنی خوشی سے تسبیح پر پڑھنا چاہے خواہ گنتی یاد رکھنے کیلئے یا اسلئے کہ تسبیح ہاتھ میں ہونے سے پڑھنے کا خیال آجاتا ہے اور ناغہ ہونے نہیں پاتا تو اس مصلحت کیلئے تسبیح رکھنا بھی جائز ہے بلکہ بہتر ہے اور اسکا خیال نہ کرے کہ تسبیح رکھنے سے دکھلاوا ہو جائیگا۔ دکھلاوا تو نیت سے ہوتا ہے یعنی جب یہ نیت ہو کہ دیکھنے والے مجھکو بزرگ سمجھیں اور اگر یہ نیت [illegible] انہیں سکو دکھلاوا سمجھنا اور اس وہم سے ذکر کو چھوڑ دینا یہ شیطان کا دھوکا ہے وہ اس طرح ذکر کا ثواب سے محروم رکھنا چاہتا ہے اور وہ ایک شبہ یہ بھی دیتا ہے کہ جب دل تو دنیا کے کام میں پھنسا ہوا اور زبان سے اللہ کا نام لیتے ہیں تو اس سے کیا فائدہ سو خوب سمجھ لو کہ یہ بھی غلطی ہے جب دل سے ایک دفعہ یہ نیت کر لی کہ ہم ثواب کیواسطے اللہ کا نام لینا شروع کرتے ہیں اس کے بعد اگر دل دوسری طرف بھی ہو جاوے مگر نیت بدلے برابر ثواب ملتا رہے گا البتہ جو وقت اور کاموں سے خالی ہو اسمیں دلکو ذکر کیطرف متوجہ رکھنے کی بھی کوشش کرے فضول قصوں کیطرف خیال نہ لیجاوے تاکہ اور زیادہ ثواب ہو اب ذکر کے بارہ میں چند آیتیں اور حدیثیں لکھی جاتی ہیں آیات

(۱) پس تم مجھکو یاد کرو میں (عنایت سے) تمکو یاد رکھونگا (بقرہ) (۲) ایسے لوگ جو (ہر حال میں) اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں کھڑے بھی بیٹھے بھی لیٹے بھی (آل عمران) (۳) اے شخص اپنے رب کی یاد کر (خواہ) اپنے دل میں (یعنی آہستہ آواز سے) عاجزی کے ساتھ اور خوف کے ساتھ اور (خواہ) زور کی آواز کی نسبت کم آواز کے ساتھ (اسی عاجزی اور خوف کیساتھ) صبح اور شام (یعنی ہمیشہ) اور (ہمیشہ کا مطلب یہ ہے کہ) غفلت والوں میں سے مت ہوتا (اعراف) ف اور بہت زور زور سے ذکر کرنا کوئی ثواب نہیں لیکن اگر کوئی بزرگ جو شریعت کے پابند ہوں علاج کے طور پر بتلادیں تو جائز ہے اور وہ علاج یہ ہے کہ اس سے بعضوں کے دل پر زیادہ اثر ہوتا ہے لیکن اس کا خیال رکھے کہ کسی کی عبادت یا کسی کی نیند میں خلل نہ پڑے نہیں تو گناہ ہوگا (۴) (جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ اپنی طرف رسائی دیتا ہے وہ) لوگ ہیں جو ایمان لائے اور اللہ کے ذکر سے ان کے دلوں کو اطمینان ہوتا ہے (خوب سمجھ لو کہ اللہ کے ذکر (میں ایسی ہی خاصیت ہے کہ اس) سے دلوں کو اطمینان ہو جاتا ہے (اس طرح سے کہ اس سے

حق تعالیٰ میں اور بندہ میں تعلق بڑھ جاتا ہے اور اطمینان کی جڑ یہی تعلق ہی) (رعد) (۵) (مسجدوں میں ایسے لوگ اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں کہ) انکو نہ (کسی چیز کا) خریدنا غفلت میں ڈالتا ہے اور نہ (کسی چیز کا) بیچنا اللہ کی یاد سے اور نماز پڑھنے سے اور زکوٰۃ دینے سے (نور) (۶) اور اللہ کی یاد بہت بڑی چیز ہے (یعنی اسمیں بڑی فضیلت ہے) (عنکبوت) (۷) اے ایمان والو تم اللہ کو خوب کثرت سے یاد کیا کرو (احزاب) (۸) اے ایمان والو تمکو تمہارے مال اور اولاد اللہ کی یاد سے غافل نہ کرنے پاویں۔ (منافقون) (۹) اور اپنے رب کا نام لیتے رہو اور سب سے الگ ہوکر اُسی کے ہوجاؤ (الگ ہونیکا مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کا علاقہ سب علاقوں پر غالب رہے) (مزمل) (۱۰) مراد کو پہنچا جو شخص (بُری عقیدوں اور بُرے اخلاق سے) پاک ہوگیا اور اپنے رب کا نام لیتا رہا اور نماز پڑھتا رہا (اعلیٰ) **احادیث** (۱۱) حضرت ابو ہریرہؓ و ابو سعیدؓ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کیلئے بیٹھیں انکو فرشتے گھیر لیتے ہیں اور انپر (خدا تعالیٰ کی) رحمت چھا جاتی ہی اور انپر چین کی کیفیت اترتی ہی (مسلم) (۱۲) حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہی پروردگار کا ذکر کرتا ہو اور جو شخص ذکر نہ کرتا ہو انکی حالت زندہ اور مردہ کی سی حالت ہی (یعنی پہلا شخص مثل زندہ کے ہے اور دوسرا مثل مردہ کے کیونکہ روح کی زندگی یہی اللہ کی یاد ہے یہ نہو تو روح مردہ ہی) (بخاری و مسلم) (۱۳) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی میں اُس کی (یعنی اپنے بندہ کی) ساتھ ہوتا ہوں جب وہ میرا ذکر کرتا ہی پھر اگر وہ اپنے جی میں میرا ذکر کرے تو میں بھی جی میں اسکا ذکر کرتا ہوں اور اگر وہ مجمع میں میرا ذکر کرے تو میں اسکا ذکر ایسے مجمع میں کرتا ہوں جو اس مجمع سے بہتر ہوتا ہی (یعنی فرشتوں اور پیغمبروں کے مجمع میں) (بخاری و مسلم) ف اللہ تعالیٰ کے جی کا یہ مطلب نہیں جیسا ہمارا جی ہے بلکہ مطلب یہ ہی کہ اسطرح کی کسیکو خبر نہیں ہوتی جیسے دوسری حالت میں مجمع کو خبر ہوگئی اور وہاں کے مجمع کا یہاں کے مجمع سے اچھا ہونا اس کا مطلب یہ ہی کہ اُس مجمع کے زیادہ شخص اس مجمع کے زیادہ شخصوں سے اچھے ہوتے ہیں یہ ضرور نہیں کہ ہر شخص سے اچھا ہو سو اگر دنیا میں کوئی مجمع ذکر کا ایسا ہو جسمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے ہوں جیسا آپکے زمانہ میں تھا تو کسی فرشتہ یا پیغمبر کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہونا لازم نہ آئیگا (۱۴) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم جنت کے باغوں میں گذرا کرو تو اسکے میوے منہ چھوٹ کھایا کرو لوگوں نے عرض کیا کہ جنت کے باغ کیا ہیں آپ نے فرمایا ذکر کے حلقے (اور مجمعے) (ترمذی) (۱۵) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جو شخص کسی جگہ بیٹھے جسمیں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کرے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسپر گھاٹا ہوگا اور جو شخص کسی جگہ لیٹے جسمیں اللہ کا ذکر نہ کرے اللہ کیطرف سے اسپر گھاٹا ہوگا (ابوداؤد)

ف مقصد یہ ہے کہ کوئی موقع اور کوئی حالت ذکر سے خالی نہ ہونا چاہیئے (ع۱۶) عبد اللہ بن بسرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ اسلام کے شرعی اعمال مجھ پر بہت سے ہو گئے (مراد نفلی اعمال ہیں کیونکہ تاکیدی اعمال تو بہت نہیں ہیں مطلب یہ کہ لوگ کے کام اتنے ہیں کہ سب کا یاد رکھنا اور عمل کرنا مشکل ہے) اس لئے آپ مجھکو کوئی ایسی چیز بتلا دیجئے کہ اسکا پابند ہو جاؤں (اور وہ سب کے بدلہ میں کافی ہو جائے) آپ نے فرمایا (اسکی پابندی کر لوکہ) تمہاری زبان ہمیشہ اللہ کے ذکر سے تر رہے (یعنی چلتی رہے) (ترمذی و ابن ماجہ)

(ع۱۷) ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا بندوں میں سب سے افضل اور قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے برتر کون ہے آپ نے فرمایا وہ کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والے ہیں اور جو عورتیں (اسی طرح کثرت سے ذکر کرنیوالی ہیں عرض کیا گیا یا رسول اللہ اور جو شخص اللہ کی راہ میں جہاد کرے (کیا یہ) اس سے بھی (افضل ہے) آپ نے فرمایا کہ کوئی شخص کفار و مشرکین میں اسقدر تلوار مارے کہ تلوار بھی ٹوٹ جائے اور یہ شخص بھی تمام خون میں (زخموں سے) رنگیں ہو جائے اللہ کا ذکر کرنے والا درجہ میں اس سے بھی افضل ہے (احمد و ترمذی) ف وجہ ظاہر ہے کہ جہاد خود اللہ ہی کی یاد کے لئے مقرر ہوا ہے جیسے وضو نماز کیلئے مقرر ہوا ہے (سورۂ حج) آیت الذین ان مکنٰھم میں اسکا صاف ذکر ہے تو یاد اصل ہوئی اور اصل کا افضل ہونا ظاہر ہے (ع۱۸) حضرت عبد اللہ بن عمرؓ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ فرماتے تھے کہ ہر شئے کی ایک قلعی ہے اور دلوں کی قلعی اللہ کا ذکر ہے (بیہقی) (ع۱۹) حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان آدمی کے قلب پر چمٹا ہوا بیٹھا رہتا ہے جب وہ اللہ کا ذکر کرتا ہے تو وہ ہٹ جاتا ہے اور جب (یاد سے) غافل ہوتا ہے وسوسہ ڈالنے لگتا ہے (بخاری)

(ع۲۰) ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ذکر اللہ کے سوا بہت کلام مت کیا کرو کیونکہ ذکر اللہ کے سوا بہت کلام کرنا قلب میں سختی پیدا کرتا ہے اور سب سے زیادہ اللہ سے دور وہ قلب ہے جسمیں سختی ہو (ترمذی) ف اخیر کی تین حدیثوں کا مجموعہ حاصل یہ ہے کہ اصل صفائی اچھے عملوں سے ہوتی ہے اور اصل سختی برے عملوں سے اور دونوں بھی جڑ قلب کا ارادہ ہے اور ارادہ کی جڑ خیال۔ پس جب ذکر میں کمی ہوتی ہے شیطان برے برے خیال قلب میں پیدا کرتا ہے جس سے برے ارادوں کی نوبت آجاتی ہے اور نیک ارادوں کی ہمت نہیں رہتی پس نیک کام نہیں ہوتے اور برے ہونے لگتے ہیں اور جب ذکر کی کثرت ہوتی ہے تو برے خیال قلب میں پیدا نہیں ہوتے پس برا ارادہ بھی نہیں ہوتا اور گناہ بھی نہیں ہوتے اور نیک کاموں کا ارادہ اور نیک کام ہوتے رہتے ہیں اسطرح سے صفائی اور سختی قلب میں پیدا ہو جاتی ہے مگر یہ باتیں خود بخود نہیں ہوتیں کرنے سے ہوتی ہیں

سو اگر کوئی خالی ذکر کیا کرے اور نیک کاموں کے کرنیکا اور بری کاموں سے بچنے کا ارادہ اور ہمت نہ کرے وہ دھوکے میں ہے یہاں تک کی حدیثیں مشکوٰۃ کی ہیں (۲۱) حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت لوگ دنیا میں نرم نرم بستروں پر اللہ کا ذکر کرتے ہوں گے اللہ تعالیٰ ان کو اونچے اونچے درجوں میں داخل فرمائیگا (ابن حبان) ف یعنی کوئی یوں نہ سمجھے کہ جب تک امیری سامان کو نہ چھوڑے ذکر اللہ سے نفع نہیں ہوتا (۲۲) ان ہی سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کثرت سے اللہ کا ذکر کرو کہ لوگ پاگل کہنے لگیں (احمد و ابو یعلی و ابن حبان) (۲۳) حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اتنا ذکر کرو کہ منافق (یعنی بددین) لوگ تمکو ریاکار (مکار) کہنے لگیں۔ (طبرانی) (۲۴) معاذ بن جبل سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت والوں کو کوئی حسرت نہ ہوگی مگر جو گھڑی انپر ایسی گذری ہوگی جسمیں انھوں نے اللہ کا ذکر نہ کیا ہوگا اس گھڑی پر ان کو حسرت ہوگی (طبرانی و بیہقی) ف مگر اس حسرت میں دنیا کی سی تکلیف نہ ہوگی پس یہ شبہ نہ ہو کہ جنت میں تکلیف کیسی (۲۵) حضرت سعد بن ابی وقاص اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک بی بی کے ہاں گئے اور اس بی بی کے سامنے کھجور کی گٹھلیاں یا کنکریاں تھیں جن پر وہ سبحان اللہ پڑھ رہی تھیں الخ اور آپ نے انکو منع نہیں فرمایا (ابوداؤد و ترمذی مع تحسین و نسائی و ابن حبان و حاکم مع تصحیح) ف یہ اصل ہے تسبیح پر گننے کی (کما قرر الشامی) یہ پانچ حدیثیں ترغیب کی ہیں یہاں تک تو عام ذکر کا بیان تھا بعضے خاص خاص ذکروں کا بھی ثواب آتا ہے ان میں سے بعضے آسان اور مختصر بطور نمونہ بتلاتا ہوں جیسے (الف) لا الہ الا اللہ یا مع محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ب) سبحان اللہ (ج) الحمد للہ (د) اللہ اکبر (ہ) لاحول ولا قوۃ الا باللہ (و) استغفر اللہ واتوب الیہ (ز) درود شریف جو کسی طرح سے ہو ایک ہلکا سا یہ ہے اللھم صلی علے محمد وعلے ال محمد (نسائی عن زید بن خارجہ) خلاصہ یہ کہ ذکر سے غافل مت ہو خواہ کوئی خاص ذکر کرو یا عام پھر خواہ ہر وقت ایک ہی یا کسی وقت کوئی کسی وقت کوئی پھر خواہ بے گنتی خواہ انگلیوں یا تسبیح پر گنتی سے اور بعض دعائیں خاص وقتوں کی بھی ہیں اگر شوق ہو تو کسی دیندار عالم سے پوچھ لو ورنہ نمونہ کے طور پر جو ابھی لکھدی ہیں یہ بھی کافی ہیں، اللہ تعالے توفیق بخشے۔

اشرف علی

روح چہاردھم

مالداروں کو زکوٰۃ کی پابندی کرنا۔ یہ بھی مثل نماز کے اسلام کا ایک رکن یعنی بڑی شان کا ایک لازمی حکم ہے۔ بہت سی آیتوں میں زکوٰۃ دینے کا حکم اور اسکے دینے کا ثواب اور اسکے نہ دینے کا عذاب مذکور ہے اور زیادہ آیتیں ایسی ہی ہیں جنمیں نماز کیساتھ زکوٰۃ کا بھی حکم ہے یہ سب آیتیں قرآن مجید میں آسانی سے ملسکتی ہیں اور جو شخص عربی نہ جانتا ہو اسکو ترجمہ والے قرآن میں ملسکتی ہیں اسلئے اس جگہ صرف حدیثیں لکھتا ہوں (ح ۱) حضرت ابودرداءؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ زکوٰۃ اسلام کا پل ہے یعنی بمنزلہ عمارت ہے اگر زکوٰۃ نہ دے تو اسلام پر چل نہیں سکتا یا اسلام کے نیچے کے درجہ میں ہے) (طبرانی اوسط وکبیر) ف اس سے زکوٰۃ کا کتنا بڑا درجہ ثابت ہوا اور اسکے نہ دینے سے مسلمانی میں کتنا بڑا نقصان معلوم ہوا (ح ۲) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کردی اس سے اسکی برائی جاتی رہی (یعنی زکوٰۃ دینے سے جو اس مال میں نحوست اور گندگی آجاتی وہ نہیں رہی) (طبرانی اوسط وابن خزیمہ صحیح) ف معلوم ہوا کہ جس مال کی زکوٰۃ نہ دیجاوے۔ اسمیں برکت نہیں رہتی اسکی کچھ تفصیل ح۳ و ح۴ میں آتی ہے (ح ۳) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جو شخص تم میں اللہ ورسول پر ایمان رکھتا ہو اس کو چاہئے کہ اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرے (طبرانی کبیر) ف اس سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ نہ دینے سے ایمان میں کمی رہتی ہے (ح ۴) عبداللہؓ بن معاویہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین کام ایسے ہیں کہ جو شخص ان کو کریگا وہ ایمان کا ذائقہ چکھیگا۔ صرف اللہ کی عبادت کرے اور یہ عقیدہ رکھے کہ سوا اللہ کے کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اپنے مال کی زکوٰۃ ہر سال اس طرح دے کہ اس کا نفس اسپر خوش ہو اور اسپر آمادہ کرتا ہو الخ (یعنی اس کو روکتا نہ ہو) ف زکوٰۃ کا مرتبہ تو اس سے ظاہر ہوا کہ اسکو توحید کے ساتھ ذکر فرمایا اور اس کا اثر اس سے ظاہر ہوا کہ اس سے ایمان کا مزہ بڑھ جاتا ہے (ح ۵) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص سونے کا رکھنے والا اور چاندی کا رکھنے والا ایسا نہیں جو اس کا حق (یعنی زکوٰۃ) نہ دیتا ہو مگر (اس کا یہ حال ہوگا کہ) جب قیامت کا دن ہوگا اس شخص کے (عذاب کے لئے) اس سونے چاندی کی تختیاں بنائی جائیں گی پھر ان (تختیوں) کو جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا پھر اُسسے اسکی کروٹ اور پیشانی اور پشت کو داغ دیا جائے گا۔ جب وہ (تختیاں) ٹھنڈی ہونے لگیں گی پھر دوبارہ ان کو تپالیا جائیگا (اور) یہ اس دن میں ہوگا جس کی مقدار پچاس ہزار

عہ کذا فی القاموس فی القنطرۃ

برس کی ہوگی (یعنی قیامت کے دن میں) الخ (بخاری ومسلم واللفظ لمسلم) (۶) حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمان مالداروں پر ان کے مال میں اتنا حق (یعنی زکوٰۃ) فرض کیا ہے جو ان کے غریبوں کو کافی ہوجاوے اور غریبوں کو بھوکے ننگے ہونے کی جب بھی تکلیف ہوتی ہے مالداروں ہی کی (اس) کرتوت کی بدولت ہوتی ہے (کہ وہ زکوٰۃ نہیں دیتے) یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ ان سے (اسپر) سخت حساب لینے والا اور ان کو دردناک عذاب دینے والا ہے (طبرانی اوسط وصغیر) ف ایک حدیث میں اسکی تفصیل میں یہ بھی ارشاد ہے کہ محتاج لوگ قیامت میں اللہ تعالےٰ سے مالداروں کی یہ شکایت کریں گے کہ ہمارے حقوق جو آپنے انپر فرض کئے تھے انھوں نے ہمکو نہیں پہنچائے اللہ تعالیٰ اُن سے فرمائیگا اپنی عزت و جلال کی قسم ہے تم کو مقرب بناؤں گا اور ان کو دور کرونگا (طبرانی صغیر واوسط و ابوالشیخ کتاب الثواب) (۷) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ہمکو نماز کی پابندی کا اور زکوٰۃ دینے کا حکم کیا گیا ہے اور جو شخص زکوٰۃ نہ دے اسکی نماز بھی (مقبول) نہیں ہوتی (طبرانی واصبہانی) اور ایک روایت میں ان کا ارشاد ہے کہ جو شخص نماز کی پابندی کرے اور زکوٰۃ نہ دے وہ پورا مسلمان نہیں کہ اُسکا (نیک عمل اسکو نفع دے) (اصبہانی) ف لیکن اسکا یہ مطلب نہیں کہ یہ لوگ نماز بھی چھوڑ دیں اگر ایسا کریں گے تو اُسکا عذاب الگ ہوگا بلکہ مطلب یہ ہے کہ زکوٰۃ بھی دینے لگیں (۸) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسکو اللہ تعالےٰ نے مال دیا ہو پھر وہ اسکی زکوٰۃ ادا نہ کرے قیامت کے روز وہ مال ایک گنجے سانپ کی شکل بنا دیا جائیگا جسکی دونوں آنکھوں کے اوپر دو نقطے ہوں گے (ایسا سانپ بہت زہریلا ہوتا ہے) اور اسکے گلے میں طوق (یعنی ہنسلی) کی طرح ڈالدیا جائیگا اور اسکی دونوں باچھیں پکڑیگا اور کہیگا میں تیرا مال ہوں تیری جمع ہوں پھر آپنے (اسکی تصدیق میں) یہ آیت پڑھی ولا یحسبن الذین یبخلون الآیہ (اس آیت میں مال کے طوق بنائے جانیکا ذکر ہے) (بخاری ونسائی) (۹) عمارہ بن حزم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (علاوہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان لانے کے) اللہ تعالیٰ نے اسلام میں چار چیزیں اور فرض کی ہیں پس جو شخص ان میں سے تین کو ادا کرے تو وہ اسکو (پورا) کام نہ دینگی جب تک سب کو ادا نہ کرے اور زکوٰۃ اور رمضان کے روزے اور بیت اللہ کا حج (احمد) ف اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر نماز روزہ و حج سب کرتا ہو مگر زکوٰۃ نہ دیتا ہو وہ سب بھی اُسکی نجات کے لئے کافی نہیں (۱۰) حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

لہ وردی موقوفاً علی علیؓ وہو اشبہ لکنہ مرفوع حکماً ۱۲

زکوٰۃ نہ دینے والا قیامت کے دن دوزخ میں جائیگا (طبرانی صغیر) (ملا) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز تو سب کے سامنے ظاہر ہونے والی چیز ہے اسکو تو قبول کرلیا اور زکوٰۃ پوشیدہ چیز ہی اسکو دکھالیا (حقداروں کو نہ دیا) ایسے لوگ منافق ہیں (بزار) ف یعنی بعضے لوگ نماز اسی لئے پڑھتے ہیں کہ نہ پڑھیں گے تو سب کو خبر ہوگی اور زکوٰۃ اس لئے نہیں دیتے کہ اسکی کسی کو خبر نہیں ہوتی اور منافق ایسا ہی کرتے تھے ورنہ خدا کے حکم تو دونوں ہیں (ملا) حضرت بریدہؓ سے روایت ہیکہ جس قوم نے زکوٰۃ دینا بند کرلیا اللہ تعالیٰ اُن کو قحط میں مبتلا کرتا ہے۔ ایک اور روایت میں یہ لفظ ہیں کہ اللہ تعالیٰ اُن سے بارش کو روک لیتا ہے (طبرانی و حاکم و بیہقی) (ملا) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس مال میں زکوٰۃ ملی ہوئی رہتی ہو وہ اسکو برباد کردیتی ہے (بزار و بیہقی) ف زکوٰۃ ملنا یہ کہ اسمیں زکوٰۃ فرض ہوجائے اور نکالی نہ جاوے اور برباد ہوتا یہ کہ وہ مال جاتا رہے یا اسکی برکت جاتی رہے جیسا اگلی حدیث میں مذکور ہے (ملا) حضرت عمرؓ سے روایت ہیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی مال خشکی میں یا دریا میں تلف ہوتا ہی زکوٰۃ نہ دینے سے ہوتا ہی (طبرانی اوسط) ف اور اگر باوجود زکوٰۃ دینے کے شاذ و نادر تلف ہو جاوے تو وہ حقیقت میں تلف نہیں ہے کیونکہ اسکا اجر آخرت میں ملیگا اور زکوٰۃ نہ دینے سے جو تلف ہوا وہ سزا ہے اسپر اجر کا وعدہ نہیں (ملا) حضرت اسماء بنت یزیدؓ سے روایت ہیکہ میں اور میری خالہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس حالت میں حاضر ہوئے کہ ہم سونے کے کنگن پہنے ہوئے تھے آپ نے ہم سے پوچھا کہ کیا تم ان کی زکوٰۃ دیتی ہو ہم نے عرض کیا نہیں آپ نے فرمایا کیا تم کو اس سے ڈر نہیں لگتا تمکو اللہ تعالیٰ آگ کے کنگن پہنادے اسکی زکوٰۃ ادا کیا کرو (احمد بسند حسن) یہ سب روایتیں ترغیب ترہیب میں ہیں ف ان حدیثوں سے یہ امور ثابت ہوئے (الف) زکوٰۃ کی فرضیت اور فضیلت (ب) زکوٰۃ نہ دینے کا وبال اور عذاب دنیا میں تو مال کی بربادی یا بے برکتی اور آخرت میں دوزخ (ج) زکوٰۃ نہ دینے والے کی نماز و روزہ وغیرہ بھی مقبول نہ ہونا (د) زکوٰۃ نہ دینے والے کی حالت منافق کے مشابہ ہونا جسکا بیان (ملا) کے ذیل میں گذرا (ہ) زکوٰۃ کا حقوق العباد کے مشابہ ہونا جیسا کہ (ملا) کے ذیل میں گذرا اس سے اسکی تاکید دوسری عبادتوں سے اور زیادہ بڑھ گئی اب چند ضروری مضامین زکوٰۃ کے متعلق لکھتا ہوں (پہلا مضمون) جن چیزوں میں زکوٰۃ فرض ہے وہ کئی چیزیں ہیں ایک چاندی سونا خواہ وہ روپیہ اشرفی ہو خواہ نوٹ کی شکل میں پھر خواہ اپنے قبضہ میں ہو خواہ کسی کے ذمہ اودھار ہو جسکا اپنے پاس ثبوت ہو یا اودھار لینے والا اقراری ہو خواہ چاندی سونے

کے برتن یا زیور یا سچا گوٹہ ٹھپہ ہو۔ اگر صرف چاندی کی چیزیں ہوں اور وزن میں ساڑھے باون تولہ کے برابر ہو جاوے اور اگر چاندی کے ساتھ کچھ سونے کی بھی چیزیں ہوں اور سونے کے دام چاندی کے وزن کے ساتھ ملکر وہی ساڑھے باون روپیہ کے برابر ہو جاوے تو جس دن سے ان چیزوں کا مالک ہوا ہے اس دن سے اسلامی سال گذرنے پر اسکا چالیسواں حصہ زکوٰۃ فرض ہوگی اور احتیاط یہ ہے کہ اگر پچاس روپیہ کے برابر بھی مالیت ہو تب بھی سوا روپیہ زکوٰۃ کا دیدے اور دوسری چیز جس میں زکوٰۃ فرض ہے سوداگری کا مال ہے جب وہ قیمت میں اتنے کا ہو جسکا ابھی بیان ہوا ہے اور اس قیمت کی مقدار سے یہ بھی معلوم ہو گیا ہوگا کہ مسلمانوں میں کثرت سے ایسے لوگ ہیں جنپر زکوٰۃ فرض ہے کیونکہ اتنے زیور سے یا سوداگری کی اتنی مالیت سے بہت کم گھر خالی ہوں گے مگر وہ اس سے غافل ہیں سو اس کا ضرور خیال کرنا چاہیئے تیسری چیز ایسے اونٹ یا گائے بھینسیں یا بھیڑ بکریاں ہیں جنکو صرف دودھ اور بچے حاصل کرنیکے لئے پالا ہو اور وہ جنگل میں چرتے ہوں چونکہ اس ملک میں اس کا رواج کم ہے لہذا ان کی تعداد جسمیں زکوٰۃ فرض ہو جاتی ہے نہیں لکھی گئی جس کو ضرورت ہو عالموں سے پوچھ لے چوتھی چیز عشری زمین کا پیداوار ہے اس کے مسائل بھی عالموں سے پوچھ لئے جاویں پانچویں چیز صدقہ فطر ہے جو عید کے دن زکوٰۃ والوں پر تو سب پر واجب ہے اور بعضے ایسے شخصوں پر بھی واجب ہے جن پر زکوٰۃ واجب نہیں اس کو بھی کسی عالم سے پوچھ لیں اپنی طرف سے اور نابالغ بچوں کی طرف سے دینا چاہیئے (دوسرا مضمون) سب سے زیادہ زکوٰۃ کے حقدار اپنے غریب رشتہ دار ہیں خواہ بستی میں ہوں یا دوسری جگہ انکے بعد اپنی بستی کے دوسرے غریب لیکن اگر دوسری بستی کے لوگ زیادہ غریب ہوں تو پھر ان ہی کا حق زیادہ ہے مگر جنکو زکوٰۃ دینا ہو وہ نہ بنی ہاشم ہوں یعنی سید وغیرہ اور نہ زکوٰۃ دینے والے کی ماں باپ یا دادا دادی یا نانا نانی یا اولاد یا میاں بی بی لگتے ہوں اور کفن یا مسجد میں لگانا بھی درست نہیں لیکن میت والے کو اگر دیدے تو درست ہے مگر پھر اس کو کفن میں لگانے یا نہ لگانے کا اختیار ہوگا اور اسی طرح ہر انجمن یا ہر مدرسہ میں دینا درست نہیں جبتک مدرسہ والوں اور انجمن والوں سے پوچھ نہ لے کہ تم زکوٰۃ کو کس طریقہ سے خرچ کرتے ہو اور پھر کسی عالم سے پوچھ لے کہ اس طریقہ سے خرچ کرنے سے زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے یا نہیں (تیسرا مضمون) مسلمانوں کی زیادہ پریشانی ظاہری و باطنی کا سبب افلاس ہے اور زکوٰۃ اس کا کافی علاج ہے اگر مالدار فضول خرچی نکریں اور ہٹے کٹے محنت مزدوری کرتے رہیں اور معذور لوگوں کی زکوٰۃ سے امداد ہوتی رہے تو مسلمانوں میں ایک بھی ننگا بھوکا نہ رہے حدیث ۱۶ میں خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد میں یہ مضمون صاف صاف مذکور ہے فقط

اشرف علی عفی عنہ

روح پانزدہم

علاوہ زکوٰۃ کے اور نیک کاموں میں خرچ کرنا اور ہمدردی کرنا (یعنی زکوٰۃ دے کر بے فکر اور بے رحم نہ ہو جاوے کہ اب ہمارے ذمہ کسی کی کوئی ہمدردی لازم نہیں سو ہی زکوٰۃ تو ایک بندھا ہوا حق ہے باقی بہت سے متفرق کام ایسے ہیں (۱) جو کہ موقع پر ان میں مال خرچ کرنا اور جس کے پاس مال نہ ہو یا جس مال کی ضرورت نہ ہو تو جان سے مدد کرنا بھی ضروری ہے باقی ضرورت کا درجہ اسکی تحقیق علما سے ہو سکتی ہے پہلے اجمالی دلیل میں ایک آیت اور حدیث کو لکھ کر پھر کچھ تفصیل لکھی جاویگی **اجمالی دلیل** (۱) حضرت فاطمہ بنت قیس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک مال میں زکوٰۃ کے علاوہ بھی حق ہے (یعنی واجب ہے) آپ نے یہ آیت پڑھی لیس البر ان تولوا الآیۃ (جس کا خلاصہ اس طرح ہوا کہ اس آیت میں اللہ نے زکوٰۃ کا بھی ذکر فرمایا اور خاص خاص موقع پر مال دینے کا بھی ذکر فرمایا اس سے ثابت ہوا کہ یہ موقع مال دینے کے زکوٰۃ کے علاوہ ہیں) (ترمذی و ابن ماجہ و دارمی) ف یہ دعوی آیت اور حدیث دونوں سے ثابت ہو گیا حاشیہ میں طیبی و مرقاۃ سے اسکی تفصیل کی کچھ مثالیں لکھی ہیں یعنی یہ کہ سائل کو اور قرض مانگنے والے کو محروم نہ کرے۔ برتنے کی چیز مانگی دینے سے انکار نہ کرے پانی نمک آگ وغیرہ خفیف چیزیں نہ روکے آگے آیتوں اور حدیثوں سے زیادہ تفصیل معلوم ہوگی **تفصیلی دلیلیں (آیات)** (۲) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور تم لوگ خرچ کیا کرو اللہ کی راہ میں (سیقول قریب نصف) (۳) کون شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کو قرض دے اچھے طور پر قرض دینا (یعنی اخلاص کیساتھ) الخ (سیقول قریب ختم) (۴) تم خیر کامل کو کبھی حاصل نہ کر سکو گے۔ یہاں تک کہ اپنی پیاری چیز کو خرچ نہ کرو گے اور جو کچھ بھی خرچ کرو گے اللہ تعالیٰ اس کو خوب جانتے ہیں (لن تنالوا شروع) (۵) وہ (جنت) تیار کیگئی ہے خدا سے ڈرنیوالوں کے لئے ایسے لوگ جو کہ خرچ کرتے ہیں فراغت میں اور تنگی میں (لن تنالوا ربع) (۶) بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے انکی جانوں کو اور ان کے مالوں کو اس بات کے عوض میں خرید لیا ہے کہ انکو جنت ملیگی (یعتذرون ربع اول) (۷) اور جو کچھ چھوٹا یا بڑا انھوں نے خرچ کیا اور جتنے میدان (اللہ کی راہ میں) انکو طے کرنے پڑے یہ سب ان کے نام لکھا گیا تاکہ اللہ تعالیٰ ان کو ان کے کاموں کا اچھے سے اچھا بدلہ دے (یعتذرون ربع اول) (۸) اور قرابت دار کو اسکا حق دیتے رہنا اور محتاج اور مسافر کو بھی (سبحن الذی ربع اول) (۹) اور جو چیز تم خرچ کرو گے سو وہ اسکا عوض دیگا (ومن یقنت بعد نصف) (۱۰) اور وہ لوگ خدا کی محبت سے غریب اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں (تبارک الذی سورہ دہر) ف اور بھی بہت آیتیں ہیں جنمیں زکوٰۃ کی قید نہیں دوسرے نیک کاموں میں خرچ کرنیکا مضمون مذکور ہے آگے احادیث ہیں (۱۱) حضرت ابوہریرہؓ سے

روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے بیٹے آدم کے تو (نیک کام میں) خرچ کر میں تجھ پر خرچ کرونگا (بخاری و مسلم) (ملا ۱۲) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں فرمایا کہ حرص (حب مال) سے بچو اس حرص نے پہلے لوگوں کو برباد کردیا (مسلم) (ملا ۱۳) حضرت ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی حیات میں ایک درہم خیرات کرنا مرنے کے وقت سو درہم خیرات کرنے سے بہتر ہے (ابو داؤد) (ملا ۱۴) حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خیرات کرنے میں (حتی الامکان) جلدی کیا کرو کیونکہ بلا اس سے آگے نہیں بڑھنے پاتی (بلکہ رک جاتی ہے) (رزین) ف ثواب کے علاوہ یہ دنیا کا بھی فائدہ ہے (ملا ۱۵) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ایک کھجور کی برابر پاک کمائی سے خیرات کرے گا اور اللہ تعالیٰ پاک ہی چیز کو قبول فرماتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکو اپنے داہنے ہاتھ میں لیتا ہے (داہنے کا مطلب اللہ ہی کو معلوم ہے) پھر اس کو بڑھاتا ہے جیسا تم میں کوئی اپنے بچھیرے کو پالتا ہے یہانتک کہ وہ پہاڑ کی برابر ہو جاتا ہے (بخاری و مسلم) (ملا ۱۶) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خیرات دینا مال کو کم نہیں ہونے دیتا (خواہ آمدنی بڑھ جائے یا برکت بڑھ جائے خواہ ثواب بڑھ جائے) (مسلم) (ملا ۱۷) حضرت ابو ذرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی قسم کی بھلائی کو حقیر نہ سمجھنا گو اتنی سہی کہ اپنے بھائی (مسلمان) سے خندہ پیشانی سے مل لو (مسلم) (ملا ۱۸) حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر مسلمان کے ذمہ کچھ نہ کچھ صدقہ کرنا ضروری ہے لوگوں نے عرض کیا کہ اگر کسی کے پاس (مال) موجود نہ ہو آپ نے فرمایا کہ اپنے ہاتھوں سے کچھ محنت کرے (اور مال حاصل کرکے) اپنے بھی کام میں لاوے اور صدقہ بھی کرے۔ لوگوں نے عرض کیا اگر (معذوری کی وجہ سے) یہ بھی نہ کر سکے یا (اتفاق سے) ایسا نکرے آپ نے فرمایا تو کسی پریشان حاجتمند کی مدد کردے (یہ بھی صدقہ ہے) لوگوں نے عرض کیا اگر یہ بھی نکرے آپ نے فرمایا کسی کو کوئی نیک بات بتلادے لوگوں نے عرض کیا اگر یہ بھی نکرے آپ نے فرمایا کسی کو شر نہ پہونچاوے یہ بھی اس کے لئے صدقہ ہے (بخاری و مسلم) ف ان سب کو صدقہ اسوجہ سے فرمایا جیسا صدقہ سے خلق کو نفع پہونچتا ہے ان کاموں سے بھی نفع پہونچتا ہے ورنہ صدقہ کے اصلی معنی تو اللہ کی راہ میں کچھ مال دینے کی ہیں اور نقصان پہونچانے کو نفع پہونچانے میں داخل فرمانا کتنی بڑی رحمت ہے (ملا ۱۹ و ملا ۲۰) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انسان کے ہر جوڑ پر ہر روز ایک صدقہ (لازم) ہے دو شخصوں کے درمیان انصاف کردے یہ بھی صدقہ ہے کسی شخص کو جانور پر سوار کرنے میں یا اس کا اسباب لادنے میں مدد کردے یہ بھی صدقہ ہے کوئی اچھی بات (جس سے کسی کا بھلا ہو جاوے) یہ بھی صدقہ ہے جو قدم نماز کی طرف اٹھاوے

وہ بھی صدقہ ہے کوئی تکلیف کی چیز راستہ سے ہٹا دے یہ بھی صدقہ ہے (بخاری ومسلم) ف مسلم کی ایک
دوسری حدیث میں اسکی شرح آئی ہے کہ (گنتی کے قابل) انسان کے اندر تین سو ساٹھ جوڑ ہیں
جس شخص نے روزمرہ اتنی نیکیاں کرلیں اس نے اپنے کو دوزخ سے بچالیا (۲۱) حضرت ابوہریرہ رضؓ
سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت اچھا صدقہ یہ ہے کہ کوئی اونٹنی دودھ
والی کسی کو مانگی دیدے بجاوے اور (اسی طرح) بکری دودھ والی کسی کو مانگی دیدے بجاوے (اس طرح کہ
وہ اس کا دودھ پیتا رہے جب دودھ نہ رہے لوٹا دوے) جو ایک برتن صبح کو بھردے ایک برتن
شام کو بھردے (بخاری ومسلم) (۲۲) حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا جو مسلمان کوئی درخت لگاوے یا کوئی کھیتی بودے پھر اسمیں سے کوئی انسان یا پرندہ یا چرندہ
جانور کھاوے وہ بھی اس کے لئے صدقہ ہوگا (بخاری ومسلم) اور مسلم کی ایک روایت میں حضرت
جابر رضؓ سے ہے کہ جو اسمیں سے چوری ہوجاوے وہ بھی اسکے لئے صدقہ ہے ف حالانکہ مالک نے چور کو نفع پہونچانے کا
ارادہ نہیں کیا پھر بھی صدقہ کا ثواب ملتا یہ کتنی بڑی رحمت ہے (۲۳) حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک بدچلن عورت کی اسپر بخشش ہوگئی کہ اس کا ایک کتے
پر گذر ہوا جو ایک کنویں کے کنارہ زبان لٹکائے ہوئے تھا۔ پیاس سے ہلاک ہونے کو تھا اس
عورت نے اپنا چمڑہ کا موزہ نکالا اور اسکو اپنی اوڑھنی میں باندھا اور اس کے لئے پانی نکالا (اور
اس کو پلایا) اس سے اسکی بخشش ہوگئی عرض کیا گیا کہ کیا ہم کو جانوروں کی خدمت کرنے) میں بھی
ثواب ملتا ہے آپ نے فرمایا جتنے تر کلیجہ والے ہیں (یعنی جاندار ہیں) ان سب میں ثواب ہے (بخاری ومسلم)
ف مگر جو موذی جانور ہیں جیسے سانپ بچھو ان کا حکم بخاری ومسلم کی دوسری حدیثوں میں آیا ہے
کہ انکو قتل کردو (باب المحرم یجتنب الصید) (۲۴) حضرت عبداللہ بن عمرو رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رحمان کی عبادت کرو اور کھانا کھلایا کرو اور سلام کو عام کرو (یعنی ہر مسلمان کو
سلام کرو خواہ اس سے جان پہچان ہو یا نہ ہو) تم جنت میں سلامتی کیساتھ داخل ہوجاؤگے (ترمذی وابن ماجہ) (۲۵)
حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اپنے بھائی (مسلمان) کا سامنا یعنی
ملاقات) ہو اسوقت مسکرانا (جس سے وہ سمجھے کہ مجھسے ملکر اسکو خوشی ہوئی ہے) یہ بھی صدقہ ہے اور کسیکو اچھی بات
کا حکم کردینا اور بری بات سے منع کردینا یہ بھی صدقہ ہے اور راستہ بھولجانیکے مقام میں کسیکو راستہ بتلا دینا
یہ بھی تیری لئے صدقہ ہے اور کسیکی بینائی میں خرابی ہو اسکی مدد کردینا بھی تیری لئے صدقہ ہے اور کوئی پتھر کانٹا ہڈی راستہ
سے ہٹا دینا یہ بھی تیری لئے صدقہ ہے اور اپنے ڈول سے اپنے بھائی کے ڈول میں (پانی) انڈیل دینا یہ بھی تیری لئے صدقہ ہے

(ترمذی) (۲۶) حضرت سعد بن عبادہ سے روایت ہے کہ انھوں نے عرض کیا کہ ام سعد (یعنی میری والدہ) مرگئیں سو کونسا صدقہ زیادہ فضیلت کا ہے (جسکا ثواب انکو بخشوں) آپ نے فرمایا جانی انھوں نے ایک کنواں کھدوادیا اور یہ کہدیا کہ یہ (یعنی اس کا ثواب) ام سعد کیلئے ہے (ابوداؤد و نسائی) (۲۷) حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان کسی مسلمان کو (اُس کے ننگے ہونے) (یعنی کپڑا نہ ہونے) کی حالت میں کپڑا دے اللہ تعالیٰ اسکو جنت کے سبز کپڑے دیگا اور جو مسلمان کسی مسلمان کو (اسکی) بھوک میں (یعنی کھانا نہ ہونے) کی حالت میں کھانا دے اللہ تعالیٰ اسکو جنت کے پھل دیگا اور جو مسلمان کسی مسلمان کو پیاس کے وقت پانی پلادے اسکو (جنت کی) مہر لگی ہوئی (یعنی نفیس) شراب پلادیگا (ابوداؤد و ترمذی) (۲۸) حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سات چیزیں ہیں جنکا ثواب بندہ کو مرنے کے بعد بھی جاری رہتا ہے اور وہ قبر میں پڑا ہوتا ہے جسنے علم (دین) سکھلایا یا کوئی نہر کھودی یا کنواں کھدایا یا کوئی درخت لگایا یا کوئی مسجد بنائی یا کوئی قرآن چھوڑ گیا یا کوئی اولاد چھوڑی جو اسکے لیے مرنیکے بعد بخشش کی دعا کرے (ترغیب از بزار و ابونعیم) اور ابن ماجہ نے درخت لگانا اور کنواں کھودنیکو صدقہ کا اور مسافرخانہ کا ذکر کیا ہے (ترغیب) اس حدیث سے دینی مدد کی اور رفاہ عام کے کاموں کی بھی فضیلت ثابت ہوئی (۲۹) حضرت سعدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ (مال تقسیم) فرمایا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ فلانے کو بھی دیجیے (حدیث کے اخیر میں ہے) پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں (بعض اوقات) کسی شخص کو دیتا ہوں حالانکہ دوسرا شخص مجھکو اس سے زیادہ محبوب ہوتا ہے (مگر) اس اندیشہ سے (دیتا ہوں) کہ اسکو اگر نہ ملے تو وہ اسلام پر قایم نہ رہے اور اسوجہ سے اللہ تعالیٰ اسکو دوزخ میں اوندھے منہ ڈالدے (کیونکہ بعضے نومسلم اول میں مضبوط نہیں ہوتے اور تکلیف کی سہار نہیں کرسکتے انکے اسلام سے پھر جانیکا اندیشہ رہتا ہے تو ان کو آرام دینا ضروری ہے) (بخاری و مسلم) ف اس حدیث سے نومسلموں کی امداد کرنیکی اور انکو آرام پہنچانیکی فضیلت ثابت ہوئی (۳۰) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم اس ذات کی جسنے مجھکو سچا دین دیکر بھیجا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس شخص کو عذاب نہ دیگا جسنے یتیم پر رحم کیا اور اس سے نرمی کیساتھ بات کی اور اسکی یتیمی اور بیچارگی پر ترس کھایا (ترغیب از طبرانی) ف اس حدیث سے یتیم خانوں کی امداد کی بھی فضیلت ہوئی۔ **خلاصہ** یہ آیتیں اور بیس حدیثیں ہیں جو مشکوٰۃ سے لیگئی ہیں بجز دو تین کے انمیں دوسری کتاب کا نام لکھدیا ہے ان سے بہت سے موقع مخلوق کو نفع پہنچانیکے معلوم ہوگئے ۔ یہ اسمیں ہی اور بہت کام ہیں جو سب کے سب ایک آیت اور ایک حدیث میں جمع ہیں **آیت** ایک دوسرے کی مدد نیکی اور تقوی (کے کاموں) میں (مائدہ) **حدیث** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے نزدیک سب آدمیوں سے زیادہ پیارا وہ ہے جو آدمیوں کو زیادہ نفع پہونچاوے (ترغیب عن الاصبہانی) اللہ تعالیٰ ہم سبکو توفیق دے

اشرف علی

روح یازدہم ملقب بباب الریّان

روزے رکھنا خاص کر فرض روزے رمضان کے اور واجب روزے، رکھنا روزہ بھی مثل نماز و زکوٰۃ کے اسلام کا ایک رکن یعنی بڑی شان کا ایک لازمی حکم ہے چنانچہ (۱) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے ایمان والو تم پر روزہ فرض کیا گیا اور (۲) ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے الخ (یہ وہ حدیث ہے جو روح چہارم کے ۹ میں گذر چکی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر نماز و زکوٰۃ و حج سب کرتا ہو مگر روزہ نہ رکھتا ہو تو اسکی نجات کیلئے کافی نہیں) روزہ میں ایک خاص بات ایسی ہے جو کسی عبادت میں نہیں وہ یہ کہ چونکہ روزہ ہونے یا نہ ہونے کی بجز اللہ کے کسی کو خبر نہیں ہو سکتی اسلئے روزہ وہی رکھیگا جسکو اللہ تعالیٰ کی محبت یا اللہ تعالیٰ کا ڈر ہوگا اور اگر فی الحال سمجھ کچھ کمی بھی ہوگی تو تجربہ سے ثابت ہے کہ محبت و عظمت کے کام کرنے سے محبت و عظمت پیدا ہو جاتی ہے اسلئے روزہ رکھنے سے یہ کمی پوری ہو جائیگی اور ظاہر ہے کہ جسکے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف اور محبت ہوگی وہ دین پر کتنا مضبوط ہوگا تو روزہ رکھنے میں دین کی مضبوطی کی خاصیت ثابت ہوگئی اگلی دو حدیثوں میں اسی بات کو اسطرح فرمایا ہے (۳) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا آدمی کے سب عمل اسکے لئے ہیں مگر روزہ کہ وہ خاص میرے لئے ہے (بخاری) (۴) ایک اور روایت میں حق تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ روزہ دار اپنا کھانا اپنا پینا اپنی نفسانی خواہش (جو بی بی سے متعلق ہو) میری وجہ سے چھوڑ دیتا ہے (بخاری) اور اس حدیث کی تفصیل ایک دوسری حدیث میں آئی ہے (۵) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حق تعالیٰ کا یہ ارشاد فرمایا کہ وہ کھانا میرے لئے چھوڑ دیتا ہے اور پینا میرے لئے چھوڑ دیتا ہے اور اپنی لذت میرے لئے چھوڑ دیتا ہے اور اپنی بی بی کو میرے لئے چھوڑ دیتا ہے (یعنی اپنی خواہش اس سے پوری نہیں کرتا) (ابن خزیمہ)

(ف) ان حدیثوں سے اوپر والی بات ثابت ہوگئی اور اسی لئے روزہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی چیز فرمایا جیسا عدد ۳ میں گذرا اور اسی خصوصیت مذکورہ کے سبب روزے کو اگلی حدیث میں بڑی تاکید سے سب عملوں میں بے نظیر فرمایا چنانچہ (۶) حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھکو کسی (بڑے) عمل کا حکم دیجئے فرمایا روزہ کو لو کیونکہ کوئی عمل اسکی برابر نہیں میں نے (دوبارہ) عرض کیا یا رسول اللہ مجھکو کسی (بڑے) عمل کا حکم دیجئے فرمایا روزہ کو لو کیونکہ کوئی عمل اسکی مثل نہیں میں نے (تیسری بار) پھر عرض کیا یا رسول اللہ مجھکو کسی (بڑے) عمل کا حکم دیجئے فرمایا روزہ کو لو کیونکہ کوئی عمل اسکی برابر نہیں (نسائی و ابن خزیمہ) ف یعنی بعض خصوصیتوں میں بے مثل ہے مثلاً خصوصیت مذکورہ میں اور روزہ میں جو حق تعالیٰ کی محبت اور خوف کی خاصیت ہے روزہ دار اگر اسکا خیال رکھے تو ضرور گناہوں سے بچیگا کیونکہ گناہ محبت اور خوف کی کمی ہی سے ہوتا ہے اور جب گناہوں سے بچیگا تو دوزخ سے بھی بچیگا اگلی حدیث کا یہی مطلب ہے (۷) پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے آپنے فرمایا روزہ ایک ڈھال ہے اور ایک مضبوط قلعہ ہے دوزخ سے (بچانیکے لئے) (احمد و بیہقی) اور جس طرح روزہ گناہوں سے بچاتا ہے جو کہ باطنی بیماریاں ہیں اسی طرح بہت سی ظاہری بیماریوں سے بھی بچاتا ہے کیونکہ زیادہ تر یہ بیماریاں کھانے پینے کی زیادتی سے ہوتی ہیں روزہ سے ایسی

کمی ہوگی تو ایسی بیماریاں بھی نہ آویں گی اگلی حدیث میں اسی کی طرف اشارہ ہے (۸) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر شی کی ایک زکوٰۃ ہے اور بدن کی زکوٰۃ روزہ ہے (ابن ماجہ) ف یعنی جسطرح
زکوٰۃ میں مال کا میل کچیل نکلجاتا ہے اسیطرح روزہ میں بدن کا میل کچیل یعنی مادہ فاسد جس سے بیماری پیدا ہوتی ہے دور
ہوجاتا ہے اور اگلی حدیث میں یہ مضمون بالکل ہی صاف آیا ہے (۹) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا روزہ رکھا کرو تندرست رہوگے (طبرانی) اور روزہ سے جسطرح ظاہری و باطنی مضرت زائل
ہوتی ہے اسی طرح اس سے ظاہری و باطنی مسرت حاصل ہوتی ہے چنانچہ (۱۰) حضرت ابوہریرہؓ سے ایک لمبی حدیث میں روایت ہے
کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ دار کو دو خوشیاں (نصیب) ہوتی ہیں ایک تو جب افطار کرتا ہے (یعنی روزہ
کھولتا ہے تو اپنے افطار پر خوش ہوتا ہے چنانچہ ظاہر ہے) اور جب اپنے پروردگار سے ملیگا (اُسوقت) اپنے روزہ پر خوش ہوگا۔
(بخاری) اور رمضان میں ایک دوسری عبادت اور بھی مقرر کیگئی ہے یعنی تراویح میں قرآن پڑھنا اور سننا جو کہ سنت
موکدہ ہے بعضی باتیں اسمیں روزے کی سی ہیں مثلاً نیند جو کہ کھانے پینے کیطرح نفس کو پیاری چیز ہے تراویح سے
اسمیں کسی قدر کمی ہوتی ہے اور مثلاً اس کم سونے کی بھی پوری خبر کسی کو نہیں ہوسکتی چنانچہ بہت دفعہ آدمی نماز میں سو
جاتا ہے اور دوسرے لوگ سمجھتے ہیں کہ جاگ رہا ہے اور مثلاً بعض دفعہ سجدہ میں نیند آجانے سے بدن ایسی وضع پر
ہوجاتا ہے کہ اس وضع پر سونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور جب وضو نہ رہا نماز بھی نہ رہی یا مثلاً وضو بھی نہ ٹوٹا مگر سوتے
ہوئے جسقدر حصہ نماز کا ادا ہوا ہے وہ صحیح نہیں ہوا تو ایسی حالتوں میں نیند جیسی پیاری چیز کو دفع کرنا یا تازہ وضو
کر کے اس نماز کو لوٹانا یا نماز کے اُس حصہ کو لوٹانا جو سوتے میں ادا ہوا ہے وہی شخص کر سکتا ہے جسکے دل میں خدا تعالیٰ کی محبت
اور خوف ہوگا پس روزہ کی طرح اس عبادت یعنی تراویح میں قرآن پڑھنے اور سننے میں بھی زیادہ دکھلاوا نہیں ہو سکتا
اللہ تعالیٰ نے ایک شان کی دو عبادتیں جمع فرمادیں ایک دن میں ایک رات میں اگلی دو حدیثوں میں اسی کا ذکر ہے (۱۱) رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزے کو فرض فرمایا اور میں نے رمضان کی شب
بیداری کو (تراویح و قرآن کیلئے) تمہارے واسطے (اللہ تعالیٰ کے حکم سے) سنت بنایا (جو موکدہ ہونیکے سبب بھی ضروری ہے)
جو شخص ایمان سے اور ثواب کے اعتقاد سے رمضان کا روزہ رکھے اور رمضان کی شب بیداری کرے وہ اپنے گناہوں سے
اس دن کیطرح نکلجاویگا جسدن اسکو اسکی ماں نے جنا تھا (نسائی) (۱۲) حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ اور قرآن دونوں قیامت کے دن بندہ کی شفاعت (یعنی بخشش
کی سفارش) کریں گے۔ روزہ کہیگا کہ اے میرے پروردگار میں نے اسکو کھانے اور نفسانی خواہش سے روکر رکھا
سو اسکے حق میں میری سفارش قبول کیجئے اور قرآن کہیگا کہ میں نے اسکو پورا سونیسے روکے رکھا سو اسکے حق میں
میری سفارش قبول کیجئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرماتے ہیں کہ ان دونوں کی سفارش قبول کرلیجاویگی (احمد و

طبرانی فی الکبیر ابن ابی الدنیا وحاکم) ف دونوں حدیثیں ملابست صیام وقیام میں مناسبت جس کی تفصیل ابھی اوپر آئی ہے ظاہر ہے۔ یہاں تک مضمون کا ایک سلسلہ تھا آگے متفرق طور پر لکھا جاتا ہے **آیت** (۱۳) ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے (ایک لانبی آیت میں) اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں (اخیر میں ارشاد فرمایا کہ) اللہ تعالیٰ نے انکے لئے بخشش اور بڑا ثواب تیار کیا ہے (احزاب) **احادیث** (۱۴) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک لانبی حدیث میں) فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے کہ روزہ دار کے منہ کی بدبو (جو فاقہ سے پیدا ہو جاتی ہے) اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ خوشبودار ہے (بخاری) ف اس بدبو کا اصلی سبب چونکہ معدہ ہے اس لئے یہ مسواک سے نہیں جاتی ہاں کچھ کم ہو جاتی ہے (۱۵) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک لانبی حدیث میں جسمیں اعمال کے ثواب کی مختلف مقداریں آئی ہیں ارشاد فرمایا کہ روزہ خاص اللہ ہی کیلئے ہے اسپر عمل کرنے والیکا ثواب (غیر محدود ہے) اسکو کوئی شخص نہیں جانتا بجز اللہ کے (طبرانی فی الاوسط وبیہقی) (۱۶) حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو آسمان کے دروازے کھولدیئے جاتے ہیں پھر ان میں کوئی دروازہ بند نہیں ہوتا یہاں تک کہ رمضان کی اخیر رات ہو جاتی ہے اور جو کوئی ایماندار بندہ ایسا نہیں جو ان راتوں میں سے کسی رات میں نماز پڑھے (مراد وہ نماز ہے جو رمضان کے سبب ہو جیسی تراویح) مگر اللہ تعالیٰ ہر سجدہ کے عوض ڈیڑھ ہزار نیکیاں لکھتا ہے اور اسکے لئے جنت میں ایک گھر سرخ یاقوت سے بناتا ہے جسکے ساٹھ ہزار دروازے ہونگے انمیں سے ہر دروازہ کے متعلق ایک محل سونیکا ہوگا جو سرخ یاقوت سے آراستہ ہوگا۔ پھر جب رمضان کے پہلے دن کا روزہ رکھتا ہے تو اسکے سب گذشتہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں (جو) رمضان (گذشتہ) کے ایسے ہی دن تک (ہوئے ہوں یعنی اس رمضان کی پہلی تاریخ سے پہلے رمضان کی پہلی تاریخ تک) اور ہر روز صبح کی نماز سے لیکر آفتاب کے چھپنے تک ستر ہزار فرشتے اسکے لئے مغفرت کی دعا کرتے ہیں اور یہ جتنی نمازیں رمضان کے مہینے میں پڑھیگا خواہ رات کو خواہ دن کو ہر سجدہ کے عوض ایک درخت ملیگا جسکے سایہ میں سوار پانچسو برس تک چل سکیگا (بیہقی) (۱۷) حضرت سلمانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کے آخری جمعہ میں خطبہ پڑھا اور فرمایا اے لوگو! تمہارے پاس ایک بڑا اور برکت والا مہینہ آپہونچا (یعنی رمضان) ایسا مہینہ جسمیں ایک رات ہے جو (ایسی ہے جسمیں عبادت کرنا) ایک ہزار مہینے (تک عبادت کرنے) سے افضل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسکے روزہ کو فرض کیا ہے اور اسکی شب بیداری (یعنی تراویح) کو فرض سے کم (یعنی سنت) کیا ہے جو شخص اسمیں کسی نیک کام سے (جو فرض نہ ہو) خدا تعالیٰ

عہ [illegible]

کی نزدیکی حاصل کرے وہ ایسا ہوگا جیسے اسکے سوا کسی دوسرے زمانہ میں ایک فرض ادا کرے اور جو
کوئی اسمیں فرض ادا کرے وہ ایسا ہوگا جیسے اسکے سوا کسی دوسرے زمانہ میں ستر فرض ادا کرے (آگے ارشاد
ہے کہ) جو شخص اسمیں کسی روزہ دار کا روزہ کھلوادے (یعنی کچھ افطاری دیدے) یہ اسکے گناہوں کی بخشش کا
اور دوزخ سے اسکے چھٹکارے کا ذریعہ ہو جائیگا اور اسکو بھی اس روزہ دار کی برابر ثواب ملیگا اسطرح سے
کہ اسکا ثواب بھی نہ گھٹیگا لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم میں ہر شخص کو تو اتنا میسر نہیں جس سے روزہ دار کا
روزہ کھلواسکے (یہ پوچھنے والے روزہ کھلوانیکا مطلب سمجھے کہ پیٹ بھر کر کھانا کھلاوے) آپ نے فرمایا اللہ
تعالیٰ یہ ثواب اس شخص کو بھی دیتا ہے جو کسی کا روزہ ایک چھوارے پر یا پیاس بھر پانی پر یا دودھ کی لسی پر
(جو دودھ میں پانی ملاکر بنائی جاتی ہے) کھلوادے الخ (ابن خزیمہ) اور رمضان کے متعلق ایک تیسری عبادت
اور بھی ہے یعنی اعتکاف رمضان کے اخیر دس دن میں جو ایسی سنت ہے کہ سب کے ذمہ ہے لیکن اگر بستی میں ایک بھی
کرلے تو سب کی طرف سے کافی ہے اور اعتکاف اسکو کہتے ہیں کہ یہ ارادہ کرکے مسجد میں پڑا رہے کہ اتنے دن تک بدون
پیشاب یا پاخانہ وغیرہ کی مجبوری کے یہاں سے نہ نکلونگا اور روزہ اور تراویح کیطرح اسمیں بھی نفس کی ایک
پیاری چیز چھوٹتی ہے یعنی کھلے مہار پھرنا اور اسی طرح اسمیں بھی دکھلاوا نہیں ہو سکتا کیونکہ کسی کو کیا خبر کہ
مسجد میں کسی خاص نیت سے بیٹھا ہے یا ویسے ہی آگیا ہے آگے اسکی فضیلت کا ذکر ہے (۱۸) علی بن حسین اپنے
باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص رمضان میں دس روز کا اعتکاف کرے
دو حج اور دو عمرہ جیسا (ثواب) ہوگا (بیہقی) (۱۹) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے اعتکاف کرنیوالے کے حق میں فرمایا کہ وہ تمام گناہوں سے رکا رہتا ہے اور اسکو ایسا ثواب ملتا ہے جیسے کوئی تمام نیکیاں
کررہا ہو (مشکوٰۃ از ابن ماجہ) اور ایک فضیلت اسمیں یہ بھی ہے کہ اسمیں مسجد میں حاضر رہنا پڑتا ہے اور مسجد میں حاضر
رہنے کی فضیلت روح دوازدہم میں گذر چکی ہے البتہ عورتیں گھر ہی میں اپنی نماز پڑھنے کی جگہ اعتکاف کریں
اور یہ سب عبادتیں جسدن ختم ہوتی ہیں یعنی عید کا دن اسکی بھی فضیلت آئی ہے چنانچہ (۲۰) حضرت انسؓ سے
(ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب عید کا دن ہوتا ہے اللہ تعالیٰ
فرشتوں سے فرماتا ہے کہ انھوں نے میرا فرض ادا کیا پھر دعا کے لئے نکلے ہیں اپنی عزت و جلال اور کرم و شان بلند
کی قسم میں ضرور ان کی عرض قبول کرونگا پھر فرماتا ہے کہ واپس جاؤ میں نے تمکو بخشدیا اور تمہاری برائیوں
کو بھلائیوں سے بدلدیا پس وہ بخشے بخشائے واپس آتے ہیں (مشکوٰۃ از بیہقی) آخر کی دو حدیثیں تو مشکوٰۃ
کی ہیں باقی سب ترغیب سے ہیں۔

اشرف علی

عہ وفی قولہ تعالیٰ ولا تباشروهن وانتم عاکفون فی المساجد اشارۃ لطیفۃ الی تخصیص الرجال بالمساجد حیث خص بالخطاب من یتصور منہ مباشرۃ النساء وما هم الا الرجال ۱۲

روح مقدم ملقب به بیت الدیان

حج کرنا (جس شخص میں شرطیں پائی جاویں اسپر) فرض ہی اور دوسری نیکیوں کی طرح اور حج بھی مثل نماز و زکوٰۃ و روزہ کی اسلام کا ایک رکن یعنی بڑی شان کا ایک لازمی حکم ہی چنانچہ (۱) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور اللہ کیواسطے لوگوں کے ذمہ اس مکان (یعنی کعبہ) کا حج کرنا ہی یعنی اس شخص کے (ذمہ) جو کہ طاقت رکھے وہاں تک پہونچنے کی سبیل (یعنی سامان) کی (آل عمران ع ۱۰)

اور (۲) ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے الخ (یہ وہ حدیث ہی جو روح چہاردہم کے ۹ میں گذر چکی ہی جس سے معلوم ہوتا ہی کہ اگر نماز و زکوٰۃ و روزہ سب کرتا ہو مگر حج فرض نہ کیا ہو تو اسکی نجات کیلئے کافی نہیں اور حج میں ایک خاص بات ایسی ہی جو اور عبادتوں میں نہیں وہ یہ ہی کہ اور عبادتوں کے افعال میں کچھ عقلی مصلحتیں بھی سمجھ میں آ جاتی ہیں مگر حج کے افعال میں بالکل عاشقانہ شان ہی تو حج وہی کریگا جسکا عشق عقل پر غالب ہوگا اور اگر فی الحال عشق میں کچھ کمی بھی ہوگی تو تجربہ سے ثابت ہی کہ عاشقانہ کام کرنے سے عشق پیدا ہو جاتا ہے اسلئے حج کرنے سے یہ کمی پوری ہو جائیگی اور خاصکر جب ان کاموں کو اسی خیال سے کریگا اور ظاہر ہی کہ جس کے دل میں خدا تعالیٰ کا عشق ہوگا وہ دین میں کتنا مضبوط ہوگا تو حج کرنے میں دین کی مضبوطی کی خاصیت ثابت ہوگئی (ایسی ہی تقریر روزہ کے بیان میں گذری ہی) اگلی حدیثوں سے اسکا پتہ چلتا ہی (۳) حضرت عائشہؓ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیت اللہ کے گرد پھرنا اور صفا مروہ کے درمیان پھیری کرنا اور کنکریوں کا مارنا یہ سب اللہ تعالیٰ کی یاد کے قائم کرنیکے لئے مقرر کیا گیا ہی (عین ابوداؤد باب الرمل) ف یعنی گو ظاہر میں تمکو تعجب ہو سکتا ہی کہ اس میں دوڑنے کنکریاں مارنے میں عقلی مصلحت کیا ہی مگر تم مصلحت مت ڈھونڈو یوں سمجھو کہ خدا تعالیٰ کا حکم ہی اسکے کرنے سے اسکی یاد ہوتی ہی اور اس سے علاقہ بڑھتا ہی اور محبت کا امتحان ہوتا ہی کہ جو بات عقل میں بھی نہیں آئی حکم سمجھکر اسکو بھی مان لیا پھر محبوب کے گھر کے بل بل قربان ہونا اسکے کوچہ میں دوڑے دوڑے پھرنا کھلم کھلا عاشقانہ حرکات ہیں (۴) زید بن اسلم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ سے سنا ہی فرماتے تھے کہ (اب طواف میں) شانے ہلاتے ہوئے دوڑنا اور شانوں کو چادرہ سے باہر نکال لینا کس وجہ سے ہی حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو (مکہ میں) قوت دیدی اور کفر والوں کو مٹا دیا (اور یہ فعل شروع ہوا تھا ان ہی کو اپنی قوت دکھلانیکے لئے جیسا روایات میں آیا ہی) اور باوجود اسکے (کہ اب مصلحت نہیں رہی مگر) ہم اس فعل کو نہ چھوڑیں گے جسکو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں آپ کے اتباع امرسکم کی کرتے تھے (دیکھو کہ خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسپر حجۃ الوداع میں عمل فرمایا جبکہ مکہ میں ایک بھی کافر نہ تھا) (عین ابوداؤد باب الرمل) ف اگر حج میں عاشقی کا رنگ غالب نہ ہوتا تو جب عقلی ضرورت ختم ہوگئی تھی یہ فعل بھی موقوف کر دیا جاتا (۵) عابس بن ربیعہ سے روایت ہی کہ حضرت عمرؓ حجر اسود کی طرف آئے اور اسکو بوسہ دیا اور فرمایا میں جانتا ہوں تو پتھر ہے نہ (کسی کو) نفع پہونچا سکتا ہی اور نہ نقصان اور اگر

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھتا کہ تجکو بوسہ دیتے تھے تو میں (کبھی) تجکو بوسہ نہ دیتا (عین ابوداؤد باب تقبیل الحجر) ف محبوب کے علاقہ کی چیز کو چومنے کا سبب بجز عشق کے اور کونسی مصلحت ہوسکتی ہے اور حضرت عمرؓ نے اپنے اس قول سے یہ بات ظاہر کردی کہ مسلمان حجر اسود کو معبود نہیں سمجھتے کیونکہ معبود تو وہی ہوتا ہے جو نفع و ضرر کا مالک ہو (۶) ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود کی طرف منہ کیا پھر اس پر اپنے دونوں لب (مبارک) ایسی حالت میں رکھے کہ بڑی دیر تک روتے رہے پھر جو نگاہ پھیری تو دیکھتے کیا ہیں کہ حضرت عمرؓ بھی رو رہے ہیں آپ نے فرمایا اے عمرؓ اس مقام پر آنسو بہائے جاتے ہیں (ابن ماجہ و ابن خزیمہ و حاکم و بیہقی) ف محبوب کی نشانی کو پیار کرتے ہوئے رونا صرف عشق ہی سے ہو سکتا ہے خوف وغیرہ سے نہیں ہو سکتا اور افعال عاشقانہ تو ارادہ سے بھی ہوسکتے ہیں مگر رونا بدون جوش کے ہو نہیں سکتا پس حج کا تعلق عشق سے اس حدیث سے اور زیادہ ثابت ہوتا ہے (۷) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک لمبی حدیث میں) فرمایا کہ جب عرفہ کا دن ہوتا ہے جسمیں حاجی لوگ عرفات میں جمع ہوتے ہیں) اللہ تعالیٰ فرشتوں سے ان لوگوں پر فخر کیساتھ فرماتا ہے کہ میرے بندوں کو دیکھو میرے پاس دور و دراز راستہ سے اس حالت میں آئے ہیں کہ پریشان بال ہیں اور غبار آلود بدن ہے اور دھوپ میں جل رہے ہیں میں گواہ کرتا ہوں کہ میں نے انکو بخشدیا (بیہقی و ابن خزیمہ) ف اس صورت کا عاشقانہ ہونا ظاہر ہے اور فخر کیساتھ اسکا ذکر فرمانا اس عاشقانہ صورت کے پیاری ہونیکو بتلا رہا ہے یہ چند حدیثیں حج میں عاشقی کی شان ہونیکی تائید میں بطور نمونہ کے لکھدی گئیں ورنہ حج کے سارے افعال کھلم کھلا اسی عاشقانہ رنگ کے ہیں یعنی مزدلفہ عرفات کے پہاڑوں میں پھرنا لبیک کہنے میں چیخنا پکارنا ننگے سر پھرنا اپنی زندگی کو موت کی شکل بنا لینا یعنی مردوں کا سا لباس پہننا ناخن بال تک نہ اکھاڑنا جوں تک کو نہ مارنا جیسے دیوانوں کی سی صورت بھی ہو جاتی ہے سر منڈانا کسی جانور کا شکار نہ کرنا خاص حد کے اندر درخت کا نہ کاٹنا گھاس تک نہ توڑنا جسمیں کوچہ محبوب کا ادب بھی ہے یہ کام عاقلوں کے ہیں یا عاشقوں کے اور انمیں بعض افعال جو عورتوں کیلئے نہیں ہیں اسکی ایک خاص وجہ ہے یعنی پردہ کی مصلحت اور خانہ کعبہ کے گرد گھومنا اور صفا مروہ کے بیچ میں دوڑنا اور خاص نشانوں پر کنکر پتھر مارنا اور حجر اسود کو بوسہ دینا اور زار زار رونا اور خاک آلودہ دھوپ میں جلتے ہوئے عرفات میں حاضر ہونا انکے عاشقانہ افعال ہونیکا ذکر اوپر حدیثوں میں آچکا ہے اور جس طرح حج میں عشق و محبت کا رنگ ہے اسکے ادا کا جس مقام سے تعلق ہے یعنی مکہ معظمہ مع اپنے تعلقات کے اسمیں بھی محبت کی شان رکھی گئی ہے جس سے حج کا وہ رنگ اور تیز ہو جائے چنانچہ آیت میں ہے (۸) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی کہ میں اپنی اولاد کو آپکے معظم گھر کے قریب آباد کرتا ہوں آپ کچھ لوگوں کے دلوں کو انکی طرف مائل کر دیجئے (سورہ ابراہیم مختصراً) ف اس دعا کا وہ اثر آنکھوں سے نظر آتا ہے جسکو ابن ابی حاتم نے سدی سے روایت کیا ہے (۹) کوئی مومن ایسا نہیں جسکا دل کعبہ کی محبت میں پھنسا ہوا نہ ہو حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اگر ابراہیم علیہ السلام یہ کہدیتے کہ لوگوں کے قلوب تو یہود و نصاریٰ کی بھی وہاں بھیڑ ہو جاتی لیکن انہوں نے اہل ایمان کو خاص کر دیا (کہ کچھ لوگوں کے قلوب کہدیا) (عین درمنثور) اور حدیث میں ہے چنانچہ (۱۰) حضرت

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے وقت مکہ معظمہ سے خطاب کر کے فرمایا تو کیسا اچھا شہر ہے اور میرا
کیسا کچھ محبوب ہے، اور اگر میری قوم مجھکو تجھ سے جدا نہ کرتی تو میں دوسری جگہ جا کر نہ رہتا (عین مشکوٰۃ از ترمذی) ف اور ہر ایک مومن کو
حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے تو آپ کے محبوب شہر یعنی مکہ معظمہ سے بھی ضرور محبت ہوگی تو مکہ کی محبت دو پیغمبروں کی دعا کا
اثر ہو ایسے ہی حج کی اور مقام کی دینی فضیلت تھی جو کہ اصلی فضیلت ہے اور بعضی دنیوی منفعتیں بھی اللہ تعالیٰ نے اس میں
رکھی ہیں گو حج میں انکی نیت نہ ہونا چاہیے مگر وہ خود حاصل ہو جاتی ہیں چنانچہ آگے دو آیتوں میں اسطرف اشارہ ہے (۱۱)
ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ خدا تعالیٰ نے کعبہ کو جو کہ ادب کا مکان ہے لوگوں (کی مصلحت) قائم رہنے کا سبب قرار دیا ہے
(مائدہ) ف مصلحت عام لفظ ہے سو کعبہ کی دینی مصلحتیں تو ظاہر ہیں اور دنیوی مصلحتیں بعضی یہ ہیں کہ جائے امن ہونا
وہاں ہر سال مجمع ہونا جس میں مالی ترقی اور قومی اتحاد بہت سہولت سے ہو سکتا ہے اور اسکے بقا تک عالم کا باقی رہنا
حتیٰ کہ جب کفار اسکو منہدم کر دینگے قریب ہی قیامت آجاویگی جیسا احادیث سے معلوم ہوتا ہے (بیان القرآن کا خلاصہ) (۱۲)
اللہ تعالیٰ نے (حج کیلئے لوگوں کے آنیکی حکمت میں) ارشاد فرمایا تاکہ اپنے (دینی و دنیوی) فوائد کیلئے آموجود ہوں (مثلاً
آخرت کے منافع یہ ہیں حج و ثواب و رضا اور دنیوی فوائد یہ ہیں قربانی کا گوشت کھانا اور تجارت و مثل ذلک) چنانچہ
(۱۳) ابن ابی حاتم نے اسکو حضرت ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے (کذا فی الدر و بیان القرآن) اور حج کے رنگ کی ایک دوسری
عبادت اور بھی ہے یعنی عمرہ جو کہ سنت مؤکدہ ہے جسکی حقیقت حج ہی کے بعض ما ثلثہ افعال ہیں اسی لئے اس کا لقب
حج اصغر ہے چنانچہ (۱۴) عبداللہ بن شداد اور مجاہد سے روایت ہے (عین در منثور عن ابن ابی شیبہ) کہ یہ حج کے زمانہ میں بھی ہوتا ہے
جس سے دو عبادتیں ایک شان کی جمع ہو جاتی ہیں اور دوسرے زمانہ میں بھی ہوتا ہے یہاں تک مضمون کا ایک سلسلہ تھا
آگے متفرق طور پر لکھا جاتا ہے (۱۵) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور جب حج یا عمرہ کرنا ہو تو اس حج اور عمرہ کو اللہ تعالیٰ
کے (خوش کرنیکے) واسطے پورا پورا ادا کیا کرو (کہ افعال و شرائط بھی سب بجالاؤ اور نیت بھی خالص ثواب کی ہو) (بیان
القرآن) (۱۶) حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو کوئی ظاہری مجبوری یا ظالم
بادشاہ یا کوئی معذور کر دینے والی بیماری حج سے روکنے والی نہ ہو اور وہ پھر بے حج کئے مر جاوے اسکو اختیار ہے خواہ یہودی ہو کر مرے
یا نصرانی ہو کر (عین مشکوٰۃ از دارمی) ف دیکھئے حج نہ کرنے میں کتنی سخت دھمکی ہے (۱۷) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص حج کا ارادہ کرے اسکو جلدی کرنا چاہیے (عین مشکوٰۃ از ابوداؤد و ترمذی)
(۱۸) حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حج اور عمرہ میں اتصال کر لیا کرو جبکہ زمانہ حج
کا ہو، دونوں افلاس کو اور گناہوں کو دور کرتے ہیں جیسا بھٹی لوہے اور سونے اور چاندی کے میل کو دور کرتی ہے
(بشرطیکہ کوئی دوسرا امر اس کے خلاف اثر کرنیوالا نہ پایا جاوے) اور جو حج اختیار سے کیا جاوے اسکا عوض بجز جنت کے
کچھ نہیں (عین مشکوٰۃ از ترمذی و نسائی) ف اسمیں حج و عمرہ کا ایک دینی نفع مذکور ہے اور ایک دنیوی نفع اور

گناہ سے مراد حقوق اللہ ہیں کیونکہ حقوق العباد تو شہادت سے بھی معاف نہیں ہوتے (لحدیث الا الدین کما فی المشکوٰۃ عن مسلم) (۱۹) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حج کرنیوالے اور عمرہ کرنیوالے اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں اگر وہ دعا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ انکی دعا قبول کرتا ہے اور اگر وہ اس سے مغفرت چاہتے ہیں وہ انکی مغفرت کرتا ہے (عین مشکوٰۃ از ابن ماجہ) (۲۰) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص حج کرنے یا عمرہ کرنے یا جہاد کرنے چلا پھر وہ راستہ ہی میں (انکاموں کے کرنے سے پہلے) مرگیا اللہ تعالیٰ اسکے لئے غازی اور حاجی اور عمرہ والے کا ثواب لکھیگا (عین مشکوٰۃ از بیہقی) اور حج سے متعلق ایک تیسرا عمل ونبھی ہے یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ شریفہ کی زیارت جو اکثر علماء کے نزدیک مستحب ہے اور جسطرح حج میں عشق الٰہی کی شان تھی اس زیارت میں عشق نبوی کی شان ہے اور جیسے حج سے عشق الٰہی میں ترقی ہوتی ہے زیارت سے عشق نبوی میں جسکے دلمیں اللہ و رسول کا عشق ہوگا وہ دین میں کتنا مضبوط ہوگا اس شان عشقی کا پتہ اس حدیث سے چلتا ہے (۲۱) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص حج کرکے میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کرے وہ ایسا ہے جیسے میری حیات میں میری زیارت کی (عین مشکوٰۃ از بیہقی) ف حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں زیارتوں کو برابر فرمایا اور جب کسی خاص زیارت کی تخصیص نہیں ہے تو ہر اثر میں برابر ہونگی اور ظاہر ہے کہ آپکی حیات میں آپکی زیارت ہوتی تو کسقدر آپکا عشق قلب میں پیدا ہوتا تو وفات کے بعد زیارت کرنیکا بھی یہی اثر ہوگا اور حدیث تو اس ہی کی تائید کیلئے لکھدی ورنہ اس زیارت کا یہ اثر ترقی عشق نبوی کھلم کھلا آنکھوں سے نظر آتا ہے اور جس طرح حج کے مقام یعنی مکہ معظمہ میں محبت کی شان رکھی گئی ہے جسکا بیان اوپر ہو چکا اسیطرح اس زیارت کے مقام یعنی مدینہ منورہ میں محبت کی شان رکھی گئی ہے چنانچہ (۲۲) حضرت ابوہریرہؓ سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ انھوں نے (یعنی ابراہیم علیہ السلام نے) تجھ سے مکہ کیلئے دعا کی ہے اور میں تجھ سے مدینہ کیلئے دعا کرتا ہوں وہی اور اتنی ہی اور بھی (مشکوٰۃ از مسلم) ف ۸ میں گذرا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ معظمہ کیلئے محبوبیت کی دعا فرمائی ہے تو مدینہ منورہ کیلئے دو گنی محبوبیت کی دعا ہوگی (۲۳) حضرت عائشہؓ سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ مدینہ کو ہمارا محبوب بنادے جیسے ہم مکہ سے کرتے تھے بلکہ اس سے بھی زیادہ الخ (مشکوٰۃ از بخاری و مسلم) (۲۴) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے تشریف لاتے اور مدینہ کی دیوار دیکھتے تو سواری کو تیز کردیتے مدینہ کی محبت کے سبب (مشکوٰۃ از بخاری) محبوب کا محبوب بھی محبوب ہوتا ہے تو ضرور سب مسلمانوں کو مدینہ سے محبت ہوگی (۲۵) یحییٰ بن سعیدؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روئے زمین پر کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں مجھکو اپنی قبر ہونا مدینہ سے زیادہ پسند ہو یہ بات تین بار فرمائی (مشکوٰۃ از مالک) اس میں بھی تقریر ہے جو اس سے پہلی حدیث میں تھی اور حج و زیارت سے محبت کا بڑھ جانا اور خود حج و زیارت کی اور انکی مقاموں کی بھی محبت ہر ایمان والے کے دلمیں ہونا دلیل کا محتاج نہیں اور اس محبت کا جو اثر دین پر پڑتا ہے اسکا بیان اوپر ہو چکا ہے پس معتقد ہونے والے مسلمانو اس دولت کو نہ چھوڑو (والروایات ماخوذۃ من کتب مختلفۃ صرح باسمائہا عند کل کتبہ اشرف علی)

روح ہشتدہم

قربانی کرنا، جس شخص پر زکوٰۃ فرض ہو اسپر قربانی کرنا بھی واجب ہے اور اسکا بیان کہ زکوٰۃ کس پر فرض ہوتی ہے روح چہاردہم کے اخیر حصہ کے پہلے مضمون میں گذر چکا ہے۔ (ملقب بلقب عیش الحیوان [1])

اور بعضے ایسے شخص پر بھی واجب ہے جسپر زکوٰۃ فرض نہیں اسکو کسی عالم سے زبانی پوچھ لے اور جسپر قربانی واجب نہ ہو اگر وہ بھی کرے یا اپنے نابالغ بچوں کی طرف سے بھی کرے تو اسکو بھی بہت ثواب ملتا ہے اور اگر کسی مرے ہوئے کی طرف سے کرے تو اس مرے ہوئے کو بھی بہت ثواب ملتا ہے اب اس کے متعلق آیتیں اور حدیثیں لکھی جاتی ہیں

آیات (۱) فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہر امت کے لئے قربانی کرنا اس غرض سے مقرر کیا تھا کہ وہ ان مخصوص چوپایوں پر (یعنی گائے اونٹ بکری بھیڑ پر) اللہ کا نام لیں جو اس نے ان کو عطا فرمائے تھے (اور یہ وہ جانور ہیں جنکا ذکر دوسری آیت میں مع ان کے کھانیکے حلال ہونیکے اس طرح آیا ہے کہ) آٹھ نر و مادہ یعنی بھیڑ میں دو قسم یعنی نر و مادہ اور بھیڑ میں دنبہ بھی آگیا) اور بکری میں بھی دو قسم اور اونٹ میں بھی دو قسم اور گائے میں بھی دو قسم (اور گائے میں بھینس بھی آگئی) (سورۂ انعام) (پھر ارشاد ہے) اور قربانی کے اونٹ اور گائے کو ہم نے اللہ (کے دین) کی یادگار بنایا ہے (کہ انکی قربانی سے اللہ تعالیٰ کی عظمت اور دین کی رفعت ظاہر ہوتی ہے اور اس حکمت کے علاوہ) ان جانوروں میں تمہارے (اور بھی فائدے ہیں (مثلاً دنیوی فائدہ کھانا اور کھلانا اور اخروی فائدہ ثواب) (پھر ارشاد ہے) اللہ تعالیٰ کے پاس نہ انکا گوشت پہونچتا ہے اور نہ انکا خون لیکن اسکے پاس تمہارا تقویٰ (اور اخلاص) پہونچتا ہے (پھر ارشاد ہے) اور اخلاص والوں کو خوشخبری سنا دیجئے (سورۂ حج)

ف (۱) اس سے معلوم ہوا کہ قربانی پہلی امتوں پر بھی تھی **ف** (۲) اگرچہ بکری بھیڑ بھی قربانی کے جانور ہیں اور اسلئے وہ بھی دین کی یادگار ہیں مگر آیت میں خاص اونٹ اور گائے کا ذکر فرمانا اسلئے ہے کہ انکی قربانی بھیڑ بکری کی قربانی سے افضل ہے اور اگر پوری گائے یا اونٹ نہ ہو بلکہ اسکا ساتواں حصہ قربانی میں لیے تو اسمیں یہ تفصیل ہے کہ اگر یہ ساتواں حصہ اور پوری بکری یا بھیڑ قیمت اور گوشت کی مقدار میں برابر ہوں تو جسکا گوشت عمدہ ہو وہی افضل ہے اگر قیمت اور گوشت میں برابر نہوں تو جو زیادہ ہو وہ افضل ہے (شامی از تاتارخانیہ) **ف** (۳) قربانی میں اخلاص یہ ہے کہ خاص حق تعالیٰ کیلئے اور اسی سے ثواب لینے کیلئے کرے (۴) آپ اپنے پروردگار کی نماز پڑھئے اور قربانی کیجئے (کوثر) **ف** یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا ہے جب آپ کو اس کی تاکید ہے تو ہمکو کیسے معاف ہوگی

---

[1] لقبت بلقب خاص کما قبلہ وما قبلہ وبقیت الاضحیۃ بالحیوان لہلا کہا صورۃ واثبت لہا العیش لبقاءہا اجرا ففیہ صنعۃ التقابل وفی الاجزاء الاولی من ہذہ الالقاب لطیفۃ اتفاقیۃ وہی ان الیاء کالمقدمۃ للبیت والبیت کالمقدمۃ للعیش ووقعت الاجزاء بہذا الترتیب ووقوع الاتفاقیۃ فی الثلثۃ لطیفۃ اخریٰ ومجی الاحرف المتانۃ عن الحاء والدال والراء فی الاجزاء الثانیۃ من الالقاب بترتیب خاص حیث جاء الاول فی الآخر والآخر فی الاول والاوسط فی کل اثنین منہا فصل من مدحا حد لطیفۃ ثالثۃ ومجی الحرف الاول فی الجزء الآخر وبالعکس ناسب کون الجزء الآخر مقدما من حیث کونہ مقصودا وکون الجزء الاول موخرا من حیث کونہ مقدمۃ وہذہ لطیفۃ رابعۃ فصارت الالقاب ذات لطائف

جیسے اسکے ساتھ کی چیز ہی یعنی نماز کہ امت پر بھی فرض ہو احادیث (۵) حضرت عائشہؓ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قربانی کے دن میں آدمی کا کوئی عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک قربانی کرنے سے زیادہ پیارا نہیں اور قربانی کا جانور قیامت کے دن مع اپنے سینگوں اور اپنے بالوں اور کھروں کے حاضر ہوگا (یعنی ان سب چیزوں کے بدلے ثواب ملیگا) اور (قربانی کا) خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے یہاں ایک خاص درجہ میں پہنچ جاتا ہی سو تم لوگ جی خوش کر کے قربانی کرو (زیادہ داموں کے خرچ ہو جانے پر جی برا مت کیا کرو) (ابن ماجہ و ترمذی و حاکم) (۶) زید بن ارقمؓ سے روایت ہی کہ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ یہ قربانی کیا چیز ہی آپ نے فرمایا تمہارے (نسبی یا روحانی) باپ ابراہیم علیہ السلام کا طریقہ ہی انھوں نے عرض کیا کہ ہمکو اسمیں کیا ملتا ہی یا رسول اللہ آپ نے فرمایا ہر بال کے بدلے ایک نیکی انھوں نے عرض کیا کہ اگر اون (والا جانور) ہو آپ نے فرمایا کہ ہر اون کے بدلے بھی ایک نیکی (حاکم) (۷) حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے فاطمہ اٹھ اور (ذبح کیوقت) اپنی قربانی کے پاس موجود رہ کیونکہ پہلا قطرہ جو قربانی کا زمین پر گرتا ہی اس کے ساتھ ہی تیرے لئے تمام گناہوں کی مغفرت ہو جائیگی (اور) یاد رکھ کہ (قیامت کے دن) اس (قربانی) کا خون اور گوشت لایا جائیگا اور تیری میزان (عمل) میں ستر حصے بڑھا کر رکھدیا جاویگا (اور ان سب کے بدلے نیکیاں دی جاوینگی) ابو سعیدؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ (ثواب مذکور) کیا خاص آل محمدؐ کیلئے ہی کیونکہ وہ اسکے لائق بھی ہیں کہ کسی چیز کے ساتھ خاص کئے جائیں یا آل محمد اور سب مسلمانوں کے لئے عام طور پر ہی آپ نے فرمایا کہ آل محمدؐ کے لئے (ایک طرح سے) خاص بھی ہی اور سب مسلمانوں کیلئے عام طور پر بھی ہے (اصبہانی) ف ایک طرح سے خاص ہونیکا مطلب ویسا ہی معلوم ہوتا ہی جیسا قرآن مجید میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے لئے فرمایا ہی کہ نیک کام کا ثواب بھی اوروں سے دونا ہی اور گناہ کا عذاب بھی دونا ہی سو قرآن مجید سے آپ کی بیبیوں کے لئے اور اس حدیث سے آپ کی اولاد کے لئے بھی یہ قانون ثابت ہوتا ہی اور اسکی بنا زیادہ بزرگی ہے (۸) حسین بن علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اسطرح قربانی کرے کہ اسکا دل خوش ہو کر اور اپنی قربانی میں ثواب کی نیت رکھتا ہو وہ قربانی اس شخص کیلئے دوزخ سے آڑ ہو جائیگی (طبرانی کبیر) (۹) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص قربانی کرنے کی گنجایش رکھے اور قربانی نہ کرے سو وہ ہماری عیدگاہ میں نہ آوے (حاکم) ف اس سے کسقدر ناراضی ٹپکتی ہی کیا کوئی مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضی کی سہار کر سکتا ہی اور یہ ناراضی اُسی سے ہے جسکے ذمہ قربانی واجب ہو اور جسکو گنجایش نہ ہو اسکے لئے نہیں یہ حدیثیں ترغیب میں ہیں (۱۰) حضرت جابرؓ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حج میں اپنی بیبیوں کی طرف سے ایک گائے قربانی کی اور ایک روایت میں ہی کہ آپ نے بقر عید کے

دن حضرت عائشہؓ کی طرف سے گائے قربانی کی (مسلم) ف یہ ضرور نہیں کہ ایک گائے سب بیبیوں کی طرف سے
کی ہو بلکہ ممکن ہے کہ سات سے اندر اندر کی ہو اور اونٹ بکری کثرت سے ملتے ہوئے گائے کی قربانی فرمانا اگر
اتفاقی طور پر نہ بھی جاوے تو ممکن ہے کہ یہ وجہ ہو کہ چونکہ آپ اس کو پسند کرتے تھے اس ترک کے مقابلے کے لئے آپ نے
اسکا اہتمام فرمایا ہو اور بعضی روایتوں میں جو گائے کے گوشت کا مرض (یعنی مضر) ہونا آیا ہے وہ شرعی حکم
نہیں ہے بطور پرہیز کے ہے جیسا کہ روح دہم نمبر ۹ میں حضرت علیؓ کو کھجور کھانے سے ممانعت فرمانے کا مضمون گذر
چکا ہے چنانچہ حلبی نے کہا ہے کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ حجاز خشک ملک ہے اور گائے کا گوشت بھی خشک ہے (مقاصد حسنہ فی
علیکم ۔ وفی لحوم البقر) اور مقاصد والے نے کہا ہے کہ وہ بات حجاز والوں کے ساتھ مخصوص ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ یہ معنے
پسند کئے گئے ہیں یعنی سب علماء نے اس کو پسند کیا ہے (علا) حنش سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علیؓ کو دیکھا کہ
دو دنبے قربانی کئے اور فرمایا ان میں ایک تو میری طرف سے ہے اور دوسرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہے
میں نے ان سے (اس کے متعلق گفتگو کی انہوں نے) فرمایا کہ حضور نے مجھکو اسکا حکم دیا ہے میں اس کو کبھی نہ چھوڑوں گا
(ابوداؤد و ترمذی) ف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم پر بڑا حق ہے اگر ہم ہر سال حضور کی طرف سے
بھی ایک حصہ کر دیا کریں تو کوئی بڑی بات نہیں (۱۲) ابو طلحہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے ایک دنبہ کی اپنی طرف سے قربانی فرمائی اور دوسرے دنبہ کے ذبح میں فرمایا کہ یہ (قربانی)
اسکی طرف سے ہے جو میری امت میں سے مجھپر ایمان لایا اور جس نے میری تصدیق کی (موصلی و کبیر و اوسط
یہ حدیثیں جمع الفوائد میں ہیں) ف ۱ مطلب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی امت کو ثواب میں شامل
کرنا تھا نہ یہ کہ قربانی سب کی طرف سے ایسے طور ہو گئی کہ اب کسی کے ذمہ قربانی باقی نہیں رہی ف ۲ ۔ غور
کرنے کی بات ہے کہ جب حضور نے قربانی میں امت کو یاد رکھا تو افسوس ہے کہ امتی حضور کو یاد نہ رکھیں
اور ایک حصہ بھی آپ کی طرف سے نہ کر دیا کریں (۱۳) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ اپنی قربانیوں کو خوب قوی کیا کرو (یعنی کھلا پلا کر) کیونکہ وہ پل صراط پر تمہاری سواریاں
ہونگی (کنز العمال فی عن ابی ہریرۃ) ف علماء نے سواریاں ہونیکے دو مطلب بیان کئے ہیں ایک یہ کہ
قربانی کے جانور خود سواریاں ہوجاوینگی اور اگر کئی جانور قربانی کئے ہوں یا تو سب کے بدلے میں ایک بہت
اچھی سواری ملجاویگی اور یا ایک ایک منزل میں ایک ایک جانور پر سواری کرینگے دوسرا مطلب یہ ہوسکتا ہے
کہ قربانیوں کی برکت سے پلصراط پر چلنا ایسا آسان ہو جاویگا جیسے گویا خود ان پر سوار ہو کر پار ہو گئے اور کنز العمال
میں ایک حدیث اس مضمون کی یہ ہے کہ سب سے افضل قربانی وہ ہے جو اعلیٰ درجہ کی ہو اور خوب موٹی ہو (حم
ک عن رجل) اور ایک حدیث یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ پیاری قربانی وہ ہے جو اعلیٰ درجہ کی ہو

عہ مجمع البحار مادۃ فرہ ۱۲

اور خوب موٹی ہو (ہو عن جل) (والضعف غیر مضر فی الفضائل لاسیما بعد انجبارہ بتعدد الطرق) **قربانی سے روکنے کا مسئلہ** بعضے ظالم لوگ قربانی کرنے پر خاصکر گائے کی قربانی پر مسلمانوں سے لڑائی جھگڑا کرتے ہیں اور کبھی عین قربانی کیوقت مسلمانوں پر چڑھ آتے ہیں اور قربانی جو کہ ان کا حق جائز بلکہ واجب ہے اسکے چھوڑنے پر مجبور کرتے ہیں جو سراسر انکی زیادتی ہے اور چونکہ اوپر آیتوں اور حدیثوں سے خاص گائے کا حلال ہونا اور اسکی قربانی کی فضیلت اور خود پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا گائے کی قربانی فرمانا بھی مذکور ہے اسلئے مسلمان اس مذہبی دست اندازی کو گوارا نہیں کرتے اور اپنی جان دیدیتے ہیں جس میں وہ بالکل بے قصور ہیں سو اسکے متعلق مسئلہ سمجھ لینا چاہیے کہ جسطرح ایسی مضبوطی کرنا جائز ہے[عہ] اگر کہیں ایسی مضبوطی کرنا خلاف مصلحت ہو تو شرع سے دوسری[عہ] بات بھی جائز ہے وہ یہ کہ اسوقت صبر کریں اور قربانی نہ کریں اور فوراً حکام کو اطلاع کر کے انسے مدد لیں اگر قربانی کی مدت یعنی بارہ تاریخ تک اسکا کافی انتظام کر دیا جاوے قربانی کر لیں اور اگر اسکے بعد انتظام ہو تو اگلے سال سے قربانی کریں اور اس سال قربانی کے حصہ کی قیمت محتاجوں کو دیدیں اور اگر پہلے سے معلوم ہو جائے کہ جھگڑا ہوگا تو اسوقت وہ طریقہ اختیار کریں جو روح دہم میں لکھا گیا ہے اسکا یہ مضمون ہے کہ اگر کسی مخالف کیطرف سے کوئی شورش ظاہر ہو تو حکام کے ذریعہ سے اسکی مدافعت کرو خواہ وہ خود انتظام کر دیں خواہ تم کو انتقام کی اجازت دیدیں اور اگر خود حکام ہی کی طرف سے کوئی ناگوار واقعہ پیش آوے تو تہذیب سے اپنی تکلیف کی اطلاع کر دو اگر پھر بھی حسب مرضی انتظام نہ ہو تو صبر کرو اور عمل سے یا زبان سے یا قلم سے مقابلہ مت کرو اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ تمہاری مصیبت دور ہو اھ اور اگر کہیں ظالم لوگ چھوڑ دینے پر نہ مانیں اور جان ہی لینے پر آمادہ ہوں تو مسلمانوں کو مقابلہ پر مضبوط ہو جانا ہر حال میں فرض ہے[سہ] گو کمزور ہی ہوں خلاصہ یہ کہ حتی الامکان فتنہ و فساد کو امن کیساتھ دفع کریں اور جو کوئی اسپر بھی سر ہی ہو جاوے تو پھر مرتا کیا نہ کرتا بقول سعدی ؎ چو دست از ہمہ حیلتے در گسست ؞ حلال است بردن بشمشیر دست ؞ اگر صلح خواہد عدو سر مپیچ ؞ دگر جنگ گوید عناں بر مپیچ ؞

کتبہ اشرف علی

عہ وعسہ ولیلہ ما فی کتاب الاکراہ من الدر المختار فان اکرہ علی اکل میتۃ الی قولہ حل الفعل فان صبر اثم الا اذا اراد مغایظۃ الکفار فلا باس وکذا لو لم یعلم الاباحۃ بالاکراہ وفیہ وان اکرہ علی الکفر الی قولہ یوجر لو صبر ومثلہ سائر حقوقہ تعالیٰ کافساد صوم وصلوٰۃ وکل ما ثبت فرضیتہ بالکتاب اھ قلت وسائر الشعائر عامۃ اصلہ کانت او خاصۃ لعارض ملحقۃ بالصوم والصلوٰۃ فافہم ۱۲

سہ وہذا من باب القتال حیث یفرض عیناً اذا ہجم العدو لا من باب الاکراہ ۱۲

روح نوزدہم آمدنی اور خرچ کا انتظام رکھنا (یعنی مال کمانے میں بھی کوئی بات دین کے خلاف نہ ہو اور اسکے خرچ کرنے میں بھی کوئی بات دین کے خلاف نہو (۱) بن مسعودؓ سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن کسی آدمی کے قدم (حساب کے موقع سے) نہیں ہٹیں گے جبتک کہ پانچ چیزونکا سوال ہو چکے گا اور (ان پانچ میں دو یہ بھی ہیں کہ) اس کے مال کے متعلق بھی (سوال ہوگا) کہ کہاں سے کمایا ہو (یعنی حلال ہو یا حرام ہو) اور کہاں میں خرچ کیا ہو (ترمذی) ف تفصیل اسکی یہ ہو کہ کمانے میں بھی کوئی کام دین کے خلاف نکرے جیسے سود لینا اور رشوت لینا اور کسی کا حق دبا لینا جیسے کسی کی زمین چھین لینا یا موروثی کا دعوی کرنا یا کسی کا قرض مار بیٹھنا یا کسی کا حصہ میراث کا نہ دینا جیسے بعضے آدمی لڑکیوں کو نہیں دیتے یا اسکے کمانے میں اتنا لپٹ جانا کہ تمازکی پرواہ نہ کرے یا آخرت کو بھول جاوے یا زکوٰۃ و حج ادا نکرے یا دین کی باتیں سیکھنا یا بزرگونکے پاس آنا جانا چھوڑ دے اور اسی طرح خرچ کرنے میں بھی کوئی کام دین کے خلاف نکرے جیسے گناہ کے کام میں خرچ کرنا یا شادی غمی کی رسموں میں یا نام کیلئے خرچ کرنا یا محض نفس کے خوش کرنیکو ضرورت سے زیادہ کھانے کپڑے یا مکان کی تعمیر یا سجاوٹ یا سواری شکار یا بچوں کے کھیل کھلونوں میں خرچ کرنا سو ان سب سے بچنا چاہیے اور اگر حلال کماوے اور اسکے ساتھ اگر مال کما کر یہ جمع کرے کچھ ڈر نہیں بلکہ بعضی صورتوں میں ایسا کرنا بہتر بلکہ ضروری ہو جیسے بیوی بچوں کا ساتھ ہو اور ان کے کھانے پینے یا انکو دین سکھلانے میں روپیہ کی حاجت ہو یا دین کی حفاظت میں روپیہ کی ضرورت ہو جیسے علم دین کے مدرسے ہیں یا مسلمانوں کی خدمت یا اسلام کی تبلیغ کی انجمنیں ہیں یا اسلامی یتیم خانے ہیں یا مسجدیں ہیں خاصکر جب دشمنان دین ان چیزونکے مٹانے کیلئے روپیہ خرچ کر رہے ہوں اور حالات ایسی ہوں کہ روپیہ کا مقابلہ روپیہ ہی سے ہو سکتا ہو جیسا اللہ تعالیٰ نے ایسے موقع کیلئے پلے ہوئے گھوڑے اور سامان درست رکھنے کا حکم فرمایا ہو (سورۂ توبہ) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے ہی گھوڑوں کے رکھنے میں خاص درجہ کے ثواب کا اور ان گھوڑوں کی ہر حالت پر بہت بہت نیکیوں کا وعدہ فرمایا ہو (مسلم) پس ایسی حالت میں دنیا اور دین کی موجودہ اور آئندہ حاجتوں کی کفایت کی قدر روپیہ حاصل کرنا عبادت ہوگا اگلی حدیث میں اسی کا ذکر ہو (۲) حضرت عبداللہؓ سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حلال کمائی کی تلاش کرنا فرض ہو بعد فرض (عبادت) کے (بیہقی) (۳) ابو کبشہ انماری سے (روایت لانبی حدیث میں) روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا چار شخصوں کیلئے ہو (انمیں سے) ایک وہ بندہ ہو کہ خدا تعالیٰ نے اسکو مال بھی دیا اور دین کی واقفیت بھی دی سو وہ اسمیں اپنے رب سے ڈرتا ہے اور اپنے رشتہ داروں سے سلوک کرتا ہو اور اسمیں اللہ تعالیٰ کیلئے اسکے حقوق پر عمل کرتا ہو یہ شخص سب سے افضل درجہ میں ہے الخ (ترمذی) (۴) حضرت ابو سعید خدریؓ سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ مال خوشنما خوش مزہ چیز ہو جو شخص اسکو حق کیساتھ (یعنی شرع کے موافق) حاصل کرے اور حق میں (یعنی جا

عہ دل علی ہذا التعمیم قولہ تعالیٰ وآخرین من دونہم لاتعلمونہم (توبہ) ۱۲ عہ مثلاً کوئی کافر زمیندار کسی مسلمان رعایا کو تنگ کرے اگر مسلمان

موقع میں) خرچ کرے تو وہ اچھی مدد دینے والی چیز ہے الخ (بخاری و مسلم) (۵) عمرو بن العاصؓ سے ایک لانبی حدیث میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا مال اچھے آدمی کیلئے اچھی چیز ہے (احمد) (۶) مقدام بن معدیکربؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آنیوالا ہے کہ اسمیں صرف اشرفی اور روپیہ ہی کام دیگا (۷) حضرت سفیان ثوریؒ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ مال پہلے زمانہ میں (یعنے صحابہ کے وقت میں) ناپسند کیا جاتا تھا (کیونکہ قلب میں دین میں قوت ہوتی تھی اسلئے مال سے قوت حاصل کرنیکی ضرورت نہ تھی اور اسکی خرابیوں پر نظر کرکے اس سے دور رہنا پسند کرتے تھے) لیکن اس زمانہ میں وہ مال مومن کی ڈھال ہے (یعنی اسکو بددینی سے بچاتا ہے کیونکہ قلب میں وہ قوت نہیں ہے مال کے نہونے سے پریشان ہو جاتا ہے اور پریشانی میں دین کو برباد کر لیتا ہے) اور یہ بھی فرمایا کہ اگر ہمارے پاس یہ اشرفیاں نہ ہوتیں تو یہ بڑے لوگ ہماری صافی بنالیتے (یعنی ذلیل وخوار سمجھتے [illegible] سے بعض دفعہ دین کا بھی نقصان ہو جاتا ہے اب مال کے سبب ہماری عزت کرتے ہیں اور عزت کے سبب ہمارا دین محفوظ رہتا ہے) اور یہ بھی فرمایا کہ جس شخص کے ہاتھ میں کچھ روپیہ پیسہ ہو اسکی درستی کرتا رہے (یعنی اسکو بڑھاتا رہے یا کم از کم اسکو برباد نہ کرے) کیونکہ یہ ایسا زمانہ ہے کہ اگر کوئی (اسمیں) محتاج ہو جاتا ہے تو سب سے پہلے اپنے دین ہی پر ہاتھ صاف کرتا ہے (جیسا ڈھال ہونے [illegible] بیان ہی گذرا ہے) اور یہ بھی فرمایا کہ حلال مال فضول خرچی کی برداشت نہیں کرسکتا (یعنی اکثر وہ اتنا ہوتا ہی نہیں کہ اسکو بے موقع اڑایا جاوے اور وہ پھر بھی ختم نہ ہو اسلئے اسکو سنبھال سنبھال کر ضرورت ضرورت میں خرچ کرے تاکہ جلدی ختم ہونیسے پریشانی نہو) (شرح سنہ) آگے حلال مال حاصل کرنیکے ذریعوں کی فضیلت کا ذکر ہے (۸) ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سچ بولنے والا امانت والا تاجر (قیامت میں) پیغمبروں اور ولیوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا (ترمذی و دارمی و دارقطنی) ف اسمیں حلال تجارت کی فضیلت ہے (۹) مقدام بن معدیکربؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی شخص نے کوئی کھانا اس سے اچھا نہیں کھایا کہ اپنی دستکاری سے کھاوے اور اللہ تعالیٰ کے پیغمبر داؤد علیہ السلام اپنی دستکاری سے کھاتے تھے (بخاری) اور وہ دستکاری زرہ بنانا ہے جیسا قرآن مجید میں آیا ہے اور اس سے حلال دستکاری کی فضیلت معلوم ہوئی البتہ حرام دستکاری گناہ کی چیز ہے جیسے جاندار کا فوٹو لینا یا تصویر بنانا یا باجے بجانا (۱۰) ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو نہیں بھیجا جسنے بکریاں نہ چرائی ہوں صحابہ نے عرض کیا اور آپنے بھی چرائی ہیں آپنے فرمایا ہاں میں اہل مکہ کی بکریاں کچھہ قیراطوں پر چرایا کرتا تھا (بخاری) ف قیراط دینار کا چوبیسواں حصہ ہوتا ہے اور دینار ہمارے سکہ سے قریب پونے تین روپیہ کے ہوتا ہے تو قیراط دو پائی کم دو آنہ کا ہوا۔ غالباً ہر بکری کی چرائی اتنی ٹھہر جاتی ہوگی اور اس سے ایسی مزدوری کی فضیلت معلوم ہوئی جسمیں کئی شخصوں کا کام کیا جائے

عہ وسیمی بالاجیر المشترک ۱۲

(۱۱) عتبہ بن المنذرؓ سے (ایک لمبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے کو آٹھ یا دس برس کیلئے نوکر رکھ دیا تھا (شعیب علیہ السلام کی بکریاں چرانے پر) (احمد و ابن ماجہ) **ف** یہ قصہ قرآن مجید میں بھی ہے اس سے ایسی نوکری کی فضیلت معلوم ہوئی جس میں ایک ہی شخص[عہ] کا کام کیا جاوے (۱۲) ثابت بن الضحاکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (زمین کو) کرایہ پر دینے کی اجازت دی ہے اور فرمایا ہے کہ اسکا کچھ حرج نہیں (مسلم) **ف** اس سے جائز کرایہ کی آمدنی کی اجازت معلوم ہوئی (۱۳) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی ایسا مسلمان نہیں کہ کوئی درخت لگادے یا کچھ کھیتی کرے پھر اس سے کوئی آدمی یا کوئی پرندہ یا کوئی مواشی کھاوے مگر اس شخص کیلئے وہ (کھانا) خیرات ہوتا ہے (یعنی خیرات کا ثواب ملتا ہے) (بخاری و مسلم) **ف** اس سے کھیتی کرنے کی اور اسی طرح درخت یا باغ لگانے کی فضیلت ثابت ہوتی ہے یہ بھی آمدنی کا ایک پسندیدہ ذریعہ ہوا (۱۴) حضرت انسؓ سے (ایک لمبی حدیث میں) روایت ہے کہ ایک شخص انصار میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ مانگنے آیا آپ نے اس کے گھر سے ایک ٹاٹ اور ایک پیالہ پانی پینے کا منگا کر اور اسکو نیلام کر کے اسکی قیمت میں سے کچھ اناج اور ایک کلہاڑی خرید کر اسکو دیکر فرمایا کہ جاؤ اور لکڑیاں کاٹ کر بیچو پھر فرمایا یہ تمہارے لئے اس سے بہتر ہے کہ مانگنے کا کام (قیامت کے دن) تمہارے چہرہ پر (ذلت کا) ایک داغ ہو کر ظاہر ہو (ابوداؤد و ابن ماجہ) **ف** اس سے ثابت ہوا کہ حلال پیشہ[عہ] کیسا ہی گھٹیا ہو اگرچہ گھاس ہی کھودنا ہو مانگنے سے اچھا ہے اگرچہ شان ہی بنا کر مانگا جاوے جیسے بہت لوگوں نے چندہ مانگنے کا پیشہ کر لیا ہے جس میں اپنی ذلت اور دوسروں پر گرانی ہوتی ہے البتہ اگر دینی کام کیلئے عام خطاب سے چندہ کی ضرورت ظاہر کیجاوے تو مضائقہ نہیں (۱۵) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ (حلال) پیشہ کرنیوالے مومن سے محبت کرتا ہے (عین ترغیب از طبرانی و بیہقی) **ف** اسمیں ہر حلال پیشہ آگیا کسی حلال پیشہ کو ذلیل نہ سمجھنا چاہئے آگے اسکا ذکر ہے کہ اپنی تسلی کیلئے حلال مال کا ذخیرہ رکھنا بھی مصلحت ہے (۱۶) حضرت عمرؓ سے (ایک لمبی حدیث میں) روایت ہے کہ (یہود بنی نضیر کے اموال (مراد زمینیں ہیں جو بذریعہ فتح مسلمانوں کے قبضہ میں آئی تھیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے (خرچ کے) لئے مخصوص تھے آپ اسمیں سے اپنی بیبیوں کا خرچ ایکسال کا دیدیتے تھے (اور) جو بچتا اسکو ہتھیار اور گھوڑوں (یعنی جہاد کے سامان) میں لگا دیتے (عین بخاری) (۱۷) کعب بن مالکؓ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میری توبہ یہ ہے کہ میں ہمیشہ سچ بولونگا اور اپنے کل مال کو اللہ و رسول کی نذر کر کے اس سے دستبردار ہو جاؤنگا آپ نے فرمایا کچھ مال تھام لینا چاہئے یہ تمہارے لئے بہتر (اور مصلحت) ہے (وہ مصلحت یہی ہے کہ گذر کا سامان اپنے پاس ہونے سے پریشانی نہیں ہونے پاتی) میں نے عرض کیا تو میں اپنا حصہ تھامے لیتا ہوں جو خیبر میں مجھکو ملا ہے (عین ترمذی) **ف** پہلی حدیث سے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بقدر ضرورت ذخیرہ رکھنا اور دوسری حدیث سے حضور کا اسکے لئے مشورہ دینا

عہ وسمی بالاجیر الخاص ۱۲ عہ بشرطیکہ دین کی ذلت نہ ہو جیسے مسلمان کسی کافر کی بہت ذلیل خدمت کرے ۱۲

ثابت ہوتا ہے (۱۸) ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ میں ایسے شخص سے نفرت رکھتا ہوں جو محض بیکار ہو نہ کسی دنیا کے کام میں ہو اور نہ آخرت کے کام میں ہو (عین مقاصد حسنہ از سعید بن منصور و احمد و ابن مبارک و بیہقی و ابن ابی شیبہ) ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس شخص سے متعلق کوئی دینی کام نہ ہو اسکو چاہئے کہ معاش کے کسی جائز کام میں لگے بیکار عمر نہ گذارے باقی دینی کام کرنے والوں کا مدار خود حق تعالیٰ پر ہے وہ معاش کی تدبیریں بیان تک مدد کا ذکر تھا آگے خرچ کا ذکر ہے (۱۹) حضرت مغیرہؓ سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے مال کے ضائع کرنے کو ناپسند فرمایا ہے (بخاری و مسلم) ف ضائع کرنیکا مطلب بے موقع خرچ کرنا ہے جسکی کچھ تفصیل حدیث کے ذیل میں ملنے کو ہے (۲۰) انسؓ و ابو امامہؓ و ابن عباسؓ و علیؓ سے (مجموعا و مرفوعا) روایت ہے کہ بیچ کی چال چلنا (یعنی نہ کنجوسی کرے اور نہ فضول اڑاوے بلکہ سوچ سمجھکر اور سنبھالکر ہاتھ روک کر کفایت شعاری اور انتظام و اعتدال کیساتھ ضرورت کے موقعوں میں صرف کرے تو اسطرح خرچ کرنا) آدھی کمائی ہے جو شخص خرچ کرنیمیں اسطرح بیچ کی چال چلیگا وہ محتاج نہیں ہوتا اور فضول اڑانے میں یا دہ مال ہی نہیں رہتا (عین مقاصد از عسکری و دیلمی وغیرہا) ف اسمیں خرچ کے انتظام کا گر بتلا دیا گیا اور دیکھا بھی جاتا ہے کہ زیادہ تر پریشانی و بربادی کا سبب یہی ہے کہ خرچ کا انتظام نہیں رکھا جاتا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جو ہاتھ میں ہے وہ ختم ہو جاتا ہے پھر قرض لینا شروع کرتے ہیں جسکی برے نتیجے بیشمار دنیا میں بھی جو کہ دیکھے جاتے ہیں اور آخرت میں بھی جیسا کہ (۲۱) عبد اللہ بن جحشؓ سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کے بارہ میں فرمایا (یعنی جو کسی کا مالی حق کسی کے ذمہ آتا ہو) قسم اس ذات کی کہ میری جان اسکے قبضہ میں ہے کہ اگر کوئی شخص جہاد میں شہید ہو جاوے پھر زندہ ہو کر (دوبارہ) شہید ہو جاوے پھر زندہ ہو کر (سہ بارہ) شہید ہو جاوے اور اسکے ذمہ کسیکا دین آتا ہو وہ جنت میں نہ جاویگا جب تک اسکا دین ادا نہ کیا جاویگا (عین ترغیب از نسائی و طبرانی و حاکم مع لفظ و تصحیح حاکم) ف البتہ جو دین کسی الیسی ضرورت سے لیا کہ شرع کے نزدیک بھی وہ ضرورت ہے اور اسکی ادا کی فکر میں بھی لگا رہا اسکی اجازت ہے (لاحادیث فی الترغیب عن الدین من الترغیب) ان سب حدیثوں سے ثابت ہو گیا کہ مال کا آمد و خرچ اگر شرع کیموافق ہو تو وہ خدا تعالیٰ کی ایک نعمت ہے اسمیں کوئی برائی نہیں اور جہاں برائی آتی ہے وہ اس صورت میں ہے جب اس کا آمد و خرچ شرع کے خلاف ہو جیسے حدیثوں میں نکاح کرنیکی اور نسل بڑھانیکی تاکید بھی آئی ہے (کما فی الروح الآتی) پھر بی بی اور اولاد کو دشمن بھی فرمایا ہے (تغابن) یعنی جب آخرت سے روکے (جلالین) یہی حالت مال کی ہے اسی لئے فتنہ ہونے میں بھی مال اور اولاد دونوں کا ساتھ ہی ذکر فرمایا (تغابن) یعنی جب آخرت سے غافل کرے (جلالین) پس ان سب کی ایک حالت ہوئی سو خدا تعالیٰ کی نعمتیں خوب برتو مگر غلام بن کر نہ کہ باغی بن کر یہ سب حدیثیں مشکوۃ سے لی ہیں اور بعضی حدیثیں جو دوسری کتابوں سے لی ہیں ان کے نام کے ساتھ لفظ عین بڑھا دیا

کتبہ اشرف علی

روح بستم

نکاح کرنا اور نسل بڑھانا (یعنی جس مرد یا جس عورت کو کوئی عذر نکاح سے روکنے والا نہو اسکے لئے کبھی مصلحت کے درجہ میں اور کبھی ضرورت کے درجہ میں اصلی حکم یہی ہے کہ نکاح کرلے چنانچہ (۱) ابن ابی نجیح سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ محتاج ہے محتاج ہے وہ مرد جس کی بی بی نہ ہو لوگوں نے عرض کیا کہ اگرچہ وہ بہت مال والا ہو (تب بھی وہ محتاج ہے) آپ نے فرمایا (ہاں) اگرچہ وہ بہت مال والا ہو (پھر فرمایا) محتاج ہے محتاج ہے وہ عورت جسکی خاوند نہو لوگوں نے عرض کیا کہ اگرچہ وہ بہت مالدار ہو (تب بھی وہ محتاج ہے) آپ نے فرمایا (ہاں) اگرچہ وہ بہت مال والی ہو (رزین) ف کیونکہ مال کا جو مقصود ہے یعنی راحت اور بےفکری نہ اس مرد کو نصیب ہے جسکی بی بی نہو اور نہ اس عورت کو نصیب ہے جسکے خاوند نہو چنانچہ دیکھا بھی جاتا ہے اور نکاح میں بڑی بڑی فائدے ہیں دین کے بھی اور دنیا کے بھی چنانچہ (۲) عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ای جوانوں کی جماعت جو شخص تم میں گھرستی کا بوجھ اٹھانیکی ہمت رکھتا ہو (یعنی بی بی کے حقوق ادا کر سکتا ہو) اسکو نکاح کر لینا چاہیے کیونکہ نکاح نگاہ کو نیچی رکھنے والا ہے اور شرمگاہ کو بچانے والا ہے (یعنے حرام نگاہ سے اور حرام فعل سے آسانی کیساتھ بچ سکتا ہے) (ستہ الا مالک) ف اس کا دینی فائدہ ہونا ظاہر ہے اور دنیوی فائدہ ایک تو ۱ میں مذکور ہو چکا ہے اور کچھ آگے مذکور ہوتے ہیں (۳) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتوں سے نکاح کرو وہ تمہارے لئے مال لاوینگی (بزار) ف یہ بات اسوقت ہے جب میاں بی بی دونوں سمجھدار اور ایک دوسرے کے خیرخواہ ہوں سوایسی حالت میں مرد تو یہ سمجھکر کہ میرے ذمہ خرچ بڑھ گیا ہے کمانے میں زیادہ کوشش کریگا اور عورت گھر کا ایسا انتظام کریگی جو مرد نہیں کر سکتا اور اس حالت میں راحت اور بےفکری لازم ہے اور مال کا یہی فائدہ ہے یہ مطلب ہوا مال لانیکا (۴) ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ کونسی عورت سب سے اچھی ہے آپ نے فرمایا جو ایسی ہو کہ جب شوہر اسکو دیکھے (دل) خوش ہو جاوے اور جب اسکو کوئی حکم دے تو اسکو بجا لاوے اور اپنی ذات اور مال کے بارہ میں کوئی ناگوار بات کرکے اسکے خلاف نہ کرے (نسائی) ف خوشی اور فرمانبرداری اور موافقت کتنی بڑی فائدے ہیں (۵) حضرت علیؓ سے (ایک لمبی حدیث میں) روایت ہے کہ حضرت فاطمہؓ کے ہاتھ اور سینہ میں چکی پیسنے سے اور پانی ڈھونے سے نشان پڑگئے اور جھاڑو کی گرد اور چولھے کے دھوئیں سے کپڑے میلے ہوگئے کہیں سے کچھ لونڈیاں آئی تھیں انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک لونڈی مانگی آپ نے فرمایا ای فاطمہ اللہ تعالی سے ڈرو اور اپنے پروردگار کا فرض ادا کرتی رہو اور اپنے گھر والوں کا کام کرتی رہو (بخاری ومسلم وابوداود وترمذی) ف حضرت فاطمہؓ سے بڑی کون ہوگی جو گھر کا کام نکریں تو گھر کا انتظام رہنا کتنا بڑا فائدہ ہے (۶) معقل بن یسارؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسی عورت سے نکاح کرو جو محبت کرنیوالی ہو اور بچے جننے والی ہو اگر وہ بیوہ ہے تو پہلے نکاح سے اسکا اندازہ ہو سکتا ہے اور اگر کنواری ہے تو اسکی تندرستی سے اور اسکے خاندان کی نکاح کی ہوئی

عورتوں سے اسکا اندازہ ہوسکتا ہے) کیونکہ میں تمہاری کثرت سے اور امتوں پر فخر کرونگا (کہ میری امت اتنی زیادہ ہے) (ابوداؤد و نسائی) ف اولاد کا ہونا بھی کتنا بڑا فائدہ ہے زندگی میں بھی کہ وہ سب سے بڑھکر اپنے خدمت گزار و مددگار اور فرمانبردار اور خیر خواہ ہوتی ہیں (کما ہو مشاہد فی الاکثر) اور مرنیکے بعد اسکے لئے دعا بھی کرتی ہیں (عین مشکوٰۃ باب العلم از مسلم) اور اگر آگے نیک نسل چلی تو اسکے دینی راستہ پر چلنے والے مدتوں تک رہتے ہیں (روح ۵ دوم) اور قیامت میں بھی اسطرح کہ جو بچپن میں مرگئے وہ اسکو بخشوائینگے (کتاب الجنائز) اور جو بالغ ہو کر نیک ہوئے وہ بھی سفارش کرینگے (روح سوم ۶ و ۷) اور سب سے بڑی بات یہ کہ مسلمانوں کی تعداد بڑھتی ہے جس سے دنیا میں بھی قوت بڑھتی ہے اور قیامت میں ہمارے پیغمبر خوش ہو کر فخر فرماوینگے سو نکاح نہ کرنا اتنے فائدوں کو برباد کرتا ہے اور اگر کسی ملک میں شرع کے موافق باندی مل سکے ان فائدوں کے حاصل کرنے میں وہ بھی بجائے بی بی کے ہے پس بدون معقول عذر کے حلال عورت سے خالی رہنے کی برائی آئی ہے چنانچہ (۷) ابوذر سے روایت ہے کہ عکاف بن بشر تمیمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے آپ نے انسے فرمایا اے عکاف کیا تمہاری بی بی ہے عرض کیا نہیں آپنے فرمایا اور باندی بھی نہیں عرض کیا باندی بھی نہیں آپنے فرمایا اور خیر سے تم مالدار بھی ہو وہ بولے خیر سے میں مالدار بھی ہوں آپنے فرمایا پھر تو تم اس حالت میں شیطان کے بھائی ہی ہو اگر تم نصاری میں سے ہوتے تو انکے راہبوں میں سے ہوتے ہمارا (یعنی اہل اسلام کا) طریقہ نکاح کرنا ہے (یا شرعی باندی رکھنا) تم میں سب سے بدتر مجرد لوگ ہیں شیطان کے پاس کوئی ہتیار جو نیک لوگوں میں پورا اثر کرنیوالا ہو عورتوں سے بڑھکر نہیں مگر جو لوگ نکاح کئے ہوئے ہیں وہ گندی باتوں سے پاک صاف ہیں (احمد مختصرًا) ف یہ اس حالت میں ہے جب نفس میں عورت کا تقاضا ہو سو جب حلال نہ ہوگی حرام کا ڈر ظاہر ہے اور یہ فائدے دین و دنیا کے جو ذکر کئے گئے پوری طور سے اسوقت حاصل ہوتی ہیں جب میاں بی بی میں محبت ہو اور محبت اسوقت ہوتی ہے جب ایک دوسرے کے حقوق ادا کرتے رہیں پھر ان حقوق کا حکم بھی ہے اسلئے کچھ بڑے بڑے حقوق کا ذکر کیا جاتا ہے باقی حقوق اسی سے سمجھ میں آجاوینگے بی بی کے حقوق یہ ہیں (۸) ابوموسی اشعری سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اس شخص کی فضیلت فرمائی جسکے پاس کوئی باندی تھی اسنے اسکو (دینی) ادب اور علم اچھی طرح سکھلایا الخ (عین مشکوٰۃ از بخاری و مسلم) ف ظاہر ہے کہ بی بی کا حق باندی سے زیادہ ہی ہے تو اسکو علم دین سکھلانیکی کیسی کچھ فضیلت ہوگی اور روح دوم ۴ میں اسکا حکم قرآن ہے مذکور ہوا ہے (۹) ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورتوں کے حق میں (تمکو) اچھے برتاؤ کی نصیحت کرتا ہوں تم اسکو قبول کرو کیونکہ عورت ٹیڑھی پسلی سے پیدا ہوئی ہے سو اگر تم اسکو سیدھا کرنا چاہوگے تو اسکو توڑ دوگے اور اسکا توڑنا طلاق دیدینا ہے اور اگر اسکو اسکے حال پر رہنے دوگے تو وہ ٹیڑھی ہی رہیگی اسلئے انکے حق میں اچھے برتاؤ کی نصیحت قبول کرو (بخاری و مسلم و ترمذی) ف سیدھا کرنیکا یہ مطلب کہ انکی کوئی بات بھی تمہاری طبیعت کے خلاف نہو سو اس کوشش میں کامیابی

نہ ہوگی انجام کار طلاق کی نوبت آویگی اسلئے معمولی باتوں میں درگذر کرنا چاہئے نیز زیادہ سختی یا بے پروائی کرنیسے کبھی عورت کے دلمیں شیطان کیخلاف باتیں پیدا کردیتا ہے اسکا سب سے زیادہ خیال رکھنا چاہئے (۹) حکیمؓ بن معاویہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہماری بی بی کا ہمپر کیا حق ہے آپنے فرمایا یہ ہے کہ جب تم کھانا کھاؤ اسکو بھی کھلاؤ اور جب کپڑا پہنو اسکو بھی پہناؤ اور اسکے منھ پر مت مارو (یعنی قصور پر بھی منھ پر مت مارو اور بے قصور مارنا تو سب کے نزدیک برا ہے) اور نہ اسکو برا کو سنا دو اور اس سے ملنا جلنا چھوڑو مگر گھر کے اندر اندر رہکر (یعنی روٹھ کر گھر سے باہر مت جاؤ) (ابوداؤد) (۱۰) عبداللہ بن معہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں کوئی شخص اپنی بی بی کو غلام کی سی مار دے پھر شاید دن کے ختم ہونے پر اس سے ہمبستری کرنے لگے (بخاری ومسلم وترمذی) ف یعنی پھر کیسے آنکھیں ملیں گی (۱۱) حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ میں اور میمونہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھیں اتنے میں ابن ام مکتوم (نابینا) آئے اور یہ واقعہ ہمکو پردہ کا حکم ہونیکے بعد کا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم دونوں ان سے پردہ میں ہو جاؤ ہمنے عرض کیا وہ نابینا نہیں ہے نہ ہمکو دیکھتا ہے نہ ہمکو پہچانتا ہے آپنے فرمایا کیا تم بھی نابینا ہو کیا تم اسکو نہیں دیکھتیں (ترمذی وابوداؤد) ف یہ بھی بی بی کا حق ہے کہ اسکو نامحرم سے ایسا گہرا پردہ کراوے کہ نہ یہ اسکو دیکھے نہ وہ اسکو دیکھے اور اسمیں بی بی کے دین کی بھی حفاظت ہے کہ بے پردگی کی خرابیوں سے بچی رہیگی اور اسکی دنیا کی بھی حفاظت ہے اسلئے کہ تجربہ ہے کہ کسی سے جسقدر زیادہ خصوصیت ہوتی ہے اسیقدر اس سے زیادہ تعلق ہوتا ہے اور جتنی کوئی چیز عام ہوتی ہے اس سے کم تعلق ہوتا ہے اور پردہ میں یہ خصوصیت ظاہر ہے اسلئے تعلق بھی زیادہ ہوگا اور جتنا تعلق بی بی سے زیادہ ہوگا اتنا ہی اسکا حق زیادہ ادا ہوگا تو پردہ میں بی بی کا دنیا کا نفع بھی زیادہ ہوا۔ آگے خاوند کا حق مذکور ہوتا ہے (۱۳) ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ کسیکو سجدہ کرے تو بی بی کو حکم دیتا کہ شوہر کو سجدہ کرے (ترمذی) ف اس سے کتنا بڑا حق شوہر کا ثابت ہوتا ہے (۱۴) ابن ابی اوفیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات پاک کی جسکے ہاتھ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے عورت اپنے پروردگار کا حق ادا نکریگی جبتک اپنے شوہر کا حق ادا نکریگی (ابن ماجہ) ف یعنی صرف نماز روزہ کرکے یوں نہ سمجھ بیٹھے کہ میں نے اللہ تعالی کا حق ادا کر دیا وہ حق بھی پورا ادا نہیں ہوا (۱۵) ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس عورت کی نماز اسکے سر سے آگے نہیں بڑھتی (یعنی قبول نہیں ہوتی) جو اپنے خاوند کی نافرمانی کرے جبتک وہ اس سے باز نہ آجاوے (اوسط وصغیر طبرانی) یہانتک نکاح کی تاکید اور حقوق کا مضمون ہو چکا البتہ اگر نکاح سے روکنے والا کوئی قوی عذر ہو تو اس حالت میں نہ مرد کیلئے نکاح ضروری رہتا ہے نہ عورت کیلئے اگلی حدیثوں میں بعضے عذروں کا بیان ہے (۱۶) ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص اپنی بیٹی کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا اور عرض کیا کہ یہ میری بیٹی نکاح کرنیسے انکار کرتی ہے آپنے اس لڑکی سے فرمایا (نکاح کے بارہ میں) اپنے باپ کا کہنا مان لے اسنے عرض کیا قسم اس ذات کی جسنے آپکو سچا دین دیکر بھیجا میں نکاح نہ کروں گی جب تک

آپ مجھکو یہ بتلادیں کہ خاوند کا حق بی بی کے ذمہ کیا ہے آپنے فرمایا (اسمیں بعضے بڑے حقوق کا ذکر ہے) انہوں نے عرض کیا قسم
اس ذات کی جسنے آپکو سچا دین دیکر بھیجا میں ہی نکاح نکرونگی آپنے فرمایا عورتوں کا نکاح (جب وہ شرعاً بااختیار ہوں)
بدون انکی اجازت کے مت کرو (بزار) ف اسکا عذر یہ تھا کہ اسکو امید نہ تھی کہ خاوند کا حق ادا کرسکونگی آپ نے اسکو
مجبور نہیں فرمایا (۱۷) عوف بن مالک اشجعی رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اور وہ عورت
جسکے رخسارے (محنت مشقت سے) بدرنگ ہوگئے ہوں قیامت کے دن اسطرح ہونگے جیسے یہ بیچ کی انگلی اور شہادت کی انگلی
یعنی ایسی عورت جو اپنے خاوند سے بیوہ ہوگئی ہو اور شان و شوکت والی اور حسن و جمال والی ہے (جسکے طالب نکاح بہت سے
ہوسکتے ہیں مگر) اسنے اپنے کو یتیموں (کی خدمت) کیلئے مقید کردیا یہانتک (سیانے ہوکر) جدا ہوگئے یا مرگئے (ابو داؤد)
ف یہ اسصورت میں ہے جب عورت کو یہ اندیشہ ہو کہ دوسرا نکاح کرنیسے بچے برباد ہوجاوینگے پہلی حدیث میں پہلے نکاح کا اور
دوسری حدیث میں دوسرے نکاح کا عذر ہے یہ عذر عورت کیلئے تھے آگے مرد کے عذر کا ذکر ہے (۱۸) یحییٰ بن قدر رض سے روایت کیا
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ایک سو اسّی سنہ ہو (یعنی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے پورے دو سو برس کے
قریب گذر جاویں جسمیں فتنوں کی کثرت ہوگی اور بعضی روایت میں دوسو برس آئے ہیں کما فی عین تخریج العراقی علی الاحیاء عن ابی
یعلی والخطابی سو اسی کسر کو شمار نکرنیسے دونوں کا ایک ہی مطلب ہوا) میں (اسوقت) اپنی امت کیلئے مجرد رہنے کی اور تعلقات
چھوڑکر پہاڑونکی چوٹیوں میں رہنے کی اجازت دیتا ہوں (رزین) ف اسکا مفصل مطلب آگے آتا ہے (۱۹) ابن مسعود
و ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آویگا کہ آدمی کی ہلاکت اسکی بی بی
اور ماں باپ اور اولاد کے ہاتھوں ہوگی کہ یہ لوگ اس شخص کو ناداری سے عار دلائیں گے اور ایسی باتوں کی فرمایش کرینگے
جسکو یہ اٹھا نہیں سکیگا سو یہ ایسے کاموں میں گھس جاویگا جسمیں اسکا دین جاتا رہیگا پھر یہ برباد ہوجاویگا (عین تخریج مذکور
از خطابی و بیہقی) ف حاصل اس عذر کا ظاہر ہے کہ جب دین کے ضرر کا قوی اندیشہ ہو اور بعضے آدمی جو کم ہمتی سے نکاح نہیں کرتے
اور پرائے ٹکڑوں پر پڑے رہتے ہیں انکی یہ حدیث آئی ہے (۲۰) عیاض رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ
آدمی دوزخی ہیں (انمیں سے) ایک وہ کم ہمت ہے جسکو دین کی عقل نہیں جو لوگ تم میں طفیلی بنکر رہتے ہیں نہ اہل و عیال
رکھتے ہیں نہ مال رکھتے ہیں (مسلم) اور بی بیوں کی طرح اولاد کے بھی حقوق ہیں جنکا حکم بھی ہے اور انکو ادا کرنیسے یہ بھی زیادہ امید
ہے کہ وہ زیادہ خدمت کریں گے انمیں سے دینی حقوق کا ذکر روح دوم کے ۴ و ۵ و ۶ وے میں اور روح سوم ۳ و ۷ وے میں ہوچکا ہے
اور انکا دنیوی حق یہ ہے کہ جن چیزوں سے دنیا کا نفع اور آرام ملتا ہے وہ بھی سکھلاوے (۲۱) ابن عمر رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے بیٹوں کو تیرنا اور تیر چلانا سکھلاؤ اور عورت کو کاتنا سکھلاؤ (عین مقاصد از بیہقی) ف ان
تین کا نام مثال کے طور پر ہے مراد سب ضرورت کی چیزیں ہیں یہ سب حدیثیں جمع الفوائد سے لیگئیں اور بعض حدیثیں
جو دوسری کتابوں سے لی گئیں انکے نام کیساتھ لفظ عین بڑھا دیا گیا فقط

اشرف علی

روح بست و یکم

دنیا سے دل لگانا اور آخرت کی فکر میں رہنا۔ اس سے دین میں پختگی اور دل میں مضبوطی پیدا ہوتی ہے اور یہ بات اسطرح پیدا ہوتی ہے کہ ہمیشہ یوں سوچا کرے کہ دنیا ایک ردی درجہ کی چیز اور پھر ختم ہونیوالی ہے خاصکر اپنی عمر تو بہت ہی جلد گذر جائیگی اور آخرت ایک شاندار چیز اور آنیوالی ہے جسمیں موت تو بہت ہی جلد آکھڑی ہوئی ہے پھر لگاتار یہ واقعات ہونا شروع ہو جائینگے قبر کا ثواب عذاب۔ قیامت کا حساب کتاب۔ جنت دوزخ کی جزاو سزا۔ اسی مضمون کی چند آیتیں اور حدیثیں لکھی جاتی ہیں (۱) فرمایا اللہ تعالیٰ نے خوشنما معلوم ہوتی ہے (اکثر) لوگوں کو محبت مرغوب چیزوں کی مثلاً عورتیں ہیں۔ اور بیٹے ہیں۔ اور لگے ہوئے ڈھیر ہیں سونے اور چاندی کے اور نشان لگے ہوئے گھوڑے ہیں اور دوسرے مواشی ہیں۔ اور زراعت ہے (لیکن) یہ سب استعمالی چیزیں ہیں دنیوی زندگی کی اور انجام کار کی خوبی (کی چیز) تو اللہ ہی کے پاس ہے (جو بعد موت کے کام آویگی جس کی خبر دینے کا آگے حکم ہے یعنی) آپ (ان لوگوں سے یہ) فرما دیجئے کیا میں تمکو ایسی چیز بتادوں جو (بدرجہا) بہتر ہو ان (مذکورہ) چیزوں سے (سو سنو) ایسے لوگوں کیلئے جو (اللہ تعالیٰ سے) ڈرتے ہیں اُن کے مالک (حقیقی) کے پاس ایسے ایسے باغ ہیں (یعنی بہشت) جنکے پائیں میں نہریں جاری ہیں ان (بہشتوں) میں ہمیشہ ہمیشہ کو رہیں گے اور (ان کے لئے) ایسی بیبیاں ہیں جو (ہر طرح) صاف ستھری کی ہوئی ہیں اور (ان کے لئے) خوشنودی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے (آل عمران) (۲) فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو کچھ (دنیا میں) تمہارے پاس ہے وہ (ایک روز) ختم ہو جاویگا (خواہ زوال ہو یا موت سے) اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ دائم رہے گا (نحل) (۳) فرمایا اللہ تعالیٰ نے مال اور اولاد حیات دنیا کی ایک رونق ہے اور جو اعمال صالحہ (ہمیشہ ہمیشہ کو) باقی رہنے والے ہیں وہ آپ کے رب کے نزدیک (یعنی آخرت میں اس دنیا سے) ثواب کے اعتبار سے بھی (بدرجہا) بہتر ہے اور امید کے اعتبار سے بھی (بدرجہا) بہتر ہے (یعنی اعمال صالحہ پر جو امیدیں وابستہ ہوتی ہیں وہ آخرت میں پوری ہونگی اور اس سے بھی زیادہ ثواب ملیگا بخلاف متاع دنیا کے کہ اس سے خود دنیا ہی میں امیدیں پوری نہیں ہوتیں اور آخرت میں تو احتمال ہی نہیں (کہف) (۴) فرمایا اللہ تعالیٰ نے تم خوب جان لو کہ (آخرت کے مقابلہ میں) دنیوی حیات (ہرگز قابل اشتغال مقصود نہیں کیونکہ) وہ محض لہو و لعب اور (ایک ظاہری) زینت اور باہم ایک دوسرے پر فخر کرنا (قوت و جمال میں اور دنیوی ہنر و کمال میں) اور اموال و اولاد میں ایک کا دوسرے سے اپنے کو زیادہ بتلانا ہے (آگے دنیا کے زوال کو ایک مثال سے بیان کر کے فرماتے ہیں) اور آخرت (کی کیفیت یہ ہے کہ اس) میں (کفار کیلئے) عذاب شدید ہے اور (اہل ایمان کیلئے) خدا کی طرف سے مغفرت اور رضامندی ہے (حدید) (۵) فرمایا اللہ تعالیٰ نے بلکہ تم دنیوی زندگی کو

گویا تو پردیسی ہے (جیسکا قیام پردیس میں عارضی ہوتا ہے اسلئے اس سے دل نہیں لگاتا) یا (بلکہ ایسی طرح رہ جیسے گویا تو
راستہ میں چلا جا رہا ہے جسکا بالکل ہی قیام نہیں) اور حضرت ابن عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ جب شام کا وقت آوے تو صبح
کے وقت کا انتظار مت کر اور جب صبح کا وقت آوے تو شام کے وقت کا انتظار مت کر (بخاری) (۲۱) براء بن عازبؓ سے
(ایک لمبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مومن دنیا سے آخرت کو جانے لگتا ہے تو
اسکے پاس سفید چہرہ والے فرشتے آتے ہیں انکے پاس جنت کا کفن اور جنت کی خوشبو ہوتی ہے پھر ملک الموت آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے جان
پاک اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور رضامندی کی طرف چل پھر جب اسکو لیلیتے ہیں تو وہ فرشتے انکے ہاتھ میں نہیں رہنے دیتے اور اسکو
اس کفن اور خوشبو میں رکھ لیتے ہیں اور اس سے مشک کی سی خوشبو مہکتی ہے اور اسکو لیکر (اوپر) چڑھتے ہیں اور (زمین پر رہنے
والے) فرشتوں کی جس جماعت پر گذر ہوتا ہے وہ پوچھتے ہیں یہ پاک روح کون ہے یہ فرشتے اچھے اچھے القاب سے اسکا نام بتلاتے ہیں کہ یہ فلانا
فلانے کا بیٹا ہے پھر آسمان دنیا تک اسکو پہونچاتے ہیں اور اسکے لئے دروازہ کھلواتے ہیں اور دروازہ کھولدیا جاتا ہے اور ہر
آسمان کے مقرب فرشتے اپنے قریب والے آسمان تک اسکے ساتھ جاتے ہیں یہانتک کہ ساتویں آسمان تک اسکو پہونچایا
جاتا ہے حق تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندہ کا اعمالنامہ علیین میں لکھو اور اسکو (سوال و جواب کیلئے) زمین کیطرف لیجاؤ سو اسکی
روح اسکے بدن میں لوٹائی جاتی ہے (مگر اس طرح نہیں جیسے دنیا میں تھی بلکہ اس عالم کے مناسب جسکی حقیقت دیکھنے
سے معلوم ہوگی) پھر اسکے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور کہتے ہیں تیرا رب کون ہے وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے
پھر کہتے ہیں تیرا دین کیا ہے وہ کہتا ہے میرا دین اسلام ہے پھر کہتے ہیں یہ کون شخص ہیں جو تم میں بھیجے گئے
تھے وہ کہتا ہے وہ اللہ کے پیغمبر ہیں۔ ایک پکارنیوالا اللہ تعالیٰ کی طرف سے آسمان سے پکارتا ہے میرے
بندہ نے صحیح صحیح جواب دیا اس کیلئے جنت کا فرش کردو اور اسکو جنت کی پوشاک پہنا دو اور اسکے لئے جنت کی
طرف دروازہ کھولدو سو اسکو جنت کی ہوا اور خوشبو آتی رہتی ہے (اسکے بعد اسی حدیث میں کافر کا حال بیان
کیا گیا جو بالکل اسکی ضد ہے) (احمد) ف اسکے بعد یہ واقعات ہونگے الف صور پھونکا جاویگا ب سب
مردے زندہ ہونگے ج میدان حشر کی بڑی ہولیں ہونگی د حساب کتاب ہوگا ہ اعمال تولے جائیں گے
کسی کا حق رہگیا ہوگا اس کو نیکیاں دلائی جائینگی و خوش قسمتوں کو حوض کوثر کا پانی ملیگا ز پل صراط پر
چلنا ہوگا ح بعضے گناہوں کی سزا کیلئے جہنم میں عذاب ہوگا ط ایمان والوں کی شفاعت ہوگی ی
جنتی جنت میں جاویں گے وہاں حق تعالیٰ کا دیدار ہوگا ان سب واقعات کی تفصیل اکثر مسلمانوں کے
کان میں بارہا پڑی ہے اور جسنے نہ سنا ہو یا پھر معلوم کرنا چاہے شاہ رفیع الدین صاحب کا قیامت نامہ اردو پڑھ
لے۔ ان سب باتوں کو سوچا کرے اگر روز پڑھنے کا زیادہ وقت نہ ملے تو سونے ہی کے وقت ذرا اچھی طرح سوچ
لیا کرے یہ سب حدیثیں مشکوٰۃ سے لیگئی ہیں۔

اشرف علی

روح بست ودوم

گناہوں سے بچنا۔ گناہ ایسی چیز ہے کہ اگر اس میں سزا بھی نہ ہوتی تب بھی یہ سوچکر اس سے بچنا ضروری تھا کہ اس کے کرنے سے اللہ تعالیٰ کی ناراضی ہوجاتی ہے اگر دنیا میں کوئی اپنے ساتھ احسان کرتا ہو اسکو ناراض کرنیکی ہمت نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ کے احسانات تو بندہ کیساتھ بیشمار ہیں اسکے ناراض کرنیکی کیسے ہمت ہوتی ہے اور اب تو سزا کا بھی ڈر ہے خواہ دنیا میں بھی سزا ہوجاوے یا صرف آخرت میں چنانچہ دنیا میں ایک سزا یہ بھی ہے جو آنکھوں سے نظر آتی ہے کہ اس شخص کو دنیا سے رغبت اور آخرت سے وحشت ہوجاتی ہے اور اسکا اثر یہ ہوتا ہے کہ اس سے دل کی مضبوطی اور دین کی پختگی جاتی رہتی ہے جیسا روح بست ویکم کے شروع مضمون سے بھی یہ صاف سمجھا جاتا ہے تو اس حالت میں تو گناہ کے پاس بھی نہ پھٹکنا چاہیئے خواہ دل کے گناہ ہوں خواہ ہاتھ پاؤں کے خواہ زبان کے پھر خواہ وہ اللہ کے حقوق ہوں خواہ بندوں کے ہوں اور یہ سزا تو سب گناہوں میں شریک ہے اور بعض بعض گناہوں میں خاص خاص سزائیں بھی آئی ہیں ان سب باتوں کے متعلق حدیثیں لکھی جاتی ہیں (۱) ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن جس وقت گناہ کرتا ہے اسکے دل پر ایک سیاہ دھبہ ہوجاتا ہے پھر اگر توبہ استغفار کرلیا تو اسکا قلب صاف ہوجاتا ہے اور اگر (گناہ میں) زیادتی کی تو وہ (سیاہ دھبہ) اور زیادہ ہوجاتا ہے سو یہی ہے وہ زنگ جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے (اس آیت میں) فرمایا ہے ہرگز ایسا نہیں (جیسا یہ لوگ سمجھتے ہیں) بلکہ انکے دلوں پر ان کے اعمال (بد) کا زنگ بیٹھ گیا ہے (احمد ترمذی ابن ماجہ) (۲) حضرت معاذؓ سے (ایک لمبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے کو گناہ سے بچانا کیونکہ گناہ کرنے سے اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوجاتا ہے (احمد) (۳) انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمکو تمہاری بیماری اور دوا نہ بتلادوں سن لو کہ تمہاری بیماری گناہ ہیں اور تمہاری دوا استغفار ہے (عینی عن البیہقی والاشبہ انہ قول قتادۃ) (۴) انہیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دلوں میں ایک قسم کا زنگ لگ جاتا ہے (یعنی گناہوں سے) اور اسکی صفائی استغفار ہے (عینی عن بیہقی) (۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک آدمی محروم ہوجاتا ہے رزق سے گناہ کے سبب کو وہ اختیار کرتا ہے (عین جزاء الاعمال از مسند احمد ثوبانؓ) ف ظاہر میں بھی محروم ہوجانا تو کبھی ہوتا ہے اور رزق کی برکت سے محروم ہوجانا ہمیشہ ہوتا ہے (۶) عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ہم دس آدمی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے آپ ہماری طرف متوجہ ہوکر فرمانے لگے پانچ چیزیں ہیں میں خدا کی پناہ چاہتا ہوں کہ تم لوگ انکو پاؤ جب کسی قوم میں بے حیائی کے افعال علی الاعلان ہونے لگیں گے وہ طاعون میں مبتلا ہونگے اور ایسی ایسی بیماریوں میں گرفتار ہونگے جو انکے بڑوں کے وقت میں کبھی نہیں ہوئیں اور جب کوئی قوم ناپ تول میں کمی کریگی قحط اور تنگی اور ظلم حکام میں مبتلا ہوگی اور نہیں بند کیا کسی قوم نے زکوٰۃ کو مگر بند کیا جاویگا ان سے باران رحمت اگر بہائم بھی نہ ہوتے تو کبھی ان پر بارش نہ ہوتی اور نہیں عہد شکنی کی کسی قوم نے مگر مسلط فرمادیگا اللہ تعالیٰ ان پر انکے دشمن کو غیر قوم سے پس چھین لینگے

حہ کما فسر بہ فی الحدیث قولہ حالی من قبل ... فی الحدیث الآتی (۴) ... قال تعالیٰ ...

رہ آنکی اموات کی (عین جزاء الاعمال از ابن ماجہ) (۷) ابن عباسؓ سے روایت ہی کہ جب کسی قوم میں خیانت ظاہر ہوتی اللہ تعالیٰ انکے دلونمیں رعب ڈالدیتا ہی اور جو قوم ناحق فیصلہ کرنے لگی انپر دشمن مسلط کردیا گیا (مالک) (۸) ثوبان سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قریب زمانہ آرہا ہی کہ (کفار کی) تمام جماعتیں تمہارے مقابلہ ایک دوسری کو بلائیں گی جیسے کھانیوالے اپنے خوان کیطرف ایک دوسرے کو بلاتے ہیں ایک کہنے والے نے عرض کیا اور ہم اس روز (کیا) شمار میں کم ہونگے آپنے فرمایا نہیں بلکہ تم اس روز بہت ہو گے لیکن تم کوڑا (اور ناکارہ) ہو گے جیسے رو میں کوڑا آجاتا ہی اور اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کے دلونسے تمہاری ہیبت نکالدیگا اور تمہارے دلونمیں کمزوری ڈالدیگا ایک کہنے والے نے عرض کیا کہ یہ کمزوری کیا چیز ہی (یعنی اسکا سبب کیا ہی) آپنے فرمایا دنیا کی محبت اور موت سے نفرت (ابوداود و بیہقی) (۹) ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب اللہ تعالیٰ بندوں سے (گناہ ہونیکا) انتقام لینا چاہتا ہی بچے بکثرت مرتے ہیں اور عورتیں بانجھ ہو جاتی ہیں (عین جزاء الاعمال از ابن ابی الدنیا) (۱۰) ابوالدرداءؓ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی بادشاہونکا مالک میں بادشاہونکے دل میرے ہاتھ میں ہیں اور جب بندے میری اطاعت کرتے ہیں میں انکے بادشاہونکے دلونکو انپر رحمت اور شفقت کیساتھ پھیر دیتا ہوں اور جب بندے میری نافرمانی کرتے ہیں میں ان (بادشاہوں) کے دلونکو غضب اور عقوبت کیساتھ پھیر دیتا ہوں پھر وہ ان کو سخت عذاب کی تکلیف دیتے ہیں (آہ مختصراً ابونعیم) (۱۱) وہب نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ جب میری اطاعت کیجاتی ہی میں راضی ہوتا ہوں اور جب راضی ہوتا ہوں برکت کرتا ہوں اور میری برکت کی کوئی انتہا نہیں اور جب میری اطاعت نہیں ہوتی غضبناک ہوتا ہوں اور لعنت کرتا ہوں اور میری لعنت کا اثر سات پشت تک پہنچتا ہی (عین جزاء الاعمال از احمد) ف یہ مطلب نہیں کہ سات پشت پر لعنت ہوتی ہی بلکہ مطلب ہی کہ اسکے نیک ہونیسے جو اولاد کو برکت ملتی وہ نہ ملیگی (۱۲) وکیعؒ سے روایت ہی کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ جب بندہ اللہ تعالیٰ کی بے حکمی کرتا ہی تو اسکی تعریف کرنیوالا خود ہجو کرنے لگتا ہی (عین جزاء الاعمال از احمد) ف ان حدیثوں میں زیادہ تر مطلق گناہ کی خرابیاں مذکور ہیں اب بعض بعض گناہوں کی خاص خاص خرابیاں بھی لکھی جاتی ہیں (۱۳) جابرؓ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی سود کھانیوالے (یعنی لینے والے) پر اور اسکے کھلانیوالے (یعنی دینے والے) پر اور اسکے لکھنے والے پر اور اسکے گواہ پر اور فرمایا یہ سب برابر ہیں (یعنی بعض باتوں میں) (مسلم) (۱۴) ابوموسیٰؓ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کبائر کے بعد سب سے بڑا گناہ یہ ہی کہ کوئی شخص مرجاوے اور اسپر دین (یعنی کسی کا حق مالی) ہو اور اسکے ادا کرنے کے لئے کچھ نہ چھوڑ جاوے (اہ مختصراً احمد و ابوداود) (۱۵) ابی حرہ رقاشی اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سنو ظلم مت کرنا سنو کسی کا مال حلال نہیں بدون اسکی خوشدلی کے (بیہقی و دارقطنی)

ف اسمیں جیسے کھلم کھلا کسی کا حق چھین لینا یا مار لینا آ گیا جیسے کسی کا قرض یا میراث کا حصہ وغیرہ دبا لینا ایسی ہی جو چندہ دباؤ سے یا شرم ولحاظ سے لیا جاتا ہے وہ بھی آ گیا (۱۶) سالم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص (کسی کی) زمین سے بدون حق کے ذرا سی بھی لیلے (احمد کی) ایک حدیث میں ایک بالشت آیا ہے اسکو قیامت کے روز ساتوں زمین میں دھسایا جاویگا (بخاری) (۱۷) عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے رشوت دینے والے پر اور رشوت لینے پر (ابوداؤد وابن ماجہ وترمذی) اور ثوبان کی روایت میں یہ بھی زیادہ ہے اور (لعنت فرمائی ہے) اس شخص پر جو ان دونوں کے بیچ میں (معاملہ ٹھہرانے والا) ہو (احمد وبیہقی) ف البتہ جہاں بدون رشوت دیے ظالم کے ظلم سے نہ بچ سکے وہاں دینا جائز ہے مگر لینا وہاں بھی حرام ہے (۱۸) عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب اور جوے سے منع فرمایا (الخ ابوداؤد) ف شراب میں نشہ کی چیزیں آ گئیں اور جوئے میں بیمہ ولاٹری وغیرہ سب آ گئی (۱۹) ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی سب چیزوں سے منع فرمایا ہے جو نشہ لاوے (یعنی عقل میں فتور لاوے) یا جو حواس میں فتور لاوے (ابوداؤد) ف اس میں افیون بھی آ گئی اور بعضے حقے بھی آ گئے جن سے دماغ یا ہاتھ پاؤں کار ہو جاویں (۲۰) ابوامامہؓ سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجکو میرے رب نے حکم دیا ہے باجوں کے مٹانیکا جو ہاتھ سے بجائے جاویں اور جو منہ سے بجائے جاویں الخ (احمد) (۲۱) ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دونوں آنکھوں کا زنا (شہوت سے) نگاہ کرنا ہے اور دونوں کانوں کا زنا (شہوت سے) باتیں سننا ہے اور زبان کا زنا (شہوت سے) باتیں کرنا ہے اور ہاتھ کا زنا (شہوت سے کسی کا ہاتھ وغیرہ) پکڑنا ہے اور پاؤں کا زنا (شہوت سے) قدم اٹھا (کر جا) نا ہے اور قلب (کا زنا یہ ہے کہ وہ) خواہش کرتا ہے اور تمنا کرتا ہے (الخ مسلم) ف اور لڑکوں کیساتھ ایسی باتیں یا ایسی کام کرنا اس سے بھی زیادہ سخت گناہ ہے اور اس حدیث کو پہلی حدیث کو ملا کر دیکھنا چاہیے کہ ناچ رنگ میں کتنے گناہ جمع ہیں (۲۲) عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بڑی بڑی گناہ یہ ہیں اللہ تعالی کیساتھ شرک کرنا اور ماں باپ (کی نافرمانی کر کے ان) کو تکلیف دینا اور بے خطا جان کو قتل کرنا اور جھوٹی قسم کھانا (بخاری) (۲۳) حضرت انسؓ سے اس حدیث میں بجائے اسکے جھوٹی گواہی دینا ہے (بخاری ومسلم) (۲۴) ابوہریرہؓ سے (ایک لانبی حدیث میں) یہ چیزیں بھی ہیں یتیم کا مال کھانا اور (جنگجو کافر کی) جنگ کے وقت (جب شرع کیموافق جنگ ہو) بھاگ جانا اور پارسا ایمان والی بیبیوں کو جنکو (ایسی بری باتوں کی) خبر بھی نہیں تہمت لگانا (بخاری ومسلم) (۲۵) ابوہریرہؓ سے (ایک لانبی حدیث میں) یہ چیزیں بھی زنا کرنا چوری کرنا ڈکیتی کرنا (بخاری ومسلم)

(ع۲۶) عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار خصلتیں ہیں جسمیں وہ چاروں ہوں وہ خالص منافق ہوگا اور جسمیں ایک خصلت ہو اسمیں نفاق کی ایک خصلت ہوگی جب تک اس کو چھوڑ نہ دیگا (وہ خصلتیں یہ ہیں) جب اسکو امانت دیجاوے (خواہ مال ہو یا کوئی بات ہو) وہ خیانت نہ کرے اور اور جب بات کہے جھوٹ بولے اور جب عہد کرے اسکو توڑ ڈالے اور جب کسی سے جھگڑے تو گالیاں دینے لگے (بخاری و مسلم) اور ابوہریرہؓ کی ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ جب وعدہ کرے خلاف کرے (ع۲۷) صفوان بن عسال سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی حکم ارشاد فرمائے انمیں یہ بھی ہے کہ کسی بے خطا کو کسی حاکم کے پاس مت لیجاؤ کہ وہ اسکو قتل کرے (یا اسپر کوئی ظلم کرے) اور جادو مت کرو (اخ ترمذی و ابوداؤد و نسائی) اور ان گناہوں پر عذاب کی وعید آئی ہیں۔ حقارت سے کسی کو ہنسنا کسی پر طعن کرنا۔ بری لقب سے پکارنا۔ بدگمانی کرنا۔ کسی کا عیب تلاش کرنا۔ غیبت کرنا۔ بلا وجہ برا بھلا کہنا۔ چغلی کھانا دورویہ ہونا یعنی اسکے منہ پر ایسا اسکے منہ پر ویسا۔ تہمت لگانا۔ دھوکہ دینا۔ عار دلانا۔ کسی کے نقصان پر خوش ہونا۔ تکبر و فخر کرنا۔ ظلم کرنا۔ ضرورت کے وقت باوجود قدرت کے مدد نہ کرنا۔ کسی کے مال کا نقصان کرنا۔ کسی کی آبرو پر صدمہ پہونچانا۔ چھوٹوں پر رحم نہ کرنا۔ بڑوں کی عزت نہ کرنا۔ بھوکوں ننگوں کی حیثیت کیموافق خدمت نہ کرنا۔ کسی دنیوی رنج سے بولنا چھوڑ دینا۔ جاندار کی تصویر بنانا۔ زمین پر موروثی کا دعوی کرنا۔ ہٹے کٹے کو بھیک مانگنا۔ ان امور کے متعلق آئتیں اور حدیثیں روح ہشتم و نوزدہم میں گذر چکی ہیں۔ ڈاڑھی منڈانا یا کٹانا۔ کافروں کا یا فاسقوں کا لباس پہننا۔ عورتوں کیلئے مردانہ وضع بنانا جیسے مردانہ جوتا پہننا ان کا بیان روح بست و نہم میں آویگا انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور بہت سے گناہ ہیں۔ نمونہ کے طور پر لکھدیئے سب سے بچنا چاہیئے اور جو گناہ ہو چکے ہیں ان سے توبہ کرتا رہے کہ توبہ سے سب گناہ معاف ہوجاتے ہیں چنانچہ (ع۲۸) عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گناہ سے توبہ کرنیوالا ایسا ہے جیسے اسکا کوئی گناہ ہی نہ تھا۔ (بیہقی) مرفوعاً و شرح السنہ موقوفاً) البتہ حقوق العباد میں توبہ کی یہ بھی شرط ہے کہ اہل حقوق سے بھی معاف کرالے چنانچہ (ع۲۹) ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے ذمہ اسکے بھائی (مسلمان) کا کوئی حق ہو آبرو کا یا اور کسی چیز کا اسکو آج معاف کرالینا چاہیئے اس سے پہلے کہ نہ دینار ہوگا نہ درہم ہوگا (بخاری) مراد قیامت کا دن ہے) بقیہ (ح۳۰) اگر اسکے پاس کوئی نیک عمل ہوا تو بقدر اسکے حق کے اس سے لیلیا جاوے گا اور صاحب حق کو دیدیا جاویگا اور اگر اسکے پاس نیکیاں نہ ہوئیں تو دوسرے کے گناہ لیکر اسپر لاد دیئے جاویں گے۔ (عین جمع الفوائد از مسلم و ترمذی) یہ سب حدیثیں مشکوٰۃ سے لی ہیں اور بعضی حدیث جو دوسری کتاب کی ہے وہاں لفظ عین لکھدیا ہے۔

اشرف علی

روح بست و سوم

صبر کرنا اور شکر کرنا۔ انسان کو جو باتیں پیش آتی ہیں خواہ اختیاری ہوں خواہ غیر اختیاری وہ دو طرح کی ہوتی ہیں یا تو طبیعت کے موافق ہوتی ہیں ایسی حالت کو دل سے خدا تعالیٰ کی نعمت سمجھنا اور اسپر خوش ہونا اور اپنی حیثیت سے اسکو زیادہ سمجھنا اور زبان سے خدا تعالیٰ کی تعریف کرنا اور اس نعمت کو گناہوں میں استعمال نکرنا یہ شکر ہے اور یا وہ حالتیں طبیعت کے موافق نہیں ہوتیں بلکہ نفس کو ان سے گرانی اور ناگواری ہوتی ہے ایسی حالت کو یہ سمجھنا کہ اللہ تعالیٰ نے اسمیں میری کوئی مصلحت رکھی ہے اور شکایت نکرنا اور اگر وہ کوئی حکم ہے تو اس پر مضبوطی سے قایم رہنا اور اگر وہ کوئی مصیبت ہے تو مضبوطی سے اسکی سہار کرنا اور پریشان نہونا یہ صبر ہے اور چونکہ صبر زیادہ مشکل ہے اسلئے اسکا بیان شکر سے پہلے بھی کرتا ہوں اور زیادہ بھی کرتا ہوں اول اسکے کثرت سے پیش آنیوالے موقعے بطور مثال کے بتلاتا ہوں پھر اسکے متعلق آیتیں اور حدیثیں لکھتا ہوں وہ مثالیں یہ ہیں مثلاً نفس دین کے کاموں سے گھبراتا ہے اور بھاگتا ہے یا گناہ کے کاموں کا تقاضا کرتا ہے خواہ نماز روزہ سے جی چراتا ہے یا حرام آمدنی کو چھوڑنے سے یا کسی کا حق دینے سے ہچکچاتا ہے ایسے وقت ہمت کر کے دین کے کام کو بجالاوے اور گناہ سے رکے اگرچہ دونوں جگہ کسی قدر تکلیف ہی ہو کیونکہ بہت جلدی اس تکلیف سے زیادہ آرام اور مزہ دیکھیگا اور مثلاً اس پر کوئی مصیبت پڑگئی خواہ فقر و فاقہ کی خواہ بیماری کی خواہ کسی کے مرنیکی خواہ کسی دشمن کے ستانے کی خواہ مال کے نقصان ہو جانیکی ایسے وقت میں مصیبت کی مصلحتوں کو یاد کرے اور سب سے بڑی مصلحت ثواب ہے جس کا مصیبت پر وعدہ کیا گیا ہے اور اس مصیبت کا بلا ضرورت اظہار نکرے اور دل میں ہر وقت اسکی سوچ بچار نکرے اس سے ایک خاص سکون پیدا ہو جاتا ہے البتہ اگر اس مصیبت کی کوئی تدبیر ہو جیسے حلال مال کا حاصل کرنا یا بیماری کا علاج کرنا یا کسی صاحب قدرت سے مدد لینا یا شریعت سے تحقیق کر کے بدلا لینا یا دعا کرنا اسکا کچھہ مضائقہ نہیں اور مثلاً دین کے کام میں کوئی ظالم روک ٹوک کرے یا دین کو ذلیل کرے وہاں جان کو جان نہ سمجھے مگر قانون عقلی اور قانون شرعی کے خلاف نہ کرے یہ صبر کی ضروری مثالیں ہیں آگے آیتیں اور حدیثیں ہیں (۱) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور (اگر تم کو حب مال و جاہ کے غلبہ سے ایمان لانا دشوار ہو تو) تم مدد لو صبر اور نماز سے (بقرہ) ف یہاں صبر کی صورت شہوات خلاف شرع کا ترک کرنا ہے (۲) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور ہم تمہارا امتحان کرینگے کسی قدر خوف سے (جو دشمنوں کے ہجوم یا حوادث کے نزول سے پیش آوے) اور کسیقدر فقر و فاقہ سے اور کسیقدر مال اور جان اور پھلوں کی کمی سے (مثلاً مواشی مر گئے یا کوئی آدمی مر گیا یا بیمار ہو گیا یا پھل اور کھیتی کی پیداوار تلف ہو گئی) اور آپ

(ان موقعوں میں) صبر کرنیوالوں کو بشارت سنا دیجئے الخ (بقرہ) (۳) (پہلی امتوں کے مخلصین کے باب میں)
اللہ تعالیٰ نے فرمایا سو نہ ہمت ہاری انھوں نے اُن مصائب کی وجہ سے جو انپر اللہ کی راہ میں واقع ہوئیں اور
نہ ان (کے قلب یا بدن) کا زور گھٹا اور نہ وہ (دشمن کے سامنے) دبے (کہ انسے عاجزی اور خوشامد کی باتیں
کرنے لگے ہوں) اور اللہ تعالیٰ کو ایسے صابرین (یعنی مستقل مزاجوں سے) محبت ہے (جو دین کے کام میں ایسے ثابت
رہیں) (آل عمران) (۴) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور جو لوگ (احکام دین پر) صابر (ثابت قدم) رہیں ہم انکے
اچھے کاموں کے عوض میں اُن کا اجر انکو ضرور دینگے (نحل) (۵) اللہ تعالیٰ نے (ایک طویل آیت میں دوسرے
اعمال کیساتھ یہ بھی) فرمایا اور صبر کرنیوالے مرد اور صبر کرنیوالی عورتیں (کلیہ اخیر میں فرمایا) ان سب کیلئے
اللہ تعالیٰ نے مغفرت اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے (احزاب) ف اسمیں سب قسمیں صبر کی آگئیں صبر طاعات
پر اور صبر معاصی سے اور صبر مصائب پر (۶) ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کیا میں تمکو ایسی چیز نہ بتلاؤں جن سے اللہ تعالیٰ گناہوں کو مٹاتا ہے اور درجوں کو بڑھاتا ہے لوگوں نے عرض کیا
ضرور بتلایئے یا رسول اللہ آپ نے فرمایا وضو کامل کرنا ناگواری کی حالت میں (کہ کسی وجہ سے وضو کرنا مشکل
معلوم ہوتا ہے مگر پھر ہمت کرتا ہے) اور بہت سے قدم ڈالنا مسجد کی طرف (یعنی دور سے آنا یا بار بار آنا)
اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا الخ (مسلم و ترمذی) ف ایسے وقت وضو کرنا صبر کی ایک مثال
ہے (۷) ابو الدرداءؓ سے روایت ہے کہ مجکو میرے دلی محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) نے وصیت فرمائی کہ اللہ تعالیٰ
کیساتھ کسی چیز کو شریک مت کرنا اگرچہ تیری بوٹیاں کاٹ دیجاویں اور تجکو (آگ میں) جلا دیا جاوے الخ
(ابن ماجہ) ف ایسے وقت ایمان پر قائم رہنا صبر کی ایک مثال ہے اور کسی ظالم کی زبردستی کیوقت جو ایسی
بات یا ایسا کام شرع سے معاف ہے وہ شرک و کفر میں داخل نہیں کیونکہ دل تو ایمان سے بھرا ہے (۸) ابن
عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو موسیٰ کو ایک لشکر پر سردار بنا کر دریا (کے سفر)
میں بھیجا ان لوگوں نے اسی حالت میں اندھیری رات میں کشتی کا بادبان کھول رکھا تھا (اور کشتی چل رہی تھی)
اچانک انکے اوپر سے کسی پکارنیوالے نے پکارا کہ کشتی والو ٹھہرو میں تمکو اللہ تعالیٰ کے ایک حکم کی خبر دیتا
ہوں جو اس نے اپنی ذات پر مقرر کر رکھا ہے ابو موسیٰ نے کہا اگر تم کو خبر دینا ہے تو ہمکو خبر دو اس پکارنے والے
نے کہا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی ذات پر یہ بات مقرر کر لی ہے کہ جو شخص گرمی کے دن میں (روزہ رکھکر)
اپنے کو پیاسا رکھیگا اللہ تعالیٰ اسکو پیاس کے دن (یعنی قیامت میں جب پیاس کی شدت ہوگی) سیراب
فرماویگا (عینی ترغیب از بزار) ف یہ بھی صبر کی ایک مثال ہے (۹) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قرآن پڑھتا ہو اور اسمیں اٹکتا ہو اور وہ اس کو مشکل

سنا ہو اسکو دو ثواب ملیں گے (بخاری ومسلم) ف یہ بھی صبر کی ایک مثال ہے اور یہ پوری حدیث اروح سوم ۳۱ میں گذر چکی ہے (۱۰) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب میں زیادہ پیارا عمل وہ ہے جو ہمیشہ ہو اگرچہ تھوڑا ہی ہو (بخاری ومسلم) ف ظاہر ہے کہ اس طرح ہمیشہ نباہنے میں ضرور کسی نہ کسی وقت نفس کو دشواری ہوتی ہے اسلئے یہ بھی صبر کی ایک مثال ہے (۱۱) ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ گھیری ہوئی ہے (حرام) خواہشوں کے ساتھ اور جنت گھیری ہوئی ہے ناگوار چیزوں کیساتھ (مسلم) ف جو عبادتیں نفس پر دشوار ہیں وہ سب گنا ہوں سے بچنا دشوار ہے اسمیں سب آگئے (۱۲) ابو ہریرہؓ وابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی مسلمان کو کوئی مصیبت یا کوئی مرض یا کوئی فکر یا کوئی رنج یا کوئی تکلیف یا کوئی غم نہیں پہونچتا یہانتک کہ کانٹا جو چبھ جاوے مگر اللہ تعالیٰ ان چیزوں سے اسکے گناہ معاف فرماتا ہے (بخاری ومسلم) (۱۳) حضرت عائشہؓ سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی ایسا شخص نہیں جو طاعون واقع ہونیکے وقت اپنی بستی میں صبر کئے ہوئے ثواب کی نیت کئے ہوئے ٹھہرا رہے اور یہ اعتقاد رکھے کہ وہی ہوگا جو اللہ تعالیٰ نے (تقدیر میں) لکھدیا ہے مگر ایسے شخص کو شہید کی برابر ثواب ملے (بخاری) (اگرچہ مرے نہیں اور مرنے میں اور بڑے درجہ کی شہادت ہے (مسلم وغیرہ) ف لیکن گھر بدلنا یا محلہ بدلنا یا اسی بستی کے جنگل میں چلا جانا اکثر علماء کے نزدیک جائز ہے بشرطیکہ بیماروں اور مردوں کے حقوق ادا کرتا رہے (۱۴) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب میں اپنے بندہ کو اسکی دو پیاری چیزوں (کی مصیبت) میں مبتلا کردوں (اس سے مراد دو آنکھیں ہیں جیسا راوی نے ہی تفسیر اسکی حدیث میں کی ہے یعنی اسکی آنکھیں جاتی رہیں) پھر وہ صبر کرے میں ان دونوں کی عوض میں اسکو جنت دونگا (بخاری) (۱۵) ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے مومن بندہ کیلئے جبکہ میں دنیا میں رہنے والوں میں سے اسکے کسی پیارے کی جان لیلوں پھر وہ اسکو ثواب سمجھے (اور صبر کرے) تو ایسے شخص کیلئے میرے پاس جنت کے سوا کوئی بدلا نہیں (بخاری) ف وہ پیارا خواہ اولاد ہو یا بی بی ہو یا شوہر ہو یا اور کوئی رشتہ دار ہو یا دوست ہو (۱۶) ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی بندہ کا بچہ مرجاتا ہے اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے تم نے میرے بندہ کے بچہ کی جان لیلی وہ کہتے ہیں ہاں پھر فرماتا ہے تمنے اسکے دل کا پھل لیلیا وہ کہتے ہیں ہاں پھر فرماتا ہے میرے بندہ نے کیا کہا وہ کہتے ہیں آپکی حمد (وثنا) کی اور اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہا پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندہ کے لئے جنت میں ایک گھر بناؤ اور اسکا نام بیت الحمد رکھو (احمد وترمذی) (۱۷) ابو الدرداءؓ سے

(ایک لائق حدیث میں) روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین شخص ہیں جنسے اللہ تعالے محبت کرتا ہی اور انکی طرف متوجہ ہوکر ہنستا ہی (جیسا اسکی شان کے لائق ہی) اور انکی حالت پر خوش ہوتا ہی (اُن تین میں) ایک وہ (بھی) ہی جو اللہ تعالی کیلئے جان دینے کو تیار ہوگیا (جہاں اسکی شرطیں پائی جاویں) پھر خواہ جان جاتی رہی اور خواہ اللہ تعالی نے اسکو غالب کر دیا اور اُسکی طرف سی کافی ہوگیا اللہ تعالی فرماتا ہی میرے اس بندہ کو دیکھو میرے لئے کس طرح اپنی جان کو صابر بنا دیا (اھ مختصراعین ترغیب از طبرانی) یہ صبر کا بیان ہو چکا۔ اب کچھ شکر کا بیان عرض کرتا ہوں اور یہ شکر جسطرح خود اپنی ذات میں بھی ایک عبادت ہی اسی طرح اس میں ایک یہ بھی خاصیت ہی کہ اس سی ایک دوسری عبادت یعنی صبر آسان ہو جاتا ہی عقلی طور سے بھی اور طبعی طور سی بھی عقلی طور ہی تو اس طرح کہ جب اللہ تعالی کی نعمتوں کے سوچنے کی اور اُنپر خوش ہونیکی (جوکہ شکر میں لازم ہی) عادت پختہ ہو جائیگی تو مصیبت وغیرہ کے وقت یہ بھی سوچیگا کہ جس ذات پاک کے اتنے احسانات ہوتے رہتے ہیں اگر اسکی طرف سے کوئی تکلیف ہی پیش آگئی اور وہ بھی ہماری ہی مصلحت اور ثواب کیلئے (جیسا اوپر حدیثوں سی معلوم ہوا) تو اسکو خوشی سی برداشت کرنا چاہئے جیسے دنیا میں اپنے محسنوں کی سختیاں خوشی سی گوارا کر لی جاتی ہیں خاصکر جب بعد میں انعام بھی ملتا ہو اور طبعی طور پر اسطرح کہ نعمتوں کے سوچنے سے اللہ تعالی کی محبت ہو جائیگی اور جس سے محبت ہوتی ہی اس کی سختی ناگوار نہیں ہوتی جیسا دنیا میں عاشق کو اپنے معشوق کی سختیوں میں خاص لطف آتا ہی آگے اس شکر کے متعلق آیتیں اور حدیث آتی ہیں (۱۸) فرمایا اللہ تعالی نے مجھکو یاد کرو میں تمکو (رحمت سے) یاد کروں گا اور میرا شکر کرو اور ناشکری نہ کرو (بقرہ) (۱۹) فرمایا اللہ تعالی نے اور ہم بہت جلد جزا دینگے شکر کرنیوالونکو (آل عمران) (۲۰) فرمایا اللہ تعالی نے اگر تم (میری نعمتونکا) شکر کروگے میں تم کو زیادہ نعمت دونگا (خواہ دنیا میں بھی یا آخرت میں تو ضرور) اور اگر تم ناشکری کروگے تو (یہ سمجھہ رکھو کہ) میرا عذاب بڑا سخت ہے (ناشکری میں اسکا احتمال ہی (ابراہیم) (۲۱) ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار چیزیں ایسی ہیں کہ وہ جس شخص کو مل گئیں اسکو دنیا و آخرت کی بھلائیاں مل گئیں دل شکر کرنیوالا اور زبان ذکر کرنیوالی اور بدن جو بلا پر صابر ہو اور بی بی جو اپنی جان اور شوہر کے مال میں اس سے خیانت نہیں کرنا چاہتی (بیہقی) **خلاصہ** کوئی وقت خالی نہیں کہ انسان پر کوئی نہ کوئی حالت نہوتی ہو خواہ طبیعت کے موافق خواہ طبیعت کے مخالف اول حالت پر شکر کا حکم ہی دوسری حالت پر صبر کا حکم ہی تو صبر و شکر ہر وقت کرنیکے لئے ہوئے مسلمانو اسکو نہ بھولنا پھر دیکھنا ہر وقت کیسی لذت و راحت میں ہوگے یہ سب حدیثیں مشکوٰۃ سی لی ہیں اور جو دوسری کتاب سی لی ہی اسپر لفظ عین لکھدیا ہے۔

اشرف علی

عہ حقیقت اس کی شروع مضمون میں لکھی گئی ۱۲

روح بست و چہارم

مشورہ کے قابل کاموں میں دیانت داری خیر خواہوں سے مشورہ لینا اور آپس میں محبت اور ہمدردی اور اتفاق رکھنا اور معاملات یعنی لین دین وغیرہ میں اور معاشرات یعنی میل جول میں اسکا خیال رکھنا کہ میری ذات سے کسی کو نقصان یا میری بات سے کسی کو دھوکہ نہ ہو اور اسکا نام صفائی معاملہ ہے اور اسکا خیال رکھنا کہ میرے برتاؤ سے کسی کو نقصان تکلیف یا باطنی تنگی یا پریشانی یا گرانی نہ ہو اور اسکا نام حسن معاشرت ہے۔ یہ تین چیزیں ہوئیں مشورہ اتفاق، صفائی معاملہ و حسن معاشرت اور یہ تینوں چیزیں مستقل طور پر بھی مقصود ہیں (یعنی انکا الگ الگ بھی حکم ہے) جیسا آگے آنیوالی آیتوں اور حدیثوں سے معلوم ہوگا اور ایک کا دوسرے سے خاص تعلق بھی ہے مثلاً مشورہ پر اسیوقت بھروسہ ہو سکتا ہے جب مشورہ والوں میں باہم محبت و اتفاق ہو اور محبت و اتفاق اسیوقت قائم رہ سکتا ہے جب ایک کو دوسرے سے کوئی نقصان یا تکلیف ظاہری یا باطنی نہ پہونچے ہو اسی طرح دوسری طرف سے تو کسی کو تکلیف یا نقصان سے بچانیکا خیال پورے طور سے تب ہی ہو سکتا ہے جب اس سے محبت و ہمدردی ہو، اتفاق و محبت کو پوری ترقی اس سے ہوتی ہے کہ ایک دوسرے کو اپنے مشورہ میں شریک رکھے اس خاص تعلق کی وجہ سے ان تینوں چیزوں کو مثل ایک ہی چیز کے قرار دیکر سب کا ساتھ ہی ذکر کیا جاتا ہے اب ترتیب سے ایک ایک کا بیان کرتا ہوں۔

مشورہ اسمیں دنیا کا بھی فائدہ ہے کہ اس سے کاموں میں غلطی کم ہوتی ہے چنانچہ (۱) سہل بن سعد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اطمینان کیساتھ کام کرنا اللہ کیطرف سے ہے اور جلدی کرنا شیطان کیطرف سے ہے (ترمذی) ف اور ظاہر ہے کہ مشورہ میں جلد بازی کا انسداد ہے اور یہ ان ہی امور میں ہے جن میں دیر کی گنجایش ہے اور دین کا بھی فائدہ ہے کہ شریعت میں اسکی فضیلت آئی ہے چنانچہ (۲) فرمایا اللہ تعالیٰ نے (اے پیغمبر) ان (صحابہ) سے خاص خاص باتوں میں مشورہ لیتے رہا کیجئے پھر (مشورہ لینے کے بعد) جب آپ (ایک جانب) رای پختہ کرلیں (خواہ وہ ان کے مشورہ کے موافق ہو یا مخالف ہو) سو خدا تعالیٰ پر اعتماد (کرکے اسی کام کو کر ڈالا کیجئے بیشک اللہ تعالیٰ ایسے اعتماد کرنیوالوں سے محبت فرماتا ہے (آل عمران) ف خاص خاص باتوں سے مراد وہ امور ہیں جنمیں وحی نازل نہ ہوئی ہو اور مہتم بالشان بھی ہوں یعنی معمولی نہ ہوں کیونکہ وحی کے بعد اسکی گنجایش نہیں اور معمولی کاموں میں مشورہ منقول نہیں جیسے دو وقت کا کھانا وغیرہ (۳) فرمایا اللہ تعالیٰ نے عام لوگوں کی سرگوشیوں میں خیر (یعنی ثواب اور برکت) نہیں ہوتی ہاں مگر جو لوگ ایسے ہیں کہ (خیر) خیرات کی یا اور کسی نیک کام کی یا لوگوں میں باہم اصلاح کر دینے کی ترغیب دیتے ہیں (اور اس تعلیم و ترغیب کی تکمیل و انتظام کے لئے تدبیریں اور مشورہ کرتے ہیں) ان کے سرگوشی میں البتہ خیر یعنی ثواب و برکت ہے (نساء) ف اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض اوقات مشورہ خفیہ ہی مصلحت ہے (۴) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور ان (مومنین) کا ہر کام (جو قابل مشورہ ہو جسکا بیان اوپر آچکا ہے) آپس کے

مشورہ سے ہوتا ہے (شوریٰ) ف: مشورہ پر مومنین کی مدح فرمانا مشورہ کی مدح کی صاف دلیل ہے (۵) انسؓ سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (واقعہ بدر میں جانیکے متعلق صحابہ سے مشورہ فرمایا الخ (عین مسلم) (۶) میمون بن مہران سے روایت ہے کہ (کسی مقدمہ میں جب حضرت ابوبکرؓ کو قرآن و حدیث میں حکم نہ ملتا تو) بڑے لوگوں کو اور نیک لوگوں کو جمع کرکے ان سے مشورہ لیتے جب ان کی رائے متفق ہو جاتی تو اسکے موافق فیصلہ فرماتے (عین حکمت بالنوع عن ازالۃ الخفاء عن الدارمی) ف: رائے کا متفق ہونا عمل کی شرط نہیں (لغرمہ ملی قتال مانعی الزکوٰۃ مع اختلاف الجماعۃ) (۷) ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ کے اہل مشورہ علماء ہوتے تھے خواہ بڑی عمر کے ہوں یا جوان ہوں (عین بخاری) ف: اخیر کی تین حدیثوں سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کا معمول تھا مشورہ لینے کا۔ (۸) جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص اپنے (مسلمان) بھائی سے مشورہ لینا چاہے تو اسکو مشورہ دینا چاہئے (عین ابن ماجہ) اب مشورہ کے کچھ آداب ذکر کئے جاتے ہیں (۹) کعب بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی معرکہ کا ارادہ فرماتے تو (اکثر) کسی دوسرے واقعہ کا پردہ فرماتے الخ (بخاری) ف: اس سے معلوم ہوا کہ جس مشورہ کا ظاہر کرنا مضر ہو اسکو ظاہر نکرنا چاہیے (۱۰) جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجلسیں امانت کیساتھ ہیں (یعنی کسی مجلس میں کسی معاملہ کے متعلق کچھ باتیں ہوں انکو باہر ذکر کرنا نہ چاہئے (اسمیں مشورہ کی مجلس بھی آگئی) مگر تین مجلسیں الخ (ابوداؤد) ف: ان تین مجلسوں کا حاصل یہ ہے کہ کسی کی جان یا مال یا آبرو لینے کا مشورہ یا تذکرہ ہو اس کو چھپانا جائز نہیں اور جب خاص آدمی کے ضرر کے شبہ میں ظاہر کرنا گناہ ہے تو جسکے ظاہر کرنے میں عام مسلمانوں کا ضرر ہو اسکا ظاہر کرنا تو اور زیادہ گناہ ہوگا چنانچہ (۱۱) حاطب بن ابی بلتعہ نے بدنیتی سے نہیں بلکہ غلط فہمی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ایسا ہی راز کفار مکہ کو پہونچا دیا تھا اسپر سورۂ ممتحنہ کی شروع کی آیتوں میں تنبیہ کیگئی (عین در منثور از کتب حدیث) بلکہ جس معاملہ کا بھی تعلق عام مسلمانوں سے ہو اگرچہ اسکے ظاہر کرنے میں کوئی نقصان بھی معلوم نہ ہوتا ہو تب بھی بجز ان لوگوں کے جو عقل و شرع کے موافق اس معاملہ کو ہاتھ میں لئے ہوئے ہیں عام لوگوں کو اسکا ظاہر کرنا نہ چاہیے کیونکہ ممکن ہے کہ اس کے نقصان کی طرف اس شخص کی نگاہ نہ پہونچی ہو چنانچہ (۱۲) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور جب ان لوگوں کو کسی امر (جدید) کی خبر پہونچتی ہے خواہ (وہ امر موجب) امن ہو یا (موجب) خوف تو اس (خبر) کو (فوراً) مشہور کر دیتے ہیں (اسمیں ایسی اخبار اور ایسی جلسے بھی آگئے حالانکہ کبھی وہ غلط ہوتی ہے کبھی اس کا مشورہ کرنا خلاف مصلحت ہوتا ہے) اور اگر (بجائے خود مشہور کرنیکے) یہ لوگ اس (خبر) کو رسول (صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے) کے

اوپر اور جوان میں ایسے امور کو سمجھتے ہیں (یعنی اکابر صحابہ ان کی رائے) کے اوپر حوالہ رکھتے (اور خود کچھ دخل نہ دیتے) تو اسکو وہ حضرات پہچان لیتے جوان میں تحقیق کر لیا کرتے ہیں (یعنی جیسا یہ حضرات عملدرآمد کرتے ویسا ہی ان خبر اڑانے والوں کو کرنا چاہیے تھا) (نساء) ف اور اس آیت سے اکثر اخباروں کا خلاف حدود ہونا معلوم ہو گیا البتہ جو اخبار حدود کے اندر ہو اسکا مفید ہونا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے یعنی (۱۳) ابن ابی ہالہؓ سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے حالات کی تلاش رکھتے تھے اور (خاص) لوگوں سے پوچھتے رہتے کہ (عام) لوگوں میں کیا واقعات ہو رہے ہیں (یعنی شمائل ترمذی)، اتفاق (۱۴) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور مضبوط پکڑے رہو اللہ تعالیٰ کے سلسلہ کو (یعنی اللہ تعالیٰ کے دین کو) اس طور پر کہ باہم سب متفق بھی رہو اور باہم نا اتفاقی مت کرو (آل عمران) (۱۵) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور ان (مسلمانوں) کے دلوں میں اتفاق پیدا کر دیا (انفال) ف احسان کے موقع ذکر کرنے سے معلوم ہوا کہ اتفاق بڑی نعمت ہے (۱۶) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور (تمام امور میں) اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت (کا لحاظ) کیا کرو (کہ کوئی کام خلاف شرع نہ ہو) اور آپس میں نزاع مت کرو ورنہ (باہمی نا اتفاقی سے) کم ہمت ہو جاؤ گے (کیونکہ قوتیں منتشر ہو جائیں گی ایک کو دوسرے پر وثوق نہ ہوگا اور اکیلا آدمی کیا کر سکتا ہے) اور تمہاری ہوا اکھڑ جائیگی (مراد اس سے بدرعبی ہے کیونکہ دوسروں کو اس نا اتفاقی کی اطلاع ہونے سے یہ امر لازمی ہے) (انفال) ف اسمیں نا اتفاقی کی برائی اور اصل چیز اللہ و رسول کی اطاعت یعنی دین کا ہونا مذکور ہے (۱۷) ابو الدرداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمکو ایسی چیز کی خبر نہ دوں جو (اپنے بعض آثار کے اعتبار سے) روزہ اور صدقہ (زکوٰۃ) اور نماز کے درجہ سے بھی افضل ہے لوگوں نے عرض کیا ضرور خبر دیجیے آپ نے فرمایا وہ آپس کے تعلقات کو درست رکھنا ہے اور آپس کا بگاڑ (دین کو) مونڈ دینے والی چیز ہے (ابوداؤد و ترمذی) اور جن باتوں سے اتفاق پیدا ہوتا ہے یا اتفاق قائم رہتا ہے یعنی آپس کے حقوق کا خیال رکھنا اور جن سے نا اتفاقی ہوتی ہے یعنی آپس کے حقوق میں کوتاہی کرنا ان کا بیان روح نہم میں آ چکا ہے صفائی معاملات و حسن معاشرت یعنی لوگوں کو دین کا تھوڑا سا ہی خیال ہے وہ پہلی بات کا یعنی صفائی معاملہ کا تو کچھ خیال رکھتے بھی ہیں اور اسے دین کی بات سمجھتے ہیں اور مسائل نہ جاننے سے کچھ کوتاہی ہو جاوے تو اور بات ہے اسکا آسان علاج یہ ہے کہ میرا رسالہ صفائی معاملات اور پانچواں حصہ بہشتی زیور کا دیکھ لیں یا سن لیں یا جو معاملہ پیش آیا کرے اسکا حکم کسی عالم سے پوچھ لیا کریں اور اگر خود کوئی خیال نہیں کرتا تو دوسرا شخص جسکا حق ہے وہ تقاضا کر کے اسکے کان کھول دیتا ہے اسلئے اس جگہ اسکے لکھنے کی ضرورت نہیں سمجھی لیکن دوسری چیز یعنی حسن معاشرت کا بہت دیندار لوگ بھی خیال نہیں کرتے بلکہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ محض دنیا کا ایک انتظام ہے اسکا دین سے کچھ تعلق نہیں اس لئے اس کی کچھ

پروا نہیں کرتے اسکے متعلق کچھ آیتیں اور حدیثیں لکھتا ہوں (۱۸) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے ایمان والو تم اپنے (خاص رہنے کے) گھروں کے سوا (جنمیں کسی دوسرے کے ہونیکا احتمال ہی نہیں جیسے اپنا خاص کمرہ) دوسرے گھروں میں (جنمیں دوسرے لوگ رہتے ہوں خواہ مرد خواہ عورتیں خواہ محرم خواہ غیر محرم) داخل مت ہو جبتک (ان سے) اجازت حاصل نہ کرلو (آگے فرمایا) اور اگر (اجازت لینے کے وقت) تمسے یہ کہدیا جاوے کہ (اسوقت) لوٹ جاؤ تو تم لوٹ آیا کرو (اور یہی لوٹ آنیکا بخاری ومسلم کی حدیث میں حکم ہے جب تین بار پوچھنے پر اجازت نہ ملے) (سورہ نور) ف یہ مسئلہ اجازت چاہنے کا زنانہ اور مردانہ سب گھروں کے لئے ہے اور اسمیں تین حکمتیں ہیں ایک یہ کہ گھر والے کی کسی ناجائز موقع پر نظر نہ جا پڑے دوسرے یہ کہ کسی ایسی حالت کی خبر ہو جاوے جسکی خبر ہونا اسکو ناگوار ہے تیسرے یہ کہ بعض اوقات دلپر گرانی ہوتی ہے راحت آرام میں خلل پڑنیسے خواہ کسی کام میں حرج ہونیسے خواہ ملنے ہی کو جی نہیں چاہتا (۱۹) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے ایمان والو جب تمسے کہا جاوے (یعنی صدر مجلس کہدے) کہ مجلس میں جگہ کھولدو (جسمیں آنیوالے کو بھی جگہ مل جاوے) تو تم جگہ کھولدیا کرو (اور آنیوالے کو جگہ دیدیا کرو) اللہ تعالیٰ تمکو (جنت میں) کھلی جگہ دیگا اور جب (کسی ضرورت سے) یہ کہا جاوے کہ (مجلس سے) اٹھ کھڑے ہو تو اٹھ کھڑے ہوا کرو (خواہ خلوت کی ضرورت سے اٹھاوے اور خواہ دوسری جگہ بیٹھنے کیلئے اٹھادے) (مجادلہ) (۲۰) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری باری کی رات میں (اول) بستر پر لیٹ گئے پھر اتنا ہی توقف فرمایا کہ آپ نے یہ سمجھا کہ میں سوگئی سو اپنا چادرہ آہستہ سے لیا اور نعل مبارک آہستہ سے پہنے اور دروازہ آہستہ سے کھولا اور باہر تشریف لے گئے پھر دروازہ آہستہ سے بند کردیا اور بقیع میں تشریف لیگئے) اور (واپسی پر اسکی وجہ میں یہ) فرمایا کہ میں یہ سمجھا کہ تم سوگئیں اور میں نے تمہارا جگانا پسند نہیں کیا اور مجکو اندیشہ ہوا کہ (تم جاگ کر اکیلی) گھبراؤ گی الخ (عین مسلم) ف حدیث میں صاف مذکور ہے کہ آپ نے سب کام اس لئے آہستہ کئے کہ حضرت عائشہؓ کو تکلیف نہ ہو خواہ جاگنے کی بھی خواہ صرف گھبرانیکی (۲۱) حضرت مقدادؓ سے ایک لانبی حدیث میں روایت ہے کہ ہم تین آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان تھے اور آپ ہی کے یہاں مقیم تھے بعد عشا آکر لیٹ رہتے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دیر میں تشریف لاتے تو چونکہ مہمانوں کے سونے جاگنے دونوں کا احتمال ہوتا تھا ایسے سلام فرماتے کہ شاید جاگتے ہوں مگر ایسا آہستہ فرماتے کہ اگر جاگتے ہوں تو سن لیں اور اگر سوتے ہوں آنکھ نہ کھلے (عین مسلم بحاصلہ) حسن معاشرت کا مضمون اس جگہ مختصر لکھدیا اسکی تفصیل معلوم کرنیکے لئے رسالہ آداب المعاشرت اور دسواں حصہ بہشتی زیور کا شروع سے ہنر اور پیشوں کے بیان تک ضرور دیکھ لیں یا سن لیں اور یہ سب حدیثیں مشکوٰۃ سے لیگئی ہیں مگر جو دوسری کتابوں سے لی ہیں ان میں لفظ عین لکھدیا ہے

کتبہ اشرف علی

روح بست و پنجم

اقتیاز قومی[ع۱] (یعنی اپنا لباس اپنی وضع اپنی بول چال اپنا برتاو وغیرہ غیر مذہب والوں سے الگ رکھنا) دوسری قوموں کی وضع و عادت بلا ضرورت اختیار کرنیکو شریعت نے منع کیا ہے پھر ان میں بعضی چیزیں تو ایسی ہیں کہ اگر دوسری قوموں سے انکی خصوصیت نہ بھی رہے تب بھی گناہ ہیں جیسے داڑھی منڈانا یا حد سے بڑھانا یا سر گُتوانا یا ٹخنوں سے نیچا پاجامہ یا چادر یا لنگی پہننا کہ ہر حال میں ناجائز ہے اور اگر اسکے ساتھ شرعی وضع کو حقیر سمجھے یا اسکی برائی کرے تو حد سے گذر کر کفر ہو جاویگا اور بعضی چیزیں ایسی ہیں کہ اگر دوسری قوموں سے انکی خصوصیت نہ رہے تو گناہ نہ رہیں گی اور خصوصیت نہ رہنے کی پہچان یہ ہے کہ ان چیزوں کو دیکھنے سے عام لوگوں کے ذہن میں یہ کھٹک نہ ہو کہ یہ وضع تو فلانے لوگوں کی ہے جیسے انگرکھا یا اچکن پہننا مگر جب تک یہ خصوصیت ہے اسوقت تک منع کیا جاویگا جیسے ہمارے ملک میں کوٹ پتلون پہننا یا گرگابی پہننا یا دھوتی باندھنا یا عورتوں کو لہنگا پہننا پھر ایسی چیزوں میں بعض چیزیں دوسری قوموں کی محض قومی وضع ہیں جیسے کوٹ پتلون وغیرہ یا قومی وضع کی طرح انکی عام عادت ہے جیسے میز کرسی پر یا چھری کانٹے سے کھانا انکے اختیار کرنے سے تو صرف گناہ ہی ہوگا کہیں کم کہیں زیادہ اور جو چیزیں دوسری قوموں کی مذہبی وضع ہیں انکا اختیار کرنا کفر ہوگا جیسے صلیب لٹکا لینا یا سر پر چوٹی رکھ لینا یا جنیو باندھ لینا یا ماتھے پر قشقہ لگانا یا جے پکارنا وغیرہ اور جو چیزیں دوسری قوموں کی نہ قومی وضع ہیں نہ مذہبی وضع ہیں گو انکی ایجاد ہوں اور عام ضرورت کی چیزیں ہیں جیسے دیا سلائی یا گھڑی یا کوئی حلال دوا یا مختلف سواریاں یا ضرورت کے بعضے نئے آلات جیسے ٹیلی گراف یا ٹیلیفون یا نئے ہتیار یا نئی ورزشیں جنکا بسل ہماری قوم میں ہوا ان کا برتنا جائز ہے نہ کہ گانے بجانے کی چیزیں جیسے گراموفون یا ہارمونیم وغیرہ مگر ان جائز چیزوں کی تفصیل اپنی عقل سے نہ کریں بلکہ علماء سے پوچھ لیں اور مسلمانوں میں جو فاسق یا بدعتی ہیں خواہ وہ بدعتی دین کے رنگ میں ہوں خواہ دنیا کے رنگ میں ہوں انکی وضع اختیار کرنا بھی گناہ ہے گو کافروں کی وضع سے کم سہی بلکہ مرد کو عورت کی وضع اور عورت کو مرد کی وضع بنانا گناہ ہے پھر ان سب ناجائز وضعوں میں اگر پوری وضع بنائی زیادہ گناہ ہوگا اگر ادھوری بنائی اس سے کم ہوگا۔ اور اس سے یہ بھی سمجھ میں آگیا ہوگا کہ یہ مسئلہ جس طرح شرعی ہے اسی طرح عقلی بھی[ع۲] ہے کیونکہ مرد کے لئے زنانہ وضع بنانیکو ہر شخص عقل سے بھی برا سمجھتا ہے حالانکہ دونوں مسلمان اور صالح ہیں تو جہاں مسلمان اور کافر کا فرق ہو یا صالح و فاسق کا فرق ہو وہاں کافر یا فاسق کی وضع بنانیکو کس کی عقل اجازت دیسکتی ہے۔ اب کچھ آیتیں اور حدیثیں لکھتا ہوں (۱) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور شیطان نے یوں کہا کہ میں ان کو اور بھی تعلیم دوں گا جس سے وہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورت کو بگاڑا کریں گے (جیسے داڑھی منڈانا بدن گودنا وغیرہ) (نسائی)۔ ف بعضی تبدیلی تو صورت بگاڑنا ہے اور حرام ہے جیسی اوپر مثالیں لکھی گئیں اور بعضی تبدیلی

ع۱ ویلقب بلسان الشرع بمسئلة التشبہ ۱۲ ع۲ فالتشبہ حکمة نہی منہا لاعلة ۱۲

صورت کا سنوارنا ہے اور واجب ہے، جیسے لبیں ترشوانا ناخن ترشوانا بغل اور زیر ناف کے بال لینا اور بعضی تبدیلی جائز ہے جیسے مرد کو سر کے بال منڈا دینا یا کٹا دینا یا مٹھی سے زیادہ داڑھی کٹا دینا اور اسکا فیصلہ شریعت سے ہوتا ہے نہ کہ رواج سے کیونکہ اول تو رواج کا درجہ شریعت کے برابر نہیں دوسرے ہر جگہ کا رواج مختلف پھر وہ ہر زمانہ میں بدلتا رہتا ہے (۲) فرمایا اللہ تعالیٰ نے ظالموں (یعنی نافرمانوں) کی طرف (باعتبار دوستی یا شرکت اعمال و احوال کے) مت جھکو کبھی تم کو دوزخ کی آگ لگ جاوے الخ (ہود) ف یہ یقینی بات ہے کہ اپنی وضع [illegible] چھوڑ کر دوسری کی وضع اور طریقہ خوشی سے تب ہی اختیار کرتا ہے جب اسکی طرف دل جھکے اور نافرمانوں کی طرف جھکنے پر دوزخ کی وعید فرمائی ہے اس سے صاف ثابت ہوا کہ ایسی وضع اور طریقہ اختیار کرنا گناہ ہے (۳) عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ پر دو کپڑے کسم کے رنگے ہوئے دیکھے فرمایا یہ کفار کے کپڑوں میں سے ہیں انکو مت پہنو (مسلم) ف ایسا کپڑا مرد کے لئے خود بھی حرام ہے مگر آپ نے ایک وجہ یہ بھی فرمائی معلوم ہوا کہ اس وجہ میں بھی اثر ہے پس یہ وجہ جہاں بھی پائی جاویگی یہی حکم ہوگا (۴) رکانہ رضی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹوپیوں کے اوپر عماموں کا ہونا فرق ہے ہمارے اور مشرکین کے درمیان (ترمذی) ف مرقاۃ میں ہے کہ معنی یہ ہیں کہ ہم عمامہ ٹوپیوں کے اوپر باندھتے ہیں اور مشرکین صرف عمامہ باندھتے ہیں الخ (۵) ابن عمر رضی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص (وضع وغیرہ میں) کسی قوم کی شباہت اختیار کرے وہ ان ہی میں ہے (احمد و ابوداود) ف یعنی اگر کفار و فساق کی وضع بناوے گا وہ گناہ میں ان کا شریک ہوگا (۶) ابی ریحانہ رضی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس چیزوں سے منع فرمایا (انمیں ایک یہی ہے یعنی) اور اس سے بھی کہ کوئی شخص اپنے کپڑوں کے نیچے حریر لگا دے مثل عجمیوں کے یا اپنے شانوں پر حریر لگا وے مثل عجمیوں کے الخ (ابوداود و نسائی) ف اسمیں بھی وہی تقریر ہے جو ۳ میں گذری (۷) ابن عباس رضی سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ لعنت کرے ان مردوں پر جو عورتوں کی شباہت بناتے ہیں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی شباہت بناتی ہیں (بخاری) (۸) ابو ہریرہ رضی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مرد پر لعنت فرمائی ہے جو عورت کی وضع کا لباس پہنے اور اس عورت پر بھی جو مرد کی وضع کا لباس پہنے (ابوداود) (۹) ابن ابی ملیکہ رضی سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی سے کہا گیا کہ ایک عورت (مردانہ) جوتہ پہنتی ہے انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردانی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے (ابوداود) ف آجکل عورتوں میں اسکا بہت رواج ہوگیا اور بعضی تو انگریزی جوتہ پہنتی ہیں جس سے دو گناہ ہوتے ہیں ایک مردوں کی وضع کا دوسرا غیر قوم کی وضع کا (۱۰) ابن عمر رضی سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لعنت کرے اللہ تعالیٰ بال

عہ فمسئلۃ التشبہ ثابتۃ بالقرآن ایضاً ۱۲

میں بال ملانیوالی کو اور ملوانیوالی کو (جبکہ غرض دھوکہ دینا ہو کہ دیکھنے والوں کو لانبے معلوم ہوں) اور گودنے والی کو اور گدوانیوالی کو (بخاری و مسلم) ف مردوں کا بھی یہی حکم ہے (۱۱) حجاج بن حسان سے روایت ہے کہ ہم حضرت انس کی خدمت میں گئے (حجاج اسوقت بچے تھے کہتے ہیں کہ) میری بہن مغیرہ نے مجھسے قصہ بیان کیا کہ تم اسوقت بچے تھے اور تمہارے (سر پر) بالوں کے دو چٹلے یا گیسے تھے حضرت انس نے تمہارے سر پر ہاتھ پھیرا اور برکت کی دعا کی اور فرمایا انکو منڈوا دو یا کاٹ دو کیونکہ یہ وضع یہود کی ہے (ابوداؤد) (۱۲) عامر بن سعد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صاف رکھو اپنے مکانوں کے سامنے کے میدانوں کو اور یہود کے مشابہ مت بنو (وہ میلے کچیلے ہوتے تھے) (ترمذی) ف جب گھر کے باہر کے میدانوں کو میلا رکھنا یہود کی مشابہت کے سبب ناجائز ہے تو خود اپنے بدن کے لباس میں مشابہت کیسے جائز ہوگی (۱۳) ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (جاہل) دیہاتی لوگ مغرب کی نماز کے نام میں تم پر غالب آجاویں اور (یہ) دیہاتی اسکو عشا کہتے تھے (یعنی تم اسکو عشا مت کہو مغرب کہو) اور یہ بھی فرمایا کہ (جاہل) دیہاتی لوگ عشا کی نماز کے نام میں تم پر غالب آجاویں کیونکہ وہ کتاب اللہ میں عشا ہے (اور وہ اسکو عتمہ کہتے تھے اسلئے کہ عتمہ (یعنی اندھیری) میں اونٹوں کا دودھ دوہا جاتا تھا (مسلم) ف اس سے معلوم ہوا کہ بول چال میں بھی بلا ضرورت ان لوگوں کی مشابہت نہ چاہئے جو دین سے واقف نہیں (۱۴) حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں عربی کمان تھی آپنے ایک شخص کو دیکھا جسکے ہاتھ میں فارسی کمان تھی آپ نے فرمایا اسکو پھینک اور (عربی کمان کیطرف اشارہ کر کے فرمایا کہ) اسکو لو اور جو اسکے مشابہ ہو الخ (ابن ماجہ) ف فارسی کمان کا بدل عربی کمان تھی اسلئے اسکے استعمال سے منع فرمایا معلوم ہوا کہ برتنے کی چیزوں میں بھی غیر قوم کی مشابہت سے بچنا چاہیئے جیسے کانسی پیتل کے برتن یعنی جنکے برتنے میں غیر قوموں کی خصوصیت رہتی ہیں (۱۵) حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن کو عرب کے لہجہ اور آواز میں پڑھو (یعنی صحیح اور بلا تکلف) اور اپنے کو اہل عشق کے لہجہ سے اور دونوں اہل کتاب (یعنی یہود و نصاریٰ) کے لہجہ سے بچاؤ الخ (بیہقی و رزین) ف معلوم ہوا کہ پڑھنے میں بھی غیر قوموں اور بے شرع لوگوں کی مشابہت سے بچنا چاہیے (۱۶) ایک شخص روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ نے ام سعید دختر ابو جہل کو دیکھا کہ ایک کمان لٹکائے ہوئی تھی اور مردوں کی چال سے چل رہی تھی عبداللہ نے کہا کہ یہ کون ہے میں نے کہا یہ ام سعید دختر ابو جہل ہے انھوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے ایسا شخص ہم سے الگ ہے جو عورت ہو کر مردوں کی مشابہت کرے یا مرد ہو کر عورتوں کی مشابہت کرے (عین ترغیب از احمد و طبرانی و اسقط المبہم) (۱۷) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہماری جیسی نماز پڑھے اور ہمارے قبلہ کیطرف رخ کرے اور ہمارے ذبح کئے ہوئے کو کھاوے وہ ایسا مسلمان ہے جسکے لئے اللہ کی ذمہ داری ہے اور اس کے رسولؐ کی سو تم لوگ

اللہ کی ذمہ داری میں خیانت مت کرو (یعنی اس کے اسلامی حقوق ضائع مت کرو) (بخاری) ف اس سے معلوم ہوا کہ کھانیکی جن چیزوں کو مسلمانوں کے ساتھ خاص تعلق ہو ان کا کھانا بھی نماز وغیرہ کی طرح علامت ہے اسلام کی، سو بعضے آدمی جو گائے کا گوشت بلا عذر کسی کی خاطر چھوڑ دیتے ہیں اسکا ناپسند ہونا اس سے معلوم ہوا (و یؤیدہ شان نزول قولہ تعالی یا ایہا الذین اٰمنوا ادخلوا فی السلم کافۃ) غرض ہر بات میں اسلامی طریقہ اختیار کرنا چاہیئے دین کی باتوں میں بھی اور دنیا کی باتوں میں بھی چنانچہ (۱۸) عبداللہ بن عمرو سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت تہتر فرقوں میں بٹجائے گی سب فرقے دوزخ میں جاویں گے بجز ایک ملت کے لوگوں نے عرض کیا اور وہ فرقہ کونسا ہے (جو دوزخ سے نجات پاویگا) آپ نے فرمایا جس طریقہ پر میں اور میرے اصحاب ہیں (ترمذی) ف طریقہ سے مراد واجب طریقہ ہو جس کے خلاف سے دوزخ کا ڈر ہے اور آپ نے اس طریقہ میں کسی چیز کی تخصیص نہیں فرمائی تو اسمیں دین کی باتیں بھی آگئیں اور دنیا کی بھی البتہ کسی چیز کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کا طریقہ ہونا اور اسکا واجب ہونا کبھی قول سے معلوم ہوتا ہے کبھی فعل سے کبھی (نص یعنی) صاف عبارت سے کبھی (اجتہاد اور) اشارہ سے جسکو صرف عالم لوگ سمجھ سکتے ہیں عام لوگوں کو ان کے اتباع سے چارہ نہیں اور بدون ان کے اتباع کے غیر عالم لوگوں کا دین صحیح نہیں رہ سکتا۔

ختم کلام جس قسم کے اعمال کی فہرست کا دیباچہ میں ذکر ہے ان میں اس وقت جس عمل کو سوچتا ہوں وہ ان پچیس حصوں میں پاتا ہوں اجمالاً یا تفصیلاً اس لئے رسالہ کو ختم کرتا ہوں البتہ اگر زود تا کسی کے ذہن میں اور کوئی عمل آوے یا ان میں سے کسی حصہ کی تفصیل مصلحت معلوم ہو وہ اس کا ضمیمہ بن سکتا ہے۔

شکر انعام (ع ۱۹) عبداللہ بن عمرو سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری طرف سے پہونچاتے رہو اگرچہ ایک ہی آیت ہو (بخاری) (ع ۲۰) ابوالدرداء ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دین کے احکام میں چالیس حدیثیں محفوظ کر کے میری امت پر پیش کردے اللہ تعالی اسکو فقیہ کر کے اٹھائیگا اور میں قیامت کے دن اس کا سفارشی اور گواہ ہونگا (بیہقی) الحمد للہ کہ ان حصوں میں نوے سے زائد آیتوں کی اور غیر مکرر و مرفوع تین سو چالیس سے زائد حدیثوں کی تبلیغ ہوگئی اگر کوئی ان حصوں کو چھپوا کر تقسیم کرے یہ ثواب اس کو بھی ملیگا یہ سب حدیثیں مشکوۃ کی ہیں بجز ایک کے جسمیں عین لکھدیا ہے اشرف علی۔ تمت

کتاب ہذا نیز دیگر تالیفات حضرت حکیم الامۃ مدظلہم اس پتہ سے طلب فرمائیے
محمد عثمان مالک کتب خانہ اشرفیہ راجہ بازار ...